بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

ہزار ہزار احسان اوس واجب الوجود کا جسنے تمام مخلوقات کو عدم سے بحکم کُن موجود فرمایا۔ لاکھ لاکھ شکر اوس معبود کا جسنے ولقد کرمنا بنی آدم[1] کا تاج آدمی کے سر پر پہنایا اوسکی ہدایت کے واسطے کتابین اور رسول بھیجے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین[2] کا خلعت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا اعانت دین کے لئے لقد رضی اللہ عن المومنین[3] کے خطاب سے خلفائے راشدین واصحاب کاملین کو معزز کیا اور پیشوائے اُمت بنایا۔

ابیات

بر نبی و آل واصحابش مدام شافع روز جزا ہے اونکی ذات	تا قیامت صد درود وصد سلام اُمتِ عاصی کی ہے اُن سے نجات

برادران اسلام کی خدمات مین بعد اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ معروض ہے کہ آدمی دو چیز و یعنے بدن اور روح سے مرکب ہے بدن مین جو امراض۔

[1] یہ آیۃ سورۂ بنی اسرائیل مین ہے اور بیشک بزرگی دی ہمنے آدم کی اولاد کو ۱۲ [2] اور لیکن رسول اللہ کا ہے اور ختم کرنے والا نبوت کا یا مہر نبوت کے دفتر کے کہ آخر مین ہوتی ہے ۱۲ یہ آیت سورۂ احزاب مین ہے [3] یہ آیت سورۂ فتح مین ہے اور اوسکے آگے یہ ہے یعنے بیشک اللہ راضی ہوا مومنون سے جب وہ تمہارے بیعت کی درخت کے نیچے اور اونمین مشہور دس کے نام ہین حضرت ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان ذوالنورین علی مرتضیٰ۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعید۔ سعد۔ عبدالرحمن۔ ابوعبیدۃ الامین رضی اللہ عنہم اجمعین۔ انکو عشرہ مبشرہ کہتے ہین اور اول کے چارون حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار یار کہلاتے ہین اور یہ بیعت بمقام حدیبیہ کیکر کے درخت کے تلے قریش سے لڑنے کے باب مین کی تھی تمام قصہ اسکا انشاء اللہ تعالےٰ آگے آویگا۔ اس آیت کی تفاسیر مین لکھا ہے ایک ہزار پانسو بیس صحابی اس بیعت مین شریک تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سبکو جنتی

کیفیات واخلاط کی زیادتی اور کمی سے پیدا ہوتی ہین اونکے معالجے اور صحت بدن کی قایم رکھنے
کی تدبیرون کی جاننے کو علم ابدان اور علم طب کہتے ہین اور اس علم کی ہر فن کی کتابین ہر زبان مین
بہت ہین اور روحکی بیماریون کی معالجات اور اوسکی صحت کی قیام کی وجوہات کے معلوم کرنے
کو علم دین اور علم اخلاق کہتے ہین اور اخلاق حسنہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چلن ہے جس
کا نام شریعت مصطفویہ و طریقہ دین اسلام ہے اللہ تعالے نے فرمایا وانک لعلی خلق عظیم جیسے
بدن کے امراض مین سے بعضی مہلک ہین بعضے لاعلاج بعضے علاج پذیر بعضے مرض بعضے عرض
اسیطرح روح کی بیماریون مین بھی بعضے مہلک ہین جیسے کفر و شرک باللہ کہ ہمیشہ کا عذاب
اور خبث سے محرومی انکی سزا ہے کہ موت سے بھی بدتر ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و
یغفر ما دون ذلک لمن یشاء انہ یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ بعضے لاعلاج ہین جیسے
جہل مرکب بعضے علاج پذیر ہین جیسے اور گناہ بعضے اصل مرض ہین جیسے عقاید بد بعضے عرض
ہین جیسے برے عقاید کے سبب برے عمل ظہور مین آتے ہین اور جس طرح بدن کے مرضون
کے واسطے مسہل معالجہ عام ہے کہ مرض کے مادہ کو بدن سے نکال کر بدن کو دھو دیتا
ہے اسیطرح روح کی بیماریون کے ہر مادے کی صاف کرنے والی اور روح کی پاک کرنے والی
توبہ بھی ہے اللہ تعالے نے فرمایا یا ایہا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ النصوحا عسے

کیفیتین چار ہین گرمی سردی خشکی تری صرف اونکی زیادتی وکمی سے جو مرض پیدا ہوتے ہین اونکو سادج کہتے ہین اور اخلاط بھی چار ہین خون گرم
تر ہے صفرا گرم خشک بلغم سرد تر سودا سرد خشک انکی زیادتی وکمی سے جو مرض پیدا ہوتے ہین وہ مادی کہلاتے ہین ۲ اخلاق
فاضلہ وحسنہ یعنے اچھی عادتین وہ حد معتدل شرعی پر چلنے سے حاصل ہوتی ہے اونکی ضد اخلاق ذمیمہ ورذیلہ یعنے برے چلن اور وہ حد
اعتدال شرعی کے افراط وتفریط سے پیدا ہوتی ہین مثلا مال خرچ کرنے کا درمیانی توسط سخاوت ہے زیادتی اوسکی تبذیر اور کمی اوسکی بخل
تفسیر ہے یہ دونون مذموم ہین اللہ تعالے نے سورہ بنی اسرائیل مین فرمایا لا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط اے نبی
نہ رکھا اپنے ہاتھ کو گردن مین اور نہ کھول اوسکو بالکل ایسا ہی بدن کی طاقت کو اوسکے موقع پر اعتدال کے ساتھ خرچ کرنے کا نام شجاعت
غیر موقع اور زیادتی اوسکی تہور کمی اوسکے نامردی ہے یہ دونون بھی برے ہین جب ہر چیز مین اعتدال ہے تو اعتقاد مین یہ ہے
کہ خدا تعالے کو سب سے بڑا اور سب کا خالق قدیم جانے اور رسولون کو اوسکے بندے اور پیغمبر اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
سب پیغمبرون سے افضل سمجھے پس اگر کسی پیغمبر کو خدا تعالے کی برابر یا اوسکی خدائی مین شریک یا اوسکا بیٹا یا بھائی سمجھیگا تو کافر ہو جاویگا اور
پیغمبرون کو عوام کے برابر مرتبہ مین جانے یا اونکی پیغمبری مین شک کرے تو بھی کافر ہو جاویگا غرض جنکے جو مرتبہ شرع شریف مین مقرر ہین
انمین اپنی طرف سے کمی زیادتی نہ کرے اور سب کو برابر ہی نہ سمجھے صریح کر فرق مراتب نکنی زندیقی ۳ یہ آیت سورہ نون مین ہے ۴ جسے
توڑ سے خلق بہ ہے ۵ مرض جو اخلاط وکیفیات کی زیادتی وکمی سے بدن مین پیدا ہو جیسے بخار یا تفرق اتصال ہے جیسے زخم عرض جو
کسی مرض کے سبب سے ہو جیسے درد سر بخار کے سبب سے اور درد زخم کے سبب سے ۶ یہ آیت سورہ نساء مین ہے بیشک اللہ تعالے انہین

ربکم ان یکفر عنکم سیاٰتکم اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اور جس طرح بدن کی صحت کہانے پینے حرکت سکون وغیرہ مین پرہیز کئی بغیر قایم نہین رہ سکتے اور بے پرہیز دوا بہی مرض کو کامل فائدہ نہین کرتے اسی طرح روح کی صحت بہی منہیات شرعی سے پرہیز کئی بغیر قیام نہین کرسکتے اور نہ بیماریان گناہ کی دفع ہوسکین اسی لئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ پرہیز کو لباس بنا کر پہن لو کہ تمہارا ایک رونگٹا بہی پرہیز کے لباس سے باہر نہ رہے ولباس التقوی ذلک خیر اور دو جزء انسانی مین سے بدن فانی ہے اور روح باقی غیر فانی اس لئے روح کی بیماریان بدن کی بیماریون سے بہت سخت ہین کیونکہ بدن کے فنا ہوتے ہی فوراً سب بیماریان اس کی جاتی رہتی ہین اور جو امراض روح کو لگ جاتے ہین۔ اور روح اُن کو یہان سے کما کر اپنے ساتھ لی جاتی ہے وہ اُس مین سے کب زائل ہوسکتے ہین۔ لہذا آدمی کو روح کی بیماریون کا بدن کے امراض سے بہت ہی زیادہ فکر کرنا چاہئیے۔ اور اُن کے معالجے اور روح کے باب مین بہت ہی کوشش کرنی چاہیے۔ سو روح کے مرض دو طرح کے ہین ایک وہ کہ روح کی ہلاکی یعنے عذاب دائمی کا سبب ہون جیسے عقائد فاسدہ کہ کفر و شرک و ارتداد و الحاد کا باعث ہوتے ہین اور سزا ان کی عذاب ہمیشگی کا ہے دوسرے وہ کہ روح کی عزت کو گہٹاوین۔ اور اُوسکو ترقی مدارج سے باز رکہین جیسے عبادات اور اعمال صالحہ مین سُستی اور معاملات مین کجی بس قسم اول کا معالجہ عقائد کی درستی ہے۔

سلہ یہ آیۃ سورۂ تحریم مین ہے اے ایمان والو توبہ کرو طرف اللہ کے توبہ سچی قریب ہے کہ رب تمہارا بخشدے تمہارے گناہ توبہ کے معنے گنہ سے باز آنا اور اللہ تعالے کی طرف رجوع کرنا اور اُسکی تین شرطین ہین اول جس گناہ سے توبہ کرے اوسکی برائی دل مین ہو اور پچھلے کئے پر ندامت ہو دوسرے آئندہ کو اُس کام کے ترک کرنے کا قصد مصمم دل مین ہو تیسرے اُسی وقت ترک کردے اور اُوسکے اسباب سامان کو بالکل مٹا دے اور یہی یہ ہے کہ پہر وہ گناہ نہ کرے بیت سبح در کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما ۱۲ سلہ توبہ کرنے والا گناہ سے اُس شخص کے مانند ہوتا ہے کہ جسنے ایک گناہ بہی نہین کیا یہ حدیث ابن ماجہ اور بیہقی نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے سلہ یہ آیت سورہ اعراف مین ہے اور لباس پرہیزگارون کا بہتر ہی لباس ظاہری سے کہ اس سے بدن کی عزت ہے دنیا مین اور بچاؤ گرمی اور جاڑے سے اور اس سے روح کی عزت ہے آخرت مین اور بچاؤ دوزخ کی آگ سے سلہ منتخب مین ہے کہ کفر کاف کے پیش سے ناشکری کرنی اور شرک برابر ہونا اور اعتقاد مین کسیکو خدا کے برابر کرنا ارتداد الف کے زیر سے روہونا اور اسلام سے پہر جانا اور الحاد مجادلہ کرنا اور دین سے پہر جانا سلہ احکام شرعی دو قسم پر ہین ایک وہ کہ اعتقاد کے ساتھ متعلق ہین اونکو اصلیہ اور اعتقادیہ کہتے ہین اور اُونکی علم کو علم توحید اور صفات بولتے ہین اور اُونکی ثبوت و دلائل کے بیان کا نام علم کلام ہے دوسرے وہ کہ کیفیت عمل کے ساتھ متعلق ہین اونکو فرعیہ و عملیہ کہتے

دوسرے بیان کو علم عقائد کہتے ہین اور دوسری قسم کا علاج عبادات اور معاملات کا سنوارنا ہے
اسکا بیان علم فقہہ مین بسط و گشتاو کے ساتھہ موجود ہے اور اصل ان سب کی قرآن اور حدیث
گیا ہے علم فقہہ کی کتابین بھی ہر زبان مین بے شمار ہین اور علم عقاید کی کتابین بھی ہر زبان مین بہت
ہین لیکن اردو زبان مین ایسا رسالہ کہ عام فہم اور مختصر ہو اور اکثر مسائل کا جامع ہو اب تک
نظر نہین آیا اس لیئے اس ہیچمدان عاصی رحیم بخش دہلوی نبیرہ جناب ملاذ مآب حضرت شیخ نور محمد
تھانیسری قدس اللہ سرہ نے چاہا کہ ایک رسالہ مختصر بصفات مذکورۃ الصدر محض بہ نیت فائدہ
برادران اسلامی اردو خوانان و بہ امید ثواب اخروی قلم مین لاوے کہ یکایک اس بے
بضاعت کے دل مین مثل الہام ٹپکا کہ اگر کتاب مستطاب مستغنی عن البیان مسمی بہ
تکمیل الایمان و تصدیق الایقان حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
کا ترجمہ کیا جاوے انشاء اللہ تعالے ایسا ہی مفید ہووے بنا بران اس ناقابل ہیچ میرزنی
صرف اللہ تعالے پر توکل کرکے رسالہ موصوف الذکر کا ترجمہ ان شرائط سے شروع کیا اول
اردو زبان عام فہم بے تکلف ہو کہ ہر شخص کی سمجھہ مین بلا تکلیف آوے دوسرے محاورہ اردو
کے درستی ترجمہ لفظی کے لحاظ پر مقدم رہے تیسرے متن عربی بجنسہ معہ ترجمہ نقل کیا جاوے
چوتھی شرح کی عبارت مین جہان طوالت ہو حتے المقدور ترجمہ مین اختصار ہو بشرطیکہ کوئی
مضمون اوس کا ہاتھ سے نہ جاوے پانچوین جہان۔

له غیاث اللغات مین منتخب اللغات و کشف اللغات سے نقل کیا ہے کہ مستطاب سیم کے پیش سے خوش اور پاک اور مفعول کا
صیغہ ہے استطابت اس کا مصدر ہے اور مادہ اوسکا طیب ہے ۲ه پہلے اس ملک کی زبان بالکل ہندی تھی اس کا نام اسوقت بھاکا
تھا یعنے اصل بولی جب اہل اسلام کی عملداریان ہوئین اور اہل فارس یہان آئے تو فارسی زبان کے لفظ اونہون نے اس مین ڈالی اور
اس زبان کا لقب ریختہ ہوا پھر شاہ جہان بادشاہ کی عہد مین اون کے لشکر کے بازار مین کہ اوسکا نام اردو ہے مثلے تہا ترکستان عربستان
فارس وغیرہ ہر ملک کے آدمی آپس مین ملے اور سب کی بولیان ملکر ایک نئی زبان بن گئی اوسکا نام اردو ہوا لیکن اسوقت یہ بولی ایسی
بھاکا کی مانند تھی جسکو ناواقف اشخاص انواع اشیا سے طیار کرے مگر وہ انہی آپس مین تصرف کرین اور ہر ایک چیز کو اعتدال کیساتھہ ڈالین تو اوسمین
وہی لذت وکیفیت پیدا ہوگئی پس جب اس زبان مین اچھے لوگون نے تصرف کیا اور اونہین نے الفاظ سخت اور کریہہ [illegible] اسے بہاشک
تک وحشی وغیرہ الفاظ جو ابتک لگے تھے جو باندہتے تھے سب متروک ہوگئے نہایت عالی درجہ کی فصاحت اسمین پیدا ہوئے اور یہ زمانہ اس بولی
کے شباب کا غدر سے پہلے تک تھا بعد غدر کے تمام جہان کا غدر سمٹ کر اس بولی مین آگیا ہزارہا لفظ انگریزی زبان کے جو سختی اور کرختگی مین
بے مثل تھے اس مین داخل ہوئے اور دن بدن بگڑتی جاتی ہے کلمہ فصیح وہ ہے جسکے حرفون کا تلفظ زبان پر گران نہ آوے اور وحشی وغیر
متعارف نہو اور کلام فصیح وہ ہے کہ قواعد نحوی مین درست ہو اور سننے کا سمجھنا اس سے آسان ہو اور ایسی ترکیب سے مرکب نہو کہ تلفظ
گران ہو جاوے گو ہر کلمہ بجائے خود فصیح ہو اور ضعف تالیف و تعقید و تنافر سے پاک ہو اور فصاحت ہر زبان اور ہر زمانہ مین جدا جدا اعتبار سے
ہوتی ہے۔

شرح کی عبارت ایسی مختصر ہو کہ تصریح کی حاجت ہو تو وہان توضیح مطلب کے لئے کچھ بڑہائے جاوین چھٹے اِس ترجمہ مین آیات کلام مجید اور احادیث نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جہان آوین اِن کا ترجمہ معہ بعض فوائد حاشیہ پر ثبت کیا جاوے اور ترجمہ کے ساتھ آیت کا نشان اور حدیث کی تشریح بھی لکھے جاوے اور لغات اور اصطلاحات کے معنے بھی قلم مین آوین کہ ترجمہ مین طوالت نہو اور تفہیم مطالب مین قصور نہ رہے ساتوین اگر متن مین کسی آیت یا حدیث کا نشان دیا ہو تو وہ بجنسہ معہ ترجمہ حاشیہ پر تحریر ہو اگر حاشیہ پر اُس کی گنجایش نہووے تو اُس کا اختصار یا ایک ٹکڑا جو مطلب کو کافی ہو درج کیا جاوے آٹھوین اگر متن مین کسی آیت یا حدیث کا ٹکڑا لکھا ہو تو وہ بشرط گنجایش حاشیہ پر پوری یا باقی درج کی جاوے اگر ضروری سمجھی جاوے نوین اگر متن مین کوئی مضمون قصہ طلب ہو یا دلیل کا محتاج ہو تو قصہ اور دلیل اُوسکے حاشیہ پر مذکور ہو دسوین اشعار فارسی و عربی کو برقرار رکہا جاوے اور اِن کا ترجمہ اُردو نظم مین اُن کے آگے بھی لکھا جاوے اب پورا کرنا اور خلقت کو فائدہ پہونچانا قبول کرنا اور ثواب عطا فرمانا یہ سب اللہ تعالے ہی کے کام ہین اُن کے اُمید سوائے اُوسکی ذات پاک کی کسی سے نہین ہے اس کتاب مین اگر کہین بھول چوک ہو تو قابل عفو ہے کہ بشر ہر وقت خطا دار ہے اور اس خطا وار کو اپنے قصور پر اقرار ہے نام اِس رسالہ کا-

منفعۃ الایمان ترجمہ تکمیل الایمان ہے یہ نام تاریخی ہے اور اُوسکا ایک لقب تاریخی **روح الرضوان** ہے دوسرا **قاطع الطغیان** تیسرا فخر کی حجت **ضمیر الانسان**

منفعۃ ... مین تاریخ کے معنے لکھے ہین کسی چیز کا وقت پیدا کرنا اور مورخین کی اصطلاح مین کسی شریف واقع کی وقت مشہور ... کہ اُوس سے تاریخ کی ابتدا لی جاوے جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا وقت کہ اُوس سے سنہ ہجری شروع ہوتے ہین یا جیسے عیسے علیہ السلام کے تولد کا زمانہ کہ سنہ عیسوی اُس سے شروع ہوئے ہین یا بادشاہ کے تخت پر بیٹھنے کا عہد کہ اُوسکے سنہ جلوس کا اُوسی ہنگام سے آغاز ہوتا ہے کسی دوسری واقع کے وقت تک کی تعداد کو تاریخ کہتے ہین جیسے کسی ... یا بادشاہ کا تولد یا جلوس یا وفات کا زمانہ یا کسی کتاب کی تصنیف کرنے کی تعداد کو کبھی حرف لفظون مین لکھ دیتے ہین خواہ ... ہین اور کبھی اُس تعداد کے لفظون کی جگہ ایسا کلمہ یا جملہ یا مصرعہ رقم کرتے ہین کہ اُوسکا مضمون اُس واقع پر دلالت کرتا ہوا ... کے حساب سے ... کی سنہ کی تعداد کے برابر ہون اور ابجد ان آٹھ لفظون کا نام ہے کہ اُنمین اٹھائیس حروف ... ہین ... مکرر اُسکے جمع کئے ہین - ابجد - ہوز - حطی - کلمن - سعفص - قرشت - ثخذ - ضظغ - اور عدد اِن حروف کے یون مقرر کئے ہین کہ الف کا ایک بے کے دو اسیطرح ہر حرف کیلئے ایک ایک عدد بڑہاتے گئے یہانتک کہ یے کے دس ہوگئے پھر ہر حرف کیواسطے دس دس بڑہاتے گئے کہ قاف کے سو ہوئے پھر ہر ایک کے لئے سو سو بڑہاتے گئے کہ ... کے ہزار ہوئے اور اس حساب کا نام جمل ہے جیم پیش اور میم کی تشدید سے کسی نے اُوسکو دو بیتون مین درج کیا ہے قطعہ یگان ... تا طی - ولیک از

دوسرا دفع امراض وہم جان پانچوان معتقدات مومنان اہل دین چھٹا
تسلیم النبوت ودیدۂ یقین اور ایک قطعہ تاریخ یہہ ہے۔

بفضل خدا مجھ سے ناوان نے خرد نے کہا اس کی تاریخ لکھہ	لکھا جبکہ اس شان کا ترجمہ کہ تکمیل الایمان کا ترجمہ	

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتہ وہو ارحم الراحمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبین وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین بعد اس کے کہتا ہے فقیر حقیر اضعف عباد اللہ القوی الباری عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہ نام اس رسالہ کا تکمیل الایمان وتصدیق الایقان ہے اور اس مین عقاید دین اسلام کا موافق طریقہ اہل سنت والجماعت کے بیان ہے مشتمل ہے فوائد شریف ومعانی لطیف پر مطالب کے تقریر مین ایسی وضاحت اور کلام مین وہ فصاحت ہے کہ خدا چاہے تو دلون مین کارگر ہو اور نور یقین کا زیادہ کرے لکھا ہے سینے اوسکو ہر مومن طالب اور طالب صادق کے واسطے اور اس مین مذہب حق اور قول صحیح کے بیان پر اقتصار کیا مذاہب واقوال باطلہ کے ذکر سے اجتناب کیا بحث وجدال وقیل وقال کا رستہ نچلا دلائل کلامیہ سے وتدقیقات فلسفیہ کے میدان مین قدم نہ رکہا کہ طالب کو ورطہ حیرت وتذبذب مین نہ ڈالے اور وصول مقصد وحصول مطلب سے باز نہ رکھے انہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ؛

اور درود واللہ تعالیٰ کا اوسپر کہ اوسکا تمام خلقت سے افضل ہے اور نام اوسکا محمد ہے اور اوسکے تمام آل اور اصحاب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے کہ وہ سب رحم کرنے والون کا رحم کرنے والا ہے۔ اور سب تعریفین اللہ تعالیٰ کو شایان ہین کہ پالنے والا جہانون کا ہے۔ اور درود وسلام پیغمبرون کے سردار اور متقیون کے امام اور رسولون کے ختم کرنے والے حضرت محمد مصطفیٰ پر اور اونکی تمام اولاد اور صحبت مین رہنے والون اور اونکی پیروی کرنے والون پر ۱۲ منہ علم کلام وہ ہے جسمین علم عقائد کی دلیلین مذکور ہین ۱۲ منہ علوم فلسفیہ جیسے منطق وہندسہ وغیرہ انہین علوم کی باریک دلائل سے اس کلام نے مذہب فلسفہ کا رد کیا ہے ۱۲ منہ تذبذب مین ہے کہ تذبذب اور ذال نقطہ دار دونون کے زبر اور بے کے سکون اور دوسرے ذال نقطہ والی کے پیش سے ذوولہ اور متردد ہونا اور رہنا ایسی چیز کا جو درمیان انکی ہو ۱۲ منہ بیشک اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے

حقائق الاشیاء ثابتۃ حقیقتیں چیزون کی ثابت ہین مدار کل عقاید واحکام کا اسی عقیدہ پر ہے کہ نفس الامر مین ہر چیز کے واسطے ایک حقیقت ثابت اور واقع ہے علاوہ علم واعتقاد نرا وہم خیال اور تابع کسی کے علم واعتقاد کے نہین ہے یعنے پانی حقیقت مین پانی ہی ہے اور آگ آگ ہے نہ یہہ کہ آگ کو پانی اعتقاد کرین تو پانی ہو جاوے اور پانی کو آگ تصور کرین تو آگ بن جاوے گرم کو سرد جانین تو سرد ہو جاوے سرد کو گرم کہین تو گرم بن جاوے جس فرقہ کا یہ اعتقاد ہے اوسکو سوفسطائی کہتے ہین اور یہ کلام عقل وشرع کے حکم سے بالکل بیہودہ وباطل ہے کوئی عاقل ہرگز نہین کہنے کا کہ حقیقت پانی اور آگ کے فقط وہم وخیال ہے اور جو ہے بھی تو صرف اعتقاد کے تابع ہے۔ اور ایک گروہ اس فرقہ کا ہر چیز مین شک کرتے ہین کہ ہے یا نہین یہانتک کہ شک مین بھی شک کرتے ہین یہ کلام بھی نہایت نامعقول ہے اور اُن کے ساتھ بحث ومناظرہ بھی بیفایدہ ہے سزا ان کی یہہ ہے کہ جلائے جاوین اگر آگ کی حقیقت اور اُس کے گرمی کا اقرار کرین ملزم ہوئے اور جو جلکر خاک ہو جاوین وہم ہارین فہو المراد والعالم محدث اور عالم حادث ہے یعنے اللہ تعالے کی ذات اور صفات کے سوا جو کچھ ہے سب بنا ہوا اور عدم سے وجود مین آیا ہے قدیم نہین دلیل اس کی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کان اللہ ولم یکن معہ شئی یعنے ازل مین خدا ہی تھا اور نہ تھی اوسکے ساتھ کوئی چیز اور دوسری یہ دلیل ہے کہ عالم متغیر اور محل حوادث ہے اور جو چیز ایسی ہوتی ہے

۱؎ سب مسلمانون کو چاہئیے کہ یہ عقاید یاد کرین اور اپنی اولاد مین سے ہر لڑکی اور لڑکے کو یاد کرا دین کہ ہر شخص پر بالغ ہوتے ہی ایمان فرض ہو جاتا ہے اور ایمان بغیر درستی عقاید کے صحیح نہین ہوتا اگرچہ طوطے کے طرح سے صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یاد کر لیا اور معنے ایمان کے نجانے تو کافی نہین ہے۔ اسواسطے کہ اسقدر تو نرا حیوان بے عقل بھی بک سکتا ہے۔ اور ایمان عقل سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے حیوانات بے عقل کو تکلیف ایمان کی نہین دی گئی اور چھوٹے بچون کو کہ اُن کی عقل ابھی پختہ نہین ہوئی ہے ایمان کا حکم نہین کیا گیا بس اس سے ظاہر ہوا کہ ایمان مین عقل کا کام ضرور ہے سو وہ یہہ ہے کہ توحید اور ایمان مجمل یا مفصل کے معنے سمجھے اور دل مین اُن کی تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے اور تمامی عقائید مذہب اہل سنت وجماعت کو دل مین جانتا ہو ۱۲

۲؎ یعنے اللہ تعالے نے ہر چیز مین ایک کیفیت یا خاصیت رکھدی ہے پس یہہ خواص انہین موجود ہین ۳؎ غیاث اللغات مین لطائف وبرہان سے نقل کیا ہے کہ سوفسطائی بالضم ایک قوم ہے حکمائے باطلہ سے کہ حقایق کی نفی کرتے ہیں اور اُن کی تین قسمین ہین عنادیہ وعندیہ لاادریہ عنادیہ اشیا کی حقیقتون کے منکر ہین عندیہ کہتے ہین کہ ہر چیز اعتقاد کے تابع ہے اور عالم تمام وہم خیال ہے جبکہ قدیم اعتقاد کرین وہ قدیم ہے جسے حادث مانین وہ حادث ہے جسے جوہر جانین جوہر ہے جسے عرض کہین عرض ہے لاادریہ ثبوت اور نفی کے منکر ہین ۴؎ اس فرقہ کا نام لاادریہ ہے ۵؎ امام نجم الدین عمر نسفی کے عقاید کی شرح جو ملا سعد الدین تفتازانی نے لکھی ہے اوس مین عالم کے یہ معنے لکھے ہین کہ عالم وہ ہے کہ جس سے صانع پہچانا جاوے چنانچہ عالم اجسام وعالم اعراض وعالم نباتات وعالم حیوانات وغیرہ اور آسمان وزمین اور جو اُن مین ہے اور جو اُن پر ہے سب محدث ہین اور اُنکا صانع اللہ تعالے ہے اور یہہ رد ہے فلاسفہ کے مذہب کا کہ آسمانون

وہ قدیم ہوتی اور جو قدیم ہوتی ہے وہ متغیر نہین ہوتی اور ہمیشہ ایک ہی طرح پر رہتی ہے اور
وہ خدا تعالی کی ذات وصفات ہین کہ تغیر وتبدیل کو ان مین ذرہ بہی دخل نہین ہے بتعالی
عظم برہانہ وھو قابل للفناء وہ عالم فنا کے لایق ہے یعنے بعد پیدا ہونے کے ہلاک
ہے اللہ تعالی نے فرمایا کل شیء ھالک الا وجہہ پس ملائکہ وبہشت و
دوزخ وغیرہ جن کے دوام باقی رہنے کی خبر حدیث شریف مین آئی ہے تہوڑی دیر
کو وہ بہی فانی ہونگی اور بعد اس کے ہمیشہ باقی رہینگی اور کبہی فنا نہون گی وله صانع
اور عالم کا ایک بنانے والا ہے یعنے پروردگار کہ اسکو عدم سے وجود مین لایا ہے کیونکہ
عالم حادث ہے اور حادث کے معنے یہ ہین کہ پہلے نہ تہا بعد اس کے بن گیا اور جو چیز
ایسی ہو اس کے واسطے ایک شخص ایسا ضرور چاہیئے کہ اسکو عدم سے وجود مین
لایا ہو کسلئے کہ اگر بغیر بنائے کسی کے خود بخود ہوتا تو ہمیشہ سے ہوتا اور جب ہمیشہ
سے نہین ہے تو آپ ہی آپ بہی نہین ہے بلکہ دوسرے کا بنایا ہوا ہے پس ایسے عالم کے
لئے ایک صانع ضرور ہے قَدِیْمٌ ہمیشہ سے ہے یعنے پروردگار عالم چاہیئے کہ قدیم
ہووے اور جو قدیم نہین وہ حادث ہے اور جو حادث ہے وہ عالم مین سے ہے نہ پروردگار
عالم وَاجِبُ الْوُجُوْدِ یعنے وجود اس کا اس کی ذات سے ہے نہ اس کی غیر سے اور
جسکا وجود اسکی غیر سے ہو تو وہ محتاج بغیر ہوا اور جو خود دوسرے کا محتاج ہو وہ خدائی کے لایق
نہین ہے اور لفظ خدا کے معنے خود آیندہ یعنے خود بخود موجود ہونیوالا اور ضرور چاہیئے کہ انتہا
سلسلہ موجودات کا ساتہ ایک ذات کی ہو کہ وہ خود بخود موجود ہو نہین تو یہ سلسلہ بے انتہا ہوگا
اور یہ معقول نہین ہے واحدٌ وہ صانع قدیم واجب الوجود اکیلا ہی ہے۔

لہ پس جب عالم مین کبہی اندہیرا ہے کبہی اوجالا کبہی دن کبہی رات کبہی جاڑا کبہی گرمی کبہی برسات کبہی دن بڑی کبہی رات ہر چیز اسکا کبہی پیدا ہے کبہی معدوم ہر حیوان اسکا کبہی بچہ ہے کبہی جوان کبہی بڈہا تو وہ محل حوادث ہے اور جب محل حوادث ہے تو قدیم نہین ہے ۱۲ ؎ بلندی شان اس کی اور بڑی ہے دلیل اس کی ؎ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائی ذات الہی کے ؎ یعنے جب سلسلہ ہوگا تو وہ بے انتہا ہوگا آخر وہ کسی مقدار پر منتہی ہوگا اس مطلب کے ثبوت کے بہت سی دلیلین ہین انہین سے ایک دلیل جو مشہور ہے برہان تطبیق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر فرض کرین کسی سلسلہ کو بے انتہا تو ایک دوسرا سلسلہ جو پہلے سے ایک درجہ کم ہے وہ بہی بے انتہا ہوگا یا نہ ہوگا پہلی صورت مین اگر منطبق کرین ایک سلسلہ کو دوسرے پر اس طور سے کہ پہلا درجہ اول کے مقابل ہو اور دوسرا دوسرے کے تو آخر مین ایک درجہ کم والا سلسلہ ایک درجہ زیادہ والے یعنے پورے سلسلہ کے برابر ہوگا یہ سبب بے انتہا ہونے دونون کے اور لازم آئیگا ناقص اور زائد کا برابر ہونا اور یہ محال ہے اور دوسری صورت مین جب دوسرا سلسلہ منتہی ہوا اور منقطع ٹہرا تو پہلا سلسلہ اس سے ایک زیادہ ہوا وہ بہی منتہی اور منقطع ہو گیا

انما الله اله واحد اور حقیقت مین ایجاد و انتظام عالم کا سواے ایک صانع و حاکم کی درست
نہین ہوسکتا حیٌّ عالمٌ قادرٌ مریدٌ زندہ اور دانا اور قدرت والا اور ارادہ والا
ہے یعنے جو کچھ کرتا ہے اپنے ارادہ و اختیار سے کرتا ہے نہ جبر و اضطرار سے کسواسطے کہ پیدائش
ایسے عالم عجیب و غریب اور محکم و مضبوط کے بغیر ان صفات کے ہرگز نہین ہوسکتی اور مردہ
و جاہل و عاجز و مضطر سے ممکن نہین ہے دوسرے دلیل یہ کہ یہ صفات اُسکی مخلوقات مین
موجود ہین اگر خود اُسکی ذات پاک مین نہوتین تو اُن کیونکر پیدا کرسکتا متکلمٌ سمیعٌ بصیرٌ
بولنے والا سننے والا دیکھنے والا کیونکہ گونگا بہرا اندھا ناقص ہوتا ہے اور ناقص خدائی کے
قابل نہین ہوتا اور قرآن مجید اسپر گواہی اور حقیقت ان صفات بلکہ جمیع صفات الٰہی
آدمی اپنی عقل و قیاس سے دریافت نہین کرسکتا کسواسطے کہ حق تعالے نے
نمونہ اُنکا آدمی کی ذات مین اسلیے پیدا کیا ہے کہ اس نمونہ سے اللہ تعالی کی ذات
کے مانند نہین ہوسکتین پس آدمی عقل و قیاس سے صرف اتنا ہی معلوم کرسکتا ہے
کہ یہ صفتین حق کی ذات مین موجود ہین یہ نہین جان سکتا ہے کہ کس طرح کی ہین کیونکہ
اپنی صفات پر صفات الٰہی کو جب قیاس کرسکے کہ وہ اُسکی صفات سے کچھ مشابہت

سوا اس کے نہین کہ اللہ تعالے معبود ہے اکیلا کوئی اُسکا شریک نہین ہے ذات مین نہ صفات مین جیسے سب سے تر الا لم یلد
ولم یولد نہ کسیکو اُسنے جنا نہ کسیسے اُسے جنا ولم یکن لہ کفوا احد نہ اُسکا کوئی رشتہ دار ہے نہ ہمسر ہے پس نصاری عیسے
علیہ السلام کو اور یہود عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا جو کہتے ہین صریح کفر ہے — ۱۲ بلکہ تمام عالم کا زندہ کرنے والا اور ازل سے ابتک
قدرت رکھنے [illegible] احوال کا واقف اور سب کے کفر و اسلام و شقاوت و سعادت کا جاننے والا اور سب کے مارنے اور جلانے پر
قادر اور ہر کام پر قدرت رکھنے والا اور جیسی خواہش سے جو چاہے کرنے والا ہے سورہ بروج مین ہے فعال لما یرید
۱۲ [illegible] حرف و صوت کہ قرات مجید اور تمام کتابین آسمانی اوسیکا کلام ہے اسی سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید قدیم ہے
کہ اللہ تعالے کا کلام ہے اور اسکا کلام اُسکی صفت ہی اور صفتین سب قدیم ہین عقائد نسفی مین ہے متکلم بکلام ہو
صفة ازلیة لیس من جنس الحروف والاصوات وهو صفة منافیة للسکوت واللہ تعالے متکلم بہا آمر و ناہ و مخبر و
القرآن کلام اللہ تعالے غیر مخلوق یعنے اللہ تعالے کلام کرتا ہے ایسے کلام کے ساتہ کہ وہ ازلی صفت اُسکی ہے نہ اُسکی
مین آواز ہے نہ حرف بلکہ ایک صفت ہے مخالف سکوت کے اور اللہ تعالے اُسکے ساتہ کلام کرتا ہے اور حکم اور منع
کرتا ہے اور خبر کرتا ہے اور خبرین دیتا ہے اور قرآن مجید کلام اللہ تعالے کا ہے اور مخلوق نہین ہے اور
شرح مین لکہا ہے کہ جو کوئی قران کو مخلوق کہے وہ کافر ہے لیکن حروف اور صوت اور سماعت کانون مین
یہ سب کے نزدیک حادث ہی اور معنے اس کے قدیم ہین جیسے کہ آگ درحقیقت ایک جوہر گرم کا نام ہے اور
جس حروف سے لکہے جاوے یا جس صوت سے بولی جاوے وہ بغیر اسکے کرنی مین یہ اصل آگ نہین ہین
تحقیق اس مقام کی یہی ہے کہ ہر چیز کے چار وجود ہین ایک ذاتی دوسرا ذہنی تیسرا عباراتی چوتہا کتابی پس
کتابت عبارت پر دلالت کرتی ہی اور عبارت اُس چیز پر کہ ذہن مین ہے اور وہ اصل حقیقت پر ۱۲ ۵ کہ دونون
کے حالات اور چیونٹی کی جیجہ صاف پر چلنے آواز کو بہی سنتا ہے ۵ کہ ہر جگہ پردون اور غلافون مین سبکو دیکہتا ہے ۱۲

رکھتی ہوں صفاتہ قدیمۃ باقیۃ صفتیں اس کی قدیم اور باقی
ہیں جیسے اُس کی ذات یعنے اس کی ذات کے ساتھ سب صفتیں اس کی قدیم
سے موجود ہیں اور ہمیشہ موجود رہینگے ولا یقوم بذاتہ حادث
اور نہیں قایم ہو سکتا اور اس کی ذات کے ساتھ حادث یعنے اللہ تعالےٰ کی
ذات محل حوادث نہیں ہے اور سب کمالات اُس کی ازل میں ثابت ہیں کیونکہ
محل حوادث حادث ہوتا ہے اور قدیم محل حوادث نہیں ہوتا۔

لَیْسَ بِجِسْمٍ وَّلَا جَوْہَرٍ وَّلَا عَرَضٍ وَّلَا مُصَوَّرٍ وَّلَا مُرَکَّبٍ
وَّلَا مَعْدُوْدٍ وَّلَا مَحْدُوْدٍ وَّلَا فِیْ جِہَۃٍ وَّلَا فِیْ مَکَانٍ
وَّلَا فِیْ زَمَانٍ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ نہ جسم ہی نہ جوہر یعنے
تن نہیں ہے اور نہ عرض یعنے صفات تن میں سے ہی نہیں ہے جیسے سیاہی و
سفیدی نہ مصور ہے یعنے صورت و شکل نہیں رکھتا نہ مرکب ہے کہ کئی اجزا سے
ملکر بنا ہو نہ معدود ہے کہ اسکو گن سکیں نہ محدود ہے کہ کوئی حد و نہایت رکھتا ہو
نہ جہت میں ہے یعنے اوپر نیچے آگے پیچھے دہنے بائیں کسی جہت سے خصوصیت نہیں
رکھتا نہ کسی جگہہ میں ہے نہ کسی زمانہ میں ہے کسواسطے کہ یہ سب صفتیں عالم کی ہیں اور
پروردگار عالم عالم کی صفتوں سے بری اور پاک ہے اور جو فرمایا کہ زمانہ میں نہیں
ہے مراد اس سے یہ ہے کہ جب زمانہ نہ تہا وہ موجود تہا اور اب کہ زمانہ ہے وہ موجود ہے
پس وہ زمانہ میں نہیں ہے زمانہ کے ساتھ ہے لَا مِثْلَ لَہٗ وَّلَا شِبْہَ لَہٗ وَّلَا ضِدَّ وَ
لَا نِدَّ وَّلَا ظَہِیْرَ وَّلَا مُعِیْنَ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ نہ مانند ہے اُسکے

لہ ایک کتاب میں یہ نسخہ پایا ولا تقدم بذاتہ حوادث اور ذات آلہی میں حوادث کو دخل نہیں ہے کمی و زیادتی و تغیر و تبدل
سے پاک ہے ۱۲ سلہ مثلاً جاہل کا عالم بن جانا یا آنکھوں والی کا اندہا ہوجانا یا غم سے خوشی کا و رخوشی سے غم کا بدل جانا
یا بیمار کا تندرست اور تندرست کا بیمار ہوجانا ایسی حوادث حادث میں ہوتی ہیں اور قدیم ہمیشہ یکسان رہتا ہے حاصل
اسکا یہ ہے کہ وہ سب کو ہی قایم ہے اور نہ وہ کسی قایم سے ۱۲ سلہ جسم وہ ہے کہ ابعاد ثلاثہ یعنے لمبان ہے اور چوڑائی
اور موٹائی رکھتا ہو ۱۲ سلہ عجائبات میں سے ہے کہ جوہر معرب گوہر کا یعنے سنگ قیمتی اور اصل و خلاصہ ہر چیز کا اور اصطلاح میں
وہ ہے کہ اپنی ذات سے قایم ہو اور یہ ضد عرض کی ہے اور عرض وہ ہے کہ قایم بالغیر ہو جیسے لوح پر نقش اور کپڑے پر رنگ
اور یہ دونوں خلقتیں حادث کی ہیں ۱۲ سلہ نہ رنگ رکھتا ہے نہ مزہ ۱۲ سلہ نہ ایک جزو سے بنا ہے ۱۲ سلہ کہ گنتی اور طول

کوئی ذات مین اور نہ صفات مین اور نہ ضد[1] ہے نہ غیر جنس کے مخالفت کو ضد کہتے ہین اور جنس مین مخالفت[2] ہو تو ند اور اسکا نہ کوئی پشت پناہ ہے نہ مدد[3] گار کہ کسی کام مین اُسکی مدد کرے

وَلَا یَتَّحِدُ بِغَیْرِہٖ وَلَا یَحُلُّ فِیْہِ اور نہ اپنے غیر کے ساتھ ملکر ایک ہو جاوے اور نہ اُسمین سماسکے کسو اسطے کہ ایک ہونا دو چیزونکا محال ہے کہ دوئی ضد یکتائی کی ہے اور ایک کا دوسرے مین سمانا صفت اجسام کی ہے جیسے پانی مٹی مین آگ پتھر مین روشنی گھر مین آدمی مکان مین پس خدا تعالی جسم نہین ہے کہ وہ کسی مین اور کوئی اُسمین سماوے یہ مذہب حلول واتحاد کا رد وبطلان ہے مُتَّصِفٌ بِجَمِیْعِ صِفَاتِ الْکَمَالِ

مُنَزَّہٌ عَنْ سِمَاتِ النَّقْصِ وَالزَّوَالِ صفت کیا گیا ہے ساتھ سب صفتون کمال کے اور پاک ہے صورتون نقصان اور زوال سے حاصل کلام یہ کہ جتنی صفتین بقا اور کمال کی ہین سب اُسمین موجود ہین اور جتنی چیزین نقصان اور زوال کی ہین سب سے وہ پاک ہے جل جلالہ

وتعالی شانہ وَھُوَ مَرْئِیٌّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اعتقاد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن مومن بندونکو اپنا جمال دکھاویگا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انکم ستروں ربکم یوم القیامۃ کما ترون القمر لیلۃ البدر بیشک تم قریب ہے کہ دیکھوگے اپنے رب کو قیامت کے دن جیسے دیکھتے ہو —

---

[1] جیسے آدمی کی ضد جن اور آگ کے پانی اور اثبات کے نفی ۱۲ [2] جیسے اچھی آدمی کی ضد بڑا آدمی اور صاف وپاک پانی کی ضد ناپاک اور سڑا ہوا پانی [3] یہ دونو لفظ ظہیر اور معین مترادف ہین اور ایک ہی معنے مین آتے ہین غیاث مین منتخب سے دونون کے معنے یاری کرنے کے لکھے ہین - اور ردیف کے معنے ہین ایک گھوڑے پر سوار اور اہل لغت کی اصطلاح مین وہ الفاظ ہین جو ایک ہی معنے مین مستعمل ہون - اور شعرا کی اصطلاح مین ردیف وہ کلمہ ہے جو قافیہ کے بعد شعر کے آخر مین آتا ہے - باوجود اسکے اُسکو اپنے سب بندون سے بلکہ عالم کی کل ذرون سے معیت کی ایسی نسبت ہے جیسے روح کو بدن سے ہے یعنے نہ روح کو بدن سے ہے یعنے نہ روح بدن مین ملگئی ہین نہ اس طرح اسکے اندر ہے جیسے شیشہ مین عرق بلکہ کسی جزو سے جدا ہے - ۱۲ [5] بزرگ ہے جلال اُسکا اور بلند ہے شان اُسکی

۱۲ منہ +

چاند کو چودھوین رات مین تشبیہ فقط دیکھنے مین ہی نہ ذات آلہی مین اور چاند مین اور کیفیت معائنہ مین کہ وہان مقابلہ و مواجہ و قرب و بعد ہو گا بنائے گو ایسی قوت ہو گی کہ جسطرح آج دلکی آنکھون سے دیکھتے مین قیامت کو سر کی آنکھون سے دیکھین گے حاصل یہ کہ جیسا آج اُسکو بے کیف جانتے مین ایسا ہی اُسدن بے کیف دیکھین گے کیونکہ عالم آخرت حقیقت کی ظہور کا محل ہے جو آج باطن ہے اوسدن ظاہر ہو گا جو آج پوشیدہ ہے اُس روز کھلجاوے گا جو کہ یہ خبر شارع نے دی ہے اسپر ایمان لانا واجب ہے اور کیفیت اُس کے سوائے خدائے تعالیٰ کی کوئی نہین جانتا اور یہ جو بعض کتب مین مذکور اور مشہور ہے کہ فرشتون کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہو گا فقط جبرئیل علیہ السلام کو تمام عمر مین ایک بار ہو گا اور جنون کو بالکل نہین ہونے کا شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالون مین تحقیق کی ہے کہ یہ بات صحیح نہین ہے کسواسطے کہ شیخ ابوالحسن امام و رئیس اہل سنت و الجماعت نے اپنی کتاب مین تصریح کی ہے کہ فرشتون کو بہشت مین دیدار ہو گا اور امام بیہقی نے بھی اسکے موافق بیان کیا ہے اور حدیثین نقل کی ہین اور ائمہ متاخرین نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اگر جنون کی لئے دیدار کا نہونا بیان کرین تو عجب نہین اسواسطے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ایک جماعت کہتے ہین کہ جنون کو کچھ ثواب ہو گا نہ بہشت مین داخل ہونگے نہایت جزا انکی یہ ہے کہ کہ دوزخ کی آگ سے نجات پاوین لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل بہت وسیع ہے ممکن ہے کہ

صحیحین مین جریر ابن عبداللہ سے یہ حدیث مروی ہے عقاید نسفی مین ہے اور شرح کہ اس حدیث کو اکیس[۲۱] صحابہ اکابر رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین سورۂ قیامہ مین فرمایا ہے وجوہ یومئذ ناضرۃ۔ الیٰ ربہا ناظرہ۔ یعنے منہ قیامت کے دن تازہ اور خوش ہونگے اپنے رب کے طرف دیکھنے والے اور اجماع امت بھی اسپر ہے کہ آخرت مین رویت ضرور ہو گی پس قرآن اور حدیث اور اجماع سے جو رویت کے باب مین دلیل سمعے بیان ہوئی یہ ثبوت کو کافی ہے اور اس آیت اور حدیث مین جو معتزلہ نے تاویلین کی ہین وہ مردود ہین اسواسطے کہ ظاہر کے خلاف ہین اور بڑا شبہ انکا عقلی یہ ہے کہ رویت موقوف ہے مرئی کے مکان اور جہت مین اور مقابل ہونے پر اور اسبات پر کہ وہ بہت دور اور بہت نزدیک نہو اور یہ سب حق تعالیٰ کی ذات مین محال ہین اسکا جواب یہ ہے کہ عالم آخرت کے دیکھنے کو اس عالم کے دیکھنے پر قیاس کرنے سے ایسے شبہے پیدا ہوتے ہین اور جب اہل اسلام کے عقائد مین یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حشر کے روز اس طرح دیکھین گے کہ وہ نہ مکان مین ہو گا نہ جہت مین کہ مقابل ہو نہ اتصال شعاع کا ہو گا نہ مسافت ہو گی دیکھنے والے اور خدا تعالیٰ کے درمیان تو یہ شبہ عائد ہی نہین ہو سکتا چنانچہ یہ عقیدہ عقائد نسفی میں موجود ہے فیری الافی مکان وجہۃ من المقابلۃ واتصال شعاع او ثبوت مسافۃ بین الرائی وہو اللہ تعالیٰ اور اتصال شعاع کے معنے یہ ہین کہ جس چیز کو دیکھتا ہے وہ دیکھنے والے کی اس قدر نزدیک ہو کہ اسکی نظر کی خط سے متصل ہو جاوے اس صورت مین جب نظر کا اسپر پڑیگا نہین تو اسکا

کہ کسی وقت انکو بھی یہ نعمت عطا فرماوے اگرچہ آدمیون کے مانند ہر روز اور ہر جمعہ کو نہو اور
عورتون کی رویت مین بھی اختلاف ہے حق یہ ہے کہ انکو بھی کبھی کبھی دیدار ہوگا جیسے
دنیا کے بعض ایام مین مثل عید وغیرہ کبھی کبھی تجلی تام وبار عام ہوتا ہے نہ مانند خاص مومنون
کے ہر صبح وشام اور عام مومنون کے ہر جمعہ کو چنانچہ بہت حدیثین اسبات مین وارد ہین
یہ حاصل سیوطی کے کلام کا ہے اور کہتا ہون مین یعنے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہین
کہ عورتین عام مومنین مین داخل ہین اور فرشتے اور جن بھی یہ سب نہین بشارت مین داخل
ہوئے غایت یہ کہ یہ کرامت آدمیون کے لئے خاص ہو اور فرشتون وجنون کیواسطے
مخصوص نہو اگر اسپر کوئی دلیل نکلے تو پھر کیا خدشہ باقی رہی مگر عورتون کا نکالنا تو جائز نہین ہے
اور کیونکر جائز ہو کہ فاطمہ زہرا اور خدیجہ الکبریٰ اور عائشہ صدیقہ اور اور عورتین نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت کی اور صحابہ کی رضی اللہ عنہن کہ تمام عالم کی عورتون کی سردار ہین اور بہت
مردون سے زیادہ عارف وکامل ہین دیدار الٰہی سے منع کی جاوین اور محجوب ہون
یا عوام مردون سے بھی اس نعمت مین کم ہون بلکہ عوام مومنات سے انکو مخصوص و
مستثنیٰ رکھنا چاہئے کہ احادیث کی رو سے انکو اور عورتون پر بہت فوقیت ثابت
ہے چنانچہ سیوطی نے بھی ساتہ اسکے اشارت کی ہے اور یہ جو کہتے ہین کہ عورتون کو
اسلئے دیدار نہوگا کہ وہ خیمون مین ہونگی ضعیف ہے اس لئے کہ وہان جنتی حجاب
نہونگی جیسے دنیا کے گھر حجاب ہین اور انکم سترون ربکم مین دو صیغے جمع مذکر کے بطریق
تغلیب مذکور ہین یعنے علیہ انہین مردون کو ہے اور داخل ہین انہین عورتین بھی
واللہ اعلم اور سیوطی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ تخصیص وتفصیل رویت مین بہشت
مین داخل ہونے کی بعد ہے اور موقف مین کسی کے ساتہ مخصوص نہین ہے
بلکہ وہان کافرون اور منافقون کو بھی رویت ہوگی لیکن قہر وجلال کی صفت مین لیکن

لہ جیسا کہ اللہ تعالے نے سورہ الرحمن مین فرمایا۔ حور مقصورات فی الخیام جنت مین حورین ہون گے رکی ہوئی خیمون مین ۱۲۔ سلہ غیاث مین صراح سے نقل کیا ہے کہ موقف میم کی زبر اور واو کے سکون سے ہے اسکی معنے کہڑے ہونے کی جگہ اور اہل شرع کی اصطلاح مین میدان حشر مین آدمیون اور جنون اور فرشتون کے کہڑے رہنے کی جگہ کا نام موقف ہے ۱۲۔ فقط
حاشیہ پر بقایہ صفحہ ۱۴۔

اور تم جو کہتے تہے ...... اور انہین سب۔ تمام ہوا البقیہ صفحہ ۱۳۔ فقط

اسکے محجوب کئے جاوینگے اور اس سے انپر حسرت اور عذاب زیادہ ہوگا واللہ اعلم اور خواب مین
جو اللہ تعالے کی رویت ہوتی ہے اسمین بھی اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے اور اکابرین سلف
سے منقول ہے امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ کو خواب مین دیکھا مینے اور عرض کیا کہ
اے میرے پروردگار سب عبادتون مین کون سی افضل ہے اور تیری جناب مین بہت نزدیک
کرنے والا کونسا طریق ہے فرمایا تلاوت قرآن مجید کی اور امام اعظم رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ
انہون نے اللہ تعالے کو سو بار خواب مین دیکھا اور ابن سیرین اکابر تابعین سے ہین اور
علماے تعبیر خواب کی پیشوا کہتے ہین کہ جو کوئی حق تعالے کو خواب مین دیکھے تعبیر اسکی یہ ہے
کہ بہشت مین داخل ہو اور غم سے نجات پاوے درحقیقت یہ مشاہدہ قلبی ہے نہ رویت بصری
اور جو بینائی کے ساتھ دیکھے اور اللہ تعالے کے لئے مثل نہین ہے ہو مگر مثال ہے اور مثل اور
چیز ہے اور مثال اور شے ہے مثل اسکو کہتے ہین جو جمیع صفات مین مساوی ہو اور مثال
مین جمیع صفات کا مساوی ہونا شرط نہین ہے مثلاً عقل کو آفتاب سے تشبیہ دیتے ہین اور
وہ جمیع صفات مین آفتاب کی مثل نہین ہے صرف اس مناسبت سے تشبیہ دیتے ہین کہ
جسطرح تمام محسوسات آفتاب کے نور سے دکھائی دیتے ہین اسیطرح کل معقولات عقل سے
منکشف ہوتی ہین فقط اتنی مناسبت مثال ہونی کو کافی ہے جیسے بادشاہ کو سورج اور
وزیر کو چاند سے مثال دیتے ہین اگر آفتاب کو خواب مین دیکھے تعبیر اسکی یہ ہے کہ بادشاہ سے
ملاقات کرے اور جو چاند کو دیکھے تعبیر اسکی یہ ہے کہ وزیر سے ملاقات ہو اور اللہ تعالی نے
فرمایا ہے +

جیسا کہ اللہ تعالے نے سورہ الرحمن مین فرمایا حور مقصورات فی الخیام جنت مین حورین ہونگی روکی ہوئی خیمون مین ۱۲
۲ غیاث مین صراح سے نقل کیا ہے کہ موقف میم کے زیر اور واو کے سکون سے ہے اسکے معنے کہڑے ہونے کی
جگہہ اور اہل شرع کی اصطلاح مین حشر مین آدمیون اور جنون اور فرشتون کے کہڑے رہنے کی جگہ کا نام موقف ہے - ۱۲
۳ جس چیز کو کسی چیز سے تشبیہ دیتے ہین اسکو مشبہ کہتے ہین اور جس سے تشبیہ دیتے ہین اسکو مشبہ بہ بولتے ہین
اور ان دونون مین جو کچھ مناسبت ہوتی ہے وہ وجہ تشبیہ کی کہلاتی ہے مثلا معشوق کے رخ کو اگر چاند سے تشبیہ دین تو
رخ مشبہ اور چاند مشبہ بہ ہے اور نور روشنی جو چاند و رخ مین ہے وجہ تشبیہ کی ہے اور یہی مناسبت کہلاتی ہے
۴ یہ جمع معقول کی ہے اور وہ صیغہ اسم مفعول کا ہے غیاث اللغات مین اس کے معنے لکھے ہین بندھا ہوا اور دریافت کیا
ہوا اور پسندیدہ عقل یعنے جو عقل کے نزدیک بہتر معلوم ہو اور اہل کلام کی اصطلاح مین معقول اسکو کہتے ہین جو عقل کر
ثابت ہوا ہو - اور یہ منقول کے مقابلہ مین آیا کرتا ہے بس معقولات وہ چیزین ہوئین کہ جنمین نقل کو دخل نہو اور نری عقل سے معلوم

مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح اور اللہ تعالےٰ لئے پاک و منزہ ہے اس سے کہ مصباح و زجاجہ و شجرہ و زیت وغیرہ اُس کی مثل ہون اور قرآن کو حبل کے سا تہ تمثیل دی ہے اور اس مین شک نہین ہے کہ حبل یعنے رسّی قرآن مجید کی مثل نہین ہی بلکہ اس کی مثال ہے اور عالم خواب عالم مثال ہے اور کیفیت رویت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی اسی طرح پر ہے اور تمام تحقیق اس کلام کی امام حجۃ الاسلام کے بعض رسالون مین ڈہونڈنی چاہیئے واللہ الموفق اور بیداری مین اللہ تعالےٰ کو آنکہون سے دیکھنے مین دو قول ہین اُستاد ابوالقاسم قشیری صاحب رسالہ نے فرمایا کہ عدم جواز کا قول صحیح ہے یہ گفتگو اوسکی جواز و امکان مین ہے اور عدم وقوع مین سب کے نزدیک تحقیق ہو چکا ہے کہ سوائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسیکو میسّر نہین ہوا وہ بھی ایکبار معراج مین ہوا ہے اور محدثین و فقہاے مجتہدین و علماے متکلمین و مشایخ طریقت نے اسپر اجماع کیا ہے کہ اولیاء اللہ کو حاصل نہین ہے تعرّف مین لکہا ہے کہ کسی مشایخ نے اسکا دعوی نہین کیا اور کسی سے ثبوت کو نہین پہونچا مگر جاہلون کی گروہ سے کہ انہین کوئی نہین جانتا اور مشایخ اسپر اتفاق رکہتے ہین کہ ایسی رویت کے مدعی کو جھٹلانا او گمراہ کہنا چاہیئے اور کہتے ہین کہ ایسی رویت کا دعوی عدم معرفت کی نشانی ہے جسنے یہ دعوی کیا حقیقت مین اُسنے اللہ تعالےٰ کو نہین پہچانا اور شیخ علاء الدین بہ قونوی نے شرح تعرف مین فرمایا ہے کہ اگر کسی معتبر سے نقل اس کی صحت کو پہونچے تو اُسکی

لہ یہ آیۃ سورہ نور مین ہے جسکا باقی المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیء ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ۔ یعنے مثال اللہ کی نور کی مانند طاق کے ہے کہ اُسمین چراغ ہو اور وہ چراغ شیشہ کی قندیل مین ہی کہ مثل ستارہ کے چمکتی ہے اُسمین تیل جلتا ہے درخت مبارک زیتون کا جو پورب مین اُگی نہ پچہم مین اپنے صفائی سے قریب ہے کہ آپ آگ جل اُٹھے نور پر نور ہے راہ دکہاوی اللہ تعالےٰ اپنے نور کی طرف جسکو چاہیئے یہ مثال اس نور کی ہے جو ہمیشہ کی طہارۃ اور عبادۃ کے سبب سے مومن کے دلمین پیدا ہوتا ہے اور اُسمین اور اس روشنی مین یہی مناسبت ہے کہ جیسے یہ اندہیری کو دور کر دیتی ہے اسیطرح یہ نور گناہونکی ظلمت کو دل کے گہر مین سے باہر نکالتا ہے سہ اور اللہ توفیق دینے والا ہے سہ ایک یہ کہ جائز ہے دوسرا یہ کہ نہین جائز جنکے نزدیک جائز ہے اُنکی یہ دلیل ہے کہ موسی علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر نے اسکی آرزو کی سورہ اعراف مین ہے قال رب ارنی انظر الیک ۔ اے رب میرے مجکو اپنا جمال دکہا کہ مین تجکو دیکہون اگر جائز نہوتا تو وہ محال چیز اللہ تعالےٰ سے کیون مانگتے پس وہ جانتے تہے کہ سر کی آنکہون سے دیدار الٰہی دنیا مین جائز ہے لیکن نہین جانتے تہے کہ میری تقدیر مین ہے یا نہین پس اُسپے تجکو تنبیہ ہوئی کہ لن ترانی

تاویل کرنی چاہیے اور تفسیر کو اُنہی مین مذکور ہے کہ آنکھ سے رویت آلہی کا معتقد کسی کے سوائے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسلمان نہین ہے اور اردبیلی نے انوار مین کہ شافعی رحمہ اللہ کی فقہ کی کتاب ہے لکھا ہے کہ جو کوئی کہتا ہے کہ مین خدائے تعالےٰ کو دُنیا مین آنکھ سے دیکھتا ہون اور اُس کے ساتھ بالمشافہ کلام کرتا ہون وہ کافر ہے اور عقیدہ منظومہ مین ہے

ومن قال فی الدنیا یراہ بعینہ	فذلک زندیق طغیٰ و تمردا
وخالف کتب اللہ والرسل کلہا	وزاغ عن الشرع الشریف وابعدا
وذلک ممن قال فیہ الہنا	یری وجہہ الیوم القیامۃ اسودا

ابیات

جو کہے دنیا مین مین نے اپنے سر کی آنکھ سے	حق کو دیکھا ہے وہ زندیق اور وہ گمراہ ہے
سب کتابون اور رسولان خدا کے ہی خلاف	دور ہے وہ شرع سے ہو وہ گدا یا شاہ ہے
یہ وہ ہے جو وہ جسکے حق مین فرماوے خدا	حشر کو ہوگا سیہ رو اُوسکے اوپر آہ ہے

نسال اللہ العافیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم خالق لجمیع الاشیاء اللہ تعالےٰ اللہ پیدا کرنے سب چیزون کا ہے یعنے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن مین ہے ان سب کی ذات اور صفات اور سب کے کام اُسنے اپنی قدرت سے پیدا کئے ہین اور کرتا ہے وحد برہا ومقدرہا اور تدبیر کرنے والا سب کامون کا اور تقدیر یعنے اندازہ کرنے والا سب چیزون کا ہے تدبیر کے یہ معنے ہین کہ ہر کام کا انجام سمجھکر اُوسکو ابتدا مین ایسی درستی سے بنایا کہ آخر تک اُس مین کوئی قباحت نہ پیدا ہو۔

۵۱ تیسری دلیل یہ کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا پس جب تجلی کی اُوسکے رب نے پہاڑ پر کردیا اُوسکو ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسےٰ بیہوش پس یہ تجلی رویت کیلئے تھی اگرچہ ثابت ہوا اس سے کہ پہاڑ اور موسےٰ علیہ السلام دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے تھے لیکن یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس رویت جائز ہے اور جنکی نزدیک رویت جائز نہین وہ کہتے ہین لن ترانی مین لن نفی تاکید کیلئے ہے اور بعد افاقہ کے موسےٰ علیہ السلام نے کہا سبحانک پاک ہے تو یہ لفظ تنزیہ کا ہے اور اُوسکے ماقبل بیان رویت کا ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ رویت سے پاک ہے تیسری دلیل یہ کہ انکے بعد موسےٰ علیہ السلام نے کہا تبت الیک توبہ کی مینے تیری طرف اور توبہ گناہ پر ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ طلب رویت گناہ تہا ہر کرنا اول نے انکے جواب دے ہین کہ تاکید نفی کے خاص موسیٰ سے متعلق ہے اجواز رویت ہے اور پاک ہے سوا اس کے کہ مین تجکو دیکھہ سکون اور توبہ بھی اسی سے کی کہ باوجود نہ جاننے کے میرے لئے رویت ہے یا نہین سوال کیا اور سوا دس آیت کے بہت سی دلیلین رویت کے جائز ہونے کے بیان کی ہین اور علمائے اہل سنت نے اونکے جواب نہایت بسط کے ساتھ دیئے ہین کہ اس مختصر مین انکی گنجایش نہین ہے واللہ اعلم بالصواب ۱۲ ۵۲ یعنی ایسی اختلاف نہین ہے ۱۲ ۵۳ ہم اللہ سے عافیت مانگتے ہین بچے عقائد سوا اور نہین ہے کسیکو طاقت بچنے کی مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے جسکا نام بلندی اور قوت اس کی بڑی ہے ۱۲

اور تقدیر کے معنے ہین اندازہ مخصوص پر چیزون کا پیدا کرنا اور معین و مناسب طرز پر اشیا کا بنانا ازل مین[1] پس خیر و شر نفع و ضرر حسن و قبیح ہر چیز کا سب قضا و قدر آلہی سے ہے۔

وَعَالِمٌ بِجَمِيعِ الْمَعْلُومَاتِ اور ہر چیز کا جاننے والا ہے کل ہو یا جزو تمام عالم کے کل ذرون مین سے ایک ذرہ بھی اُسکی علم سے باہر اور اُس سے غایب نہین ہے۔ وهو بكل شيء عليم[2]۔

وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْءٌ اور کوئی چیز اُسپر واجب و لازم نہین ہے مہربانی یا غصہ ثواب یا عذاب جزا یا سزا

بیت

کردگار آن کند کہ خود خواهد ✤ حکم بر کردگار نتوان کرد

بیت

خالق کرے مخلوق پہ جو حکم کہ چاہے ✤ ہے کون وہ خالق پہ کرے حکم جو کاہے

طاعت والون کو ثواب اُسکے فضل سے ہے گناہ گارون پہ عذاب اُسکے عدل سے اور وہ ہر حالت مین محمود ہے چاہے عدل و قہر کرے چاہے فضل و کرم کسیکا اوسپر کچھہ حق نہین ہے مگر اُسنے خبر دی ہے کہ نیکون کو ثواب دونگا اور بدونکو عذاب کرونگا ضرور ایسا ہی ہوگا کہ اُسنے فرمایا ہے لیکن یہ اُسپر واجب نہین ہے اگر چاہے اس کا خلاف کرے تو کسیکی یہ مجال نہین ہے کہ کہی ایسا کیون کیا۔ ولا غرض لفعله اور اسکو اپنے کامون سے کچھہ غرض نہین ہے کسواسطے کہ صاحب غرض محتاج ہوتا ہے۔

---

[1] ہر چیز کی ابتدا و انتہا اور ہر کام کا وقت و اجل اور ہر جاندار کا رزق سب اُسنے ازل مین مقرر کردیا ہے اور لوح محفوظ مین لکھدیا ہے اُس سے کم و زیادہ ہرگز نہین ہوئیگا۔ [2] یہ آیہ سورہ انعام مین ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور ازل سے ابد تک تمام عالم کے ہر ہر ذرہ پر جو احوال گزرا اور گزرتا ہے اور گزریگا سب وہ ہمیشہ سے جانتا ہے کہ فلان ذرہ خاک کا اتنی مدت تک فلان خشت مین رہیگا جو فلان محل کی تعمیر مین لگی ہے پھر فلان وقت وہ مکان منہدم ہوگا اور وہ خشت ٹوٹ جاویگی اور اُسکے کئے ٹکڑون مین سے فلان ٹکڑے مین وہ ذرہ اتنے عرصہ تک رہیگا پھر فلان وقت وہ ٹکڑا ذرہ ذرہ ہوجاویگا اور فلان وقت جو مینہ برسیگا تو وہ ذرہ پانی کی نالی مین بہکر فلان فلان مقام پر گذرتا ہوا فلان دریا مین جاویگا اور اتنی مدت تہ نشین رہیگا پھر فلانا کمہار اوس جگہ سے مٹی لاکر برتن بنا دیگا تو وہ ذرہ فلان کوزی مین آویگا اور فلان فلان شخص اسمین استقدر مدت پانی پئینگے اور وہ کوزہ گھستے گھستے وہ ذرہ اور ذرون کے ساتہ پانی کی ہمراہ فلان ابن فلان کے کہیت مین پہونچیگا اور وہان سے ہوا اوڑا کر اسکو فلان نہر مین ڈالیگی اور فلان شخص کی غذا مین ملکر اُسکے شکم مین چلا جاویگا اور اس کی موت آجاوے اُس کے ساتہ فلان قبر مین دفن ہوگا اور فلان کیڑے کی غذا ہوگا غرض اسی طرح اُس پر جو جو احوال گزرنے والے ہین خدا تعالے سب کو پہلی ہی سے جانتا ہے بس سب چیزون کا ایسا ہی علم رکہتا ہے چھپے ہوئے بہیدون کو جانتا ہے بلکہ پہلے سے جانتا ہے کہ فلانیکے دل مین یہ بات فلان وقت آویگی ۱۲۔ واللہ اعلم بالصواب +

لیکن اُس کے ہر کام مین حکمتین ہین کہ اُن کی حقیقت کو کوئی نہین دریافت کر سکتا مگر حکمتون مین
جو جو فوائد ہین وہ سب خلقت کے لیئے ہین اسکو ان فوائد کی کچھہ احتیاج نہین ہے وجود و
عدم منافع و مصالح خلق اوس پروردگار کی ذات کی نسبت یکسان ہے مگر اپنی بخشش
حقیقی اور حکمت کے تقاضے اور اپنے ارادے سے جو چاہتا ہے مصلحت کے ساتھ کرتا ہے
پر یہ رعایت حکمت و مصلحت کی اُسپر واجب نہین ہے جل جلالہ و اعظم سلطانہ ولا حاکم
سواہٗ اور اُسکے سوا کوئی حاکم نہین ہے نرا اُسیکا حکم جاری ہے اسی کے حکم سے سب فعل
واجب و حرام و حسن و قبیح و عذاب و ثواب کا سبب ہوتے ہین اچھا کام وہ ہے جسکا اُسنے
حکم فرمایا اور بُرا وہ ہے جس سے اُسنے منع فرمایا پس اچھا اور بُرا موافق حکم اور امر و نہی شارع
کی ہے عقل کو یہان کچھہ دخل نہین ہے کہ حکم کرے یہ فعل اچھا موجب ثواب کا ہے اور
یہ بُرا سبب عذاب کا ہے پس جن لوگون کو دعوت اسلام نہ پہونچے جیسے کوہستان
کے رہنے والے کہ وہین پیدا ہوئے اور وہین مر گئے اور آبادی کے رہنے والون سے ملنے
نہ پائے قیامت کو کسی کام کے کرنے نکرنے پر ماخوذ نہونگے اور نہ ان پر عذاب ہوگا
مگر بعض مشائخ کے نزدیک فقط ایمان نلانے پر اور اللہ تعالی کی توحید کا اعتقاد نکرنے پر ماخوذ
ہونگے اس لیئے کہ اتنی معرفت کہ اس عالم کا بنانے والا ہے اور وہ ایک ہی ہے اور اُسکی سب
صفتین کامل ہین شرع شریف پر موقوف نہین عالم کا تغیر و انتظام دیکھکر نری عقل کے نزدیک
بھی اللہ تعالے کی ذات پر ایمان لانا اور اس کی توحید کا اقرار کرنا واجب ہے پہلے فرقہ

بزرگ ہے جلال اسکا اور بڑی ہے سلطنت اُسکی ۱۲ منہ دنیا مین جو سلطان و حاکم و قاضی و مفتی حکم دیتے ہین اور سب شرع شریف کے احکام چار قسم کے ہین اول کتاب یعنے کلام مجید سے دوسرے سنت یعنے حدیث شریف سے تیسرے اجماع امت سے چوتھی قیاس سے - قران مجید کلام اللہ تعالے کا ہے اور جو احکام اس مین ہین سب اللہ تعالے نے فرمائے ہین - اور اسی قران کی سورہ نجم مین اللہ تعالے فرماتا ہے وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی اور ہمارا رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دل اور خواہش سے نہین بولتا بلکہ جو کہتا وحی ہے اور ہمارے حکم سے کہتا ہے پس جو کچھہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ بھی اللہ تعالے ہی کا حکم ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا یجتمع امتی علی الضلالۃ نہ اکٹھے ہوگی میری امت فساد پر یعنے ناجائز پر اور بگاڑ پر اس سے ثابت ہوا کہ جس کام پر امت جمع ہوگی وہ درست ہوگا اور مخالف حکم آلہی کے نہوگا اور قیاس کی اصل یہ تینون ہین یعنے جتنے مسائل قیاسی ہین انکی سند قران مجید سے ہے یا حدیث شریف سے یا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے پس قیاس بھی حکم آلہی کے مخالف نہوا غرض یہ چارون طرح کی حکم سواے حکم آلہی کے اور کسی کا حکم نہین ہے پس اللہ تعالے کے سوا کوئی حاکم نہین ہے ۱۲ منہ

کی حجت یہ آیت ہی وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا یعنے ہم کسیکو عذاب نہ کرینگے مگر جب
کہ اس کے پاس رسول بھیجین اور وہ رسول اوسکو دعوت اسلام کرے اور وہ اوس کی دعوت
کو قبول نہ کرے اور رسول کی مخالفت کرے اور قول اونکا جو کہتے ہین کہ رسول سے یہان
عقل مراد ہے محض ہذیان ہے شیخ کمال الدین ابن ہمام کہ محققین حنفیہ سے ہین کہتے ہین کہ
پہلا مذہب مختار ہے اور ابو الیسر بزدوی بھی اسی پر ہین اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت
ہے فالحسن ماحسنہ الشرع والقبیح ماقبحہ الشرع پس لازم آیا کہ اچھا کام وہی ہی کہ شرع نے اسکا
حکم کیا اور اسکو اچھا کہا اور برا کام وہی ہی کہ شرع نے اسی سے منع کیا اور اسکو برا کہا اور فعل اپنی ذات مین نہ حسن ہی نہ
قبیح کیونکہ اچھی اور بری کے جب یہ معنی ہین کہ سبب ثواب و عذاب آخرت کا ہوتا ہے تو آدمی اسکو
عقل نہین پا سکتی مگر اوسمین کلام نہین ہے کہ مدح و ذم جو فعل کے ساتھ متعلق ہے اوس کو
عقل پہچان سکتی ہے جیسے عدل و ظلم یا کسی صفت مین ناقص جاہل کامل ہونا جیسے علم ولید
وللہ ملائکۃ اور اعتقاد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالے نے فرشتے پیدا کیے ہین اجسام ان کے
لطیف اور نورانی ہین جس شکل سے چاہین ظاہر ہووین حقیقت اونکی ارواح مجردہ ہین ہین
ان کے لئے لباس کا حکم رکھتا ہے نہ مرد ہین نہ عورت نہ اونکی اولاد ہوتی ہے آسمان اور
زمین پر بلکہ عالم کی ہر ہر جزو پر فرشتہ موکل ہے کہ اوس کا مربی و مدبر و نگہبان ہے
اور ایک ایک آدمی پر کئی کئی فرشتے موکل ہین -

۵۱ یہ آیہ سورہ بنی اسرائیل مین ہی ۱۲ ۵۲ اور بغیر تبلانے شارع کے آدمی کو اوسکا علم نہین حاصل ہو سکتا اور اوس کا سوال نہین معلوم ہو سکتا ایسی ہی چیزون کے تبلانے کو اللہ تعالی نے نبی بھیجے اور کتابین اوتارین ۱۲ ۵۳ منتخب مین ہی مدح کی یعنی تعریف کرنی اور ذم نقطہ دار کے زیر اور میم کی تشدید سے ہجو اور کسیکی برائی کرنی اور بیان مراد مدح سے فعل کی خوبی ہے جیسے عدل کو سب اچھا کہتے ہین اور ذم سے فعل کی برائی جیسے ظلم کو سب برا کہتے ہین ۱۲ ۵۴ منتخب مین ہے کہ علم عین کے زیر سے دانائی اور جاننا اور جہل جیم زبر سے نادانی اور نہ جاننا اور اسکو جیم کے زبر سے پڑھنا خطا ہے پس جس آدمی مین جتنے علم کی صفت اور دانائی زیادہ ہے وہ اوسی قدر اچھا سمجھا جاتا ہے اور لوگ اون کے تعریف اور عزت کرتے ہین اور جس مین جتنی نادانی زیادہ ہی وہ اوتنا ہی ناقص اور برا کہلاتا ہے اور سب اوسکو ذلت کی نظرون سے دیکھتے ہین - پس آدمی کے علم کی صفت ہی کر کامل اور ناقص ہونے سے یہ تفاوت پیدا ہوتا ہے - ۵۵ یعنی صرف روح ہین بغیر بدن کے ۱۲ ۵۶ اعمال لکھنے والے فرشتون
فرشتون کو کراما کاتبین کہتے ہین اللہ تعالی نے سورہ انفطار مین فرمایا وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون
اور بے شک تم پر نگہبان ہین بزرگ لکھنے والے جانتے ہین جو کچھ تم کرتے ہو اور وہ دونون فرشتے آدمی کے دونون شانون
پر متعین ہین حق تعالے نے سورہ قاف مین فرمایا اذ یتلقی المتلقیان عن الیمین وعن الشمال قعید یعنی جب آدمی کچھ کام کرتا
ہے اچھا یا برا یا منہہ سے بولتا ہے تو یاد کرتے ہین دو یاد کرنے والے ایک اس کے داہنے اور دوسرا اسکے بائین بیٹھا ہی مایلفظ
من قول الا لدیہ رقیب عتید یعنی نہین بولتا آدمی کوئی بات مگر اسکے پاس نگہبان ہی طیار فورا منہہ سے نکلتے ہی لکھ لیتا ہے -

کوئی شیطانون اور جنون اور موذیون سے اس کی حفاظت کرتا ہے[1] تمام عالم علوی[2] وسفلی
مین کوئی جگہ ایسی نہین ہے کہ فرشتون سے معمور نہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ مخلوقات
کے دس حصے ہین نو حصے اوسمین ملائکہ ہین اور ایک حصہ مخلوقات ہے اولی اجنحۃ مثنے
وثلاث ورباع فرشتون کے بازو ہین دو دو تین تین چار چار یہ قرآن مجید مین آیا
ہے اس لئے اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور حقیقت اور مراد اسکی علم الٰہی پر سونپنی
چاہئیے۔ یا تاویل کرنی چاہئے کہ بازو سے قوت ملکی مراد ہے جیسا کہ متشابہات قرآنی
کا حکم ہے واللہ اعلم اور عدد مذکور سے تعداد مراد ہے۔ نہ حصر کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہی
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو پر دیکھے ہین[3]
منہم جبرئیل سب فرشتون مین سے چار فرشتے بہت مقرب ہین کہ عالم کے بڑے بڑے
کامون پر مامور ہین ایک اونمین کا جبرئیل علیہ السلام ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو وحی پہونچانا
اور علمون کا القا کرنا اوس کا کام ہے ومیکائیل اور دوسرا میکائیل علیہ السلام ہے کہ مخلوقات
کے رزقون کا پہونچانا اور زندہ کرنا اوس کا کام ہے واسرافیل اور تیسرا اسرافیل علیہ السلام
ہے کہ صور کا پھونکنا پہلے بار واسطے ہلاک ہونے اور برباد ہونے عالم کے اور دوبارہ واسطے
زندہ ہونے اور قبرون سے اوٹھ کر محشر مین حاضر ہونے خلقت کے اوسکا کام ہے
وعزرائیل اور چوتھا عزرائیل علیہ السلام ہے کہ تمام عالم کی ارواح کا قبض کرنا اوسکا کام ہے اکثر کا یہ مذہب ہے

---

[1] ان فرشتون کو حفظہ کہتے ہین سورہ انعام مین ہے وہو القاہر فوق عبادہ ویرسل علیکم حفظۃ اور اللہ تعالی غالب ہے اپنے بندون پر اور
اوتارتا ہے تم پر نگہبان تمہارے حفاظت کرنے والے اور تمہارے عملون کے اور سورہ رعد مین ہے لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ
من امر اللہ ہر آدمی کیواسطے فرشتہ ہین ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے اوسکے آگے اور پیچھے حفاظت کرتے ہین اللہ کے حکم سے یہ ہر آدمی
کا حال ہے اور مومن کیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایکسو ساٹھ فرشتے شیاطین سے اوسکی نگہبانی کرتے ہین اگر یہ نہون تو شیطان
ایک آن مین اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین ۱۲ [2] عالم علوی آسمان اور اوسکے اوپر کی چیزین عالم سفلی زمین اور اوسکے نیچے اور اندر کی چیزین ۱۲
[3] یعنے فرشتون کے کئی بازو ہین نہ یہ کہ دو اور تین اور چار سے زیادہ نہون [4] ترمذی نے شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسروق سے کہا لم یرہ فی صورتہ الا مرتین مرۃ عند سدرۃ المنتہی ومرۃ فی اجیاد لہ ستمائۃ جناح قد سد الافق نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو اونکی اصلی صورت مین دیکھا مگر دو بار ایکدفعہ معراج مین سدرۃ المنتہی کے پاس اور دوسری دفعہ اجیاد مین کہ ایک
جنگل کا نام ہے مکہ معظمہ مین اونکے چھسو بازو تھے کہ روک لیا تھا آسمان کے کنارے کو [5] معراج مین جب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام تھے جب سدرۃ المنتہی پر پہونچے کہ وہ ساتوین آسمان پر جبرئیل علیہ السلام
کے ٹھہرنے کا مقام ہے آگے نہ جا سکے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عذر کیا کہ آگے چلنے کی مجھ مین طاقت نہین ہے مولوی
جامی نے اونکا قول زلیخا مین نقل کیا ہے بیت

اگر یکسر موے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

کہ جبرئیل علیہ السلام سب سے افضل ہے اور بعض کہتے ہین کہ یہ چارون فرشتے
آپسمین برابر مرتبہ رکھتے ہین مگر سوائے ابتی اور سب فرشتون سے افضل ہین سوائے ان
چارون کے اور فرشتے بھی مقرب اور عظیم ہین اُن مین سے آٹھ فرشتے عرش کے اٹھانے
والے ہین عظمت ان کی اجرام کی اسقدر ہے کہ اُن کے کنہون سے کان کی لونک دوسو
برس کے رستی کی برابر مسافت ہے اور ایک روایت مین سات سو برس کے رستے
کی برابر فاصلہ آیا ہے وَلِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مَقَامٌ مَعْلُومٌ اور ہر ایک کے لئے
ان مین سے اللہ تعالے کی قرب و معرفت کی بارگاہ مین ایک مقام مقرر ہے اور
مرتبہ خاص اور جگہ معین ہے کہ اس سے تجاوز و ترقی نہین کرسکتے اور جو کمال اُن کے لائق
ہے اُنکو بالفعل حاصل ہے انہین شوق و تحصیل کمال نہین ہے کس لئے کہ شوق
اُس چیز پر ہوتا ہے جو حاصل نہو اور مقصود ہو اور وہ جو کہتے ہین کہ ملائکہ مین عشق نہین
ہے اس کے یہی معنے ہین نہ یہ کہ اُنکو اللہ تعالی کی محبت اور معرفت نہین ہے ۔
لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ خدائے تعالے
کی نافرمانی اور گناہ نہین کرتے اور اس کی مخالفت کا رستہ نہین چلتے جو کچھ حکم کرتا
ہے فوراً بجالاتے ہین ابلیس نے جو نافرمانی کی درحقیقت وہ فرشتہ نہ تہا بلکہ اصل
خلقت مین جن تھا طاعت و عبادت کے سبب سے فرشتون مین شمار کیا گیا تہا

سلہ اور آدمی کو پیدا ہوتے ہی کوئی کمال نہین حاصل ہوتا مگر اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے اُس مین ہر کمال کے حاصل
کرنے کی طاقت رکھدی ہے اس لئے اسکو ہر چیز کے حاصل کرنے کا شوق ہوتا ہے اور اپنے مرتبہ اور شوق اور محبت کی
موافق جس چیز یا جس کام کو وہ چاہتا ہے حاصل کرلیتا ہے اور عالم کی تمام چیزون کو وہ اپنے کام مین لاتا ہے اور اُن
مین تصرف کرتا ہے اور ہر طرح کی عبادت کرسکتا ہے فرشتے اپنی اپنی عبادت کوئی قیام کی حالت مین کوئی رکوع کی
کوئی سجدہ کی کوئی قعدہ کیصورت مین ادا کرتے ہین اور وہ اپنے نماز مین یہ سب رکن ادا کرسکتا ہے مگر سیکھنے کے بعد
غرض کوئی ایسا کام نہین ہے کہ آدمی اُسکا شوق کرے اور کوشش و مجاہدہ کے بعد وہ اسکو حاصل نہو غایت
یہ کہ اگر وہ کام ایک آدمی کے مرتبہ سے زیادہ ہے اور اسی نہ حاصل ہو سکا دوسرے کو ہوگا جو اُس مرتبہ کا ہے ۔
بیت باوجودیکہ پروبال نتہے آدم کے ٭ وہان یہ پہونچا کہ فرشتہ کا بہی مقدور نہ تہا ٭ سلہ اللہ تعالے
نے سورہ کہف مین فرمایا کان من الجن ففسق عن امر ربہ ابلیس تہا جنون مین سے پس نافرمانی کی اپنے رب کی حکم کی اور دوسری
دلیل یہ کہ اُسکے آگے فرمایا ہے فتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی آیا پکڑا تمنے اُسکو اور اس کی اولاد کو دوست میرے سوا ۔
یہان سے معلوم ہوا کہ اسکی اولاد ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ وہ جن ہے اس لئے کہ فرشتون کے اولاد نہین ہوتی

آخر اپنی اصل کیطرف رجوع کیا بعضے کہتے ہین کہ ملائکہ اور جن پیدایش مین ایک دوسرے کے قریب ہین کہ نار نور بھی رکھتی ہے اور دھوان بھی اگر دھوان اُس مین سے جاتا رہے تو نور رہجاوے واللہ اعلم وَلَہٗ کُتُبٌ اَنْزَلَهَا عَلٰى رُسُلِہٖ اور اللہ تعالے نے اپنے بعضے پیغمبرون پر کتابین نازل کی ہین اور سب کو اُن کی متابعت کا حکم کیا ہے سب کتابین ایک سو چار ہین اون مین سے چار کتابین بڑی اور مشہور ہین ۔ مِنْهَا التَّوْرَاةُ اُن چارون مین سے ایک توراۃ ہے کہ موسے علیہ السلام پر اوتری ہے اور بنی اسرائیل کی تمام انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام اسپر عمل کرتے رہے وَالزَّبُوْرُ اور دوسری زبور ہے کہ داؤد علیہ السلام پر اوتری ہے وَالْاِنْجِیْلُ اور تیسری انجیل ہے کہ عیسے علیہ السلام پر اوتری ہے ان سب کتابون مین بعد ذکر الٰہی اور بیان احکام شرعی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور اُنکی امت کے احوال اور صفات مفصل لکھے ہین اور انبیاے سابق علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام نے جناب الٰہی مین آپ کے نام مبارک کے ساتھ ۔

ف فرمایا ہے کل شی یرجع الی اصلہ ہر چیز اپنی جڑ کی طرف رجوع کرتی ہے اور اس باب مین ابلیس کا قول اللہ تعالے نے سورہ ص مین نقل فرمایا ہے خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ۔ مجکو پیدا کیا تونے آگ سے اور اس کو مٹی سے اور دراصل آگ کا کام اوپر کو سر اوٹھانا ہے اور مٹی کا کام نیچے گرنا ہے پس مین اس کو کیون کر سجدہ کرون اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس آگ سے بنا ہوا تھا اس لیئے اُس نے تکبر کیا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اپنی اصل کی طرف گیا اور خدا کے تعالے کی نافرمانی کی ۱۲ ف۲ اسرائیل حضرت یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کا نام ہے اور بنی اسرائیل اُن کی اولاد ہوئی اور یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ہر بیٹے کی اولاد ایک فرقہ بن گئی اس لئے بنی اسرائیل کے بارہ فرقے ہوئے کہتے ہین اُن مین چار ہزار پیغمبر ہوئے یہ سب توراۃ پر چلتے رہے ۔ ف۳ کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مینے توراۃ مین پڑھا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ سخت خو ہوگا نہ سخت دل بازار مین آواز بلند نکریگا لوگون کے قصور معاف کریگا بدی کے بدلے نیکی کریگا اُس کی امت اللہ تعالے کی شکرگزار اور تکبیر کہنے والی ہوگی آدھی پنڈلیون تک ان کی ازار ہوگی چارا اندام کا وضو ان پر فرض ہوگا ۔ بلند منارون پر اذان کہین گے نماز اور لڑائی مین صف باندہ کر کہڑے ہون گے مکہ معظمہ مین پیدا ہوگا مدینہ طیبہ مین ہجرت کرے گا مدینے سے شام تک اُس کی بادشاہت ہوگی یہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا رسول ہے جس کے سبب گمراہ راہ پاوینگی ایسی ایسی بہت سی والتین مین جنکے درج کرنے مین طوالت کا خوف ہے اور اکثر پیغمبرون نے آپ کی خبر ہر وقت مین اپنی اپنی اُمتون کو دی ہے چنانچہ عیسے علیہ السلام نے جو اپنی امت کو خبر دی وہ اللہ تعالے نے سورہ صف مین نقل فرمائی ہے واذ قال عیسے ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۔ اور جب کہا عیسے مریم کے بیٹے نے اے اولاد یعقوب کی تحقیق مین رسول اللہ کا ہون بہیجا گیا ہون تمپر تصدیق کرتا ہون اپنی پہلی کتاب توریت

تقرب و توسل کیا ہے اور چوتھا سب کتابون آسمانی کا خلاصہ قرآن مجید
وفرقان حمید ہے کہ حضرت سید الانبیاء و خاتم المرسلین محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر نازل ہوا ہے۔ اعجاز نظم خاصہ اُس کا ہے کہ کسی کتاب مین نہین ہے اگرچہ توریت ضخامت
مین اتنی بڑی ہے۔ کہ سوائے پیغمبرون کے اور کسیکو یاد نہو سکتی تھی لیکن قرآن مجید باوجود
اختصار کے سب کتابون سے اعظم و اکمل ہے ذلک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین
اور تمامی کتب آسمانی کلام الٰہی ہونے مین برابر ہین اگرچہ بسبب دوسری وجوہات
کے بعضی کتابین بعض سے افضل ہین جیسے انبیاء علیہ السلام پیغمبر ہونے مین
سب برابر ہین لانفرق بین احد من الرسل لیکن مرتبے مین بعضے بعضون سے
افضل ہین تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض۔ واسماوہ توقیفیۃ اور نام اللہ
تعالےٰ کی توقیفی ہین۔ یعنے سُننے پر موقوف ہین اور شرع سے ثابت ہوئے ہین
پس جو نام کہ شرع شریف مین ذات الٰہی پر بولا گیا ہے۔ اُوسی نام سے اللہ تعالےٰ
کو پکارنا درست ہے اپنی طرف سے نیا نام مقرر کرنا نہین چاہئیے اگرچہ عقل اس
کی اطلاق کی صحت پر حکم کرے یا معنے اس کے اُس نام کے مطابق ہون جو شرع
مین آیا ہے مثلاً اللہ تعالےٰ کو شافی کہین گے نہ طبیب اور جواد کہین گے نہ سخی اور
عالم کہین گے نہ عاقل اور یہ ممانعت تسمیہ مین

لـ۱ تقرب نزدیکی چاہنی اور توسل وسیلہ پکڑنا تمام اہل کتاب حل مشکلات کے وقت اپنی دعاؤن مین نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ
وسلم کو جناب الٰہی مین واسطہ گردانا کرتے تھے اور آپ سے کمال محبت رکھتے تھے جب اُنکو معلوم ہوا کہ وہ بنی اسرائیل مین سے نہین
بلکہ بنی اسمعیل یعنے اسمعیل بن ابراہیم علی نبینا وعلیہم السلام کی اولاد مین سے ہوگا تو اُنکی محبت عداوت کیساتھ بدلگئی اور حسد کے سبب سے
آپکا نام مبارک اور اُنکی صفت کتب آسمانی مین مٹا ڈالی اُنکی اس فعل کی خبر خدا تعالی نے سورہ بقرہ مین دی ہے ومن اظلم ممن
کتم شہادۃ من اللہ اور اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو مٹا دے اللہ تعالی کی گواہی کو بعضے مقام پر درس کے ورس مٹا دیئے بلکہ حکم
کلمون کو آگے پیچھے کرکے مطلب نکالا خدا تعالی نے اس کی خبر سورہ مائدہ مین دی ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ اور بدلا
اُنہون نے کلمون کو اپنے مقام سے ۱۲ لـ۲ یعنے عبارت مین ایسا انتظام کہ آدمی اُسکے مقابلہ کی عاجز آجاوین چنانچہ باوجود
اسباب کے کہ نبی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے زمانہ مین عرب مین فصاحت و بلاغت کا نہایت چرچا تھا اور ایسے بڑے بڑے شاعر
تھے کہ سبع معلقات یعنے سات قصیدے اُنہون نے ایسے کہکر کعبے کے دروازہ مین لٹکائے تھے۔ روئے زمین پر کوئی
اُن کا جواب نہ بنا سکا حضرت نبی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے اُنکے روبرو آیۃ قرآن مجید کی پڑہی فاتوا بسورۃ من مثلہ یعنے
یعنے اگر تم کہتے ہو کہ یہ قرآن مجید اللہ کا کلام نہین ہے تو باوجود اس فضل و کمال کے ایک چھوٹی سے آیت اس کے مقابلہ مین
تمام جہان جمع ہو کر جتنی مدت مین چاہو بنا لاؤ لیکن ایسے عاجز ہوئے کہ ہرگز نہ لا سکے لـ۳ ضخامت موٹائی ہر چیز کی ۱۲ لـ۵
بہت بڑا اور تمام کامل لـ۴ یہ آیۃ سورہ بقرہ مین ہے یہ کتاب نہین شک اسمین ہدایت کرتی ہے پرہیزگارون کو لـ۵ یہ آیت

نہ توصیف مین اس واسطے کہ تسمیہ مین ایک تصرف ہے کہ سوائے نام رکھنے والے کی اور کو
نہین پہونچتا اور کلام انہین نامون مین ہے کہ صفات وافعال سے ماخوذ ہین اور اسمائے اعلام
ہین کہ ہر زبان مین خاص ذات الٰہی کے لئے موضوع ہین کچھ کلام نہین ہے لیکن کفار کی زبان مین
جو نام مخصوص ہین اللہ تعالے کو ان کے ساتھ پکارنا چاہئے اور معلوم رہے کہ ان ننانوین نامون
ہین کہ مشہور ہین اسمائے الٰہی منحصر نہین ہین بلکہ بہت سے نام ایسے ہین کہ اللہ تعالے نے بعض
خلقت کو نہین تبلائے اور بہت سے ایسے ہین کہ خلق اُن کو جان ہی نہین سکتی اور شرع شریف مین
جو آئے ہین وہ بھی بہت ہین ان ننانوین نامون کی شہرت بہ سبب ایک خاصیت کے ہے
جو اللہ تعالے نے ان مین رکھی ہے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان للّٰہ تسعۃ وتسعین
اسما من احصیہا دخل الجنۃ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی بادشاہ سکھے ہزار سوار ہمارے
ایسے ہین کہ جو کوئی مدد چاہے اس کی مدد کرتے ہین اور جہان جاتے ہین فتحیاب ہوتے ہین
اس سے یہ نہین لازم آتا کہ اس بادشاہ کے پاس سوائے ان ہزار سوار کے اور سوار ہی نہین
ہین بلکہ یہ معنے ہین کہ سوا بے شمار ہین مگر نہین سے ہزار اس قسم کے ہین کہ بیان کئے بس اللہ
تعالے کے نام بے شمار ہین لیکن ان ننانوین نامون کے ذکر مین یہ خاصیت ہے کہ ان کا ذکر
کرنے سے جنت مین داخل ہوگا واللہ اعلم —

وهو خالق لافعال العباد فالکفر والمعصیۃ بارادتہ وتقدیرہ ولا یرضاہ — اور وہ
خالق ہے بندون کے کامون کا پس کفر وگناہ اسی کے ارادے اور —

لہ منتخب مین ہے تسمیہ نام رکھنا توصیف تعریف کرنا ۱۲ ؎۲ اعلام علم کی جمع ہے اور علم نام کو کہتے ہین جو تمام جنس مین
مین سے ایک شخص کو ممیز کرے اور اس کا نشان بتادے جیسے آدمی یا انسان جنس کا نام ہے اور عبد الکریم ایک شخص کا
نام کل آدمیون مین سے ؎۳ وضع کئے گئے اور بنائی گئی ؎۴ جیسے ایک زبان اور ملک مین جو نام ہین اُن کو دوسری
زبان اور ملک والے نہین جانتے اور جانورون کی زبان مین جو نام ہین اُنکو آدمی نہین جانتے اور آسمان والون مین
جو نام ہین اُن کو زمین والے نہین جانتے ؎۵ جیسے وہ صفتین کہ اللہ تعالے اپنے آپ ہی جانتا ہے کسی مخلوق کو معلوم
نہین ہین اور نہ مخلوق کو طاقت کہ اُنکو معلوم کر سکے بغیر بتلائے حق تعالے کے ؎۶ تحقیق اللہ تعالے کے ننانوین نام ہین جس
شخص نے اُن کو یاد کیا اور ذکر کیا یا اُن کی صفتین اپنے اندر پیدا کین جنت مین داخل ہوا ماضی کا صیغہ
تحقیق کے لئے لائے یعنے اوسکا جنت مین جانا ایسا یقینی ہے کہ گویا داخل ہو ہی چکا یہ حدیث مشکوۃ
شریف مین یہ روایت حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ترمذی وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ سے نقل کی ہے۔

تقدیر سے ہی لیکن وہ اس سے راضی نہین ہے جب ثابت ہوچکا کہ تمام چیزون کا وہی پیدا کرنے والا ہے اور بندون کے افعال بھی سب چیزون مین داخل ہین تو ان افعال کا خالق بھی وہی ہوا عموماً اور اس آیۃ مین مخصوص فرمایا واللہ خلقکم وما تعملون یعنے اللہ تعالےٰ نے تمکو پیدا کیا اور تمہارے عملون کو پس کفر و ایمان و طاعت و عصیان و نیکی و بدی بندون سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ و تقدیر اور حکم سے صادر ہوتے ہین مگر حق تعالےٰ ایمان و طاعت و نیکی سے راضی ہے اور کفر و معصیت سے ناراض ہے چنانچہ فرمایا ولا یرضیٰ لعبادہ الکفر چاہنا اور پیدا کرنا امر دوسرا ہے اور راضی ہونا امر دوسرا رضا جب سمجھی جاوے کہ حکم کرے کہ یون کرو اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی حکمت کے سبب سے حکم کرتا ہے لیکن اس کا واقع ہونا نہین چاہتا اور حکمت اس کی سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہین جانتا اس کی ایسی مثال ہے جیسے مالک اپنے بندے کی قصورون کا ثبوت و ظہار کرنا چاہے تو اسی کسی کام کا حکم کرے اور نچاہے کہ بندہ اس کام کو کرے کہ قصور اسکا دیکھنے والون پر ظاہر ہو پس امر و نہی مین ایک فائدہ اور حکمت یہ تحقیق ہوئے کہ حقیقت بندونکی جو علم ازلی مین پوشیدہ ہے ظاہر اور ہویدا ہوجاوے کہ مطیع کون ہے اور عاصی کون ہے واللہ اعلم بحقیقت الحال

وَلِلْعِبَادِ اَفْعَالٌ اِخْتِیَارِیَّۃٌ یُثَابُوْنَ بِہَا وَیُعَاقَبُوْنَ عَلَیْہَا اور باوجود اس کے کہ ہر کام اللہ تعالےٰ کے ارادے اور تقدیر سے ہوتا ہے بندہ بھی فاعل و مختار ہے کہ اپنے کام مین اختیار رکھتا ہے اور جو فعل اس سے صادر ہوتے ہین جبر و اضطرار سے

سلہ یہ آیہ سورہ صافات مین ہے ۱۲ سکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین اس مضمون کو کتنی ہی جگہہ ارشاد فرمایا ہے اُن مین سے بعضے آیتین یہ ہین سورہ مین ہے ما کانوا لیومنوا الا ان یشاء اللہ نہین ہے ایمان لانے والے مگر جسکو چاہے اللہ اور سورہ انعام مین ہے فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام پس جس شخص کے ہدایت کرنے کا ارادہ اللہ کرتا ہے اس کی چھاتی کھولدیتا ہے اسلام کے لئے ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا اور جس کے گمراہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے نہایت تنگ کردیتا ہے اس کی چھاتی۔ اور سورہ ہود مین ہے ان کان اللہ یرید ان یغویکم اگر اللہ چاہتا ہوگا کہ گمراہ کرے تمکو وہ رب ہے تمہارا اور اس کی طرف پھیرے جاوگے اور سورہ انعام مین ہے ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدیٰ اور اگر چاہے اللہ البتہ جمع کرے انکو ہدایت پر ولو شاء لہدیکم اجمعین اور اگر چاہے اللہ البتہ ہدایت کرے تم سب کو سکہ یہ آیہ سورہ زمر مین ہے اور اللہ تعالےٰ راضی نہین ہے اپنے بندون کے کفر کرنے سے اور اس مضمون کی بھی بہت سے آیتین ہین اُن مین سے

نہین ہوتے بلکہ اپنے اختیار سے ہوتے ہین اور اسے اختیار پر اس کے لئے ثواب و
عذاب مترتب ہوتا ہے اول معنے جبر واختیار کے معلوم ہون جب اس مسئلہ کی
حقیقت ظاہر ہوگی پوشیدہ نرہی کہ آدمی سے دو طرح پر افعال صادر ہوتے ہین ایک
اس طرح پر کہ پہلے کسی چیز کا دل مین تصور کرے اور وہ چیز اس کی طبیعت کے موافق ہووے
پہر اس کے حاصل کرنے کی طرف حرکت کرے اور جو وہ چیز اس کی طبیعت کی مخالف
ہووے اس نفتے اس کی دل مین اس چیز سے نفرت وکراہت پیدا ہووے اور
اور اس کے ترک کرنے کی طرف حرکت کرے اور پہلے شہوت و نفرت کے فعل
اور ترک اس کا برابر تھا ممکن تھا کہ کرتا یا نہ کرتا پس آدمی کی اس حرکت کو حرکت
اختیاری کہتے ہین اور اس حرکت سے جو فعل صادر ہو وہ فعل اختیاری کہلاتا
ہے دوسری طرح کی حرکت جو بغیر تصور وخواہش پیدا ہوتی ہے جیسے رعشہ والے
کی حرکت اسکو حرکت جبری اور اضطراری کہتے ہین پس کوئی عاقل نہین قبول کرنے کا کہ
آدمی کے سب فعل جبری واضطراری ہین بلکہ اکثر ارادی واختیاری ہین لیکن یہان یہ اشکال
پیدا ہوتا ہے کہ علم وارادت ازلی وقضا و قدر الٰہی کے موافق افعال آدمی سے سرزد
ہوتے ہین پس اگر خدائے تعالے نے ازل مین جانا اور چاہا کہ فلان فعل فلان بندے سے
صادر ہووے اختیاری ہووے یا اضطراری ضرور صادر ہوگا اور اگر چاہا نہو ہرگز نہو گا۔
پس آدمی کو کسی فعل کے وجود مین لانے کا اختیار نہوا اس سے لازم آیا کہ آدمی اختیار
رکہتا ہے مگر اپنے اختیار مین اختیار نہین رکہتا چنانچہ کہا ہے مختار فی فعلہ ومجبور فی اختیارہ

لہ بالکسر مصدر ہے باب اکرام سے اور غیاث اللغات مین اس کے معنے لکہے ہین دشواری سلہ آدمی اپنے
کام کرنے مین مختار اور اپنے اختیار مین مجبور ہے کہ جو کچھ اس کی تقدیر مین لکہا ہے ناچار اسے وہ کرنا پڑتا ہے تفسیر
فتح العزیز مین حضرت مولوی شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے اس مسئلہ مین ایک تقریر لکہی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو
کہتے ہین کہ ہم نے یہ کام اس لئے کیا کہ ہماری تقدیر مین لکہا تھا وہ تقدیر کی حقیقت سے غافل ہین قضا و تقدیر کے معنے یہ ہین
کہ علم اللہ تعالے کا بسیط ہے اور ذرہ ذرہ کو شامل ہے پس وہ روز ازل سے جانتا ہے کہ فلان شخص فلان وقت مین
فلانا کام کرے گا وہی اس نے لوح محفوظ مین لکہدیا ہے اور وہی ہر شخص کی تقدیر ہے اگر یہ آدمی اس کام کا کرنے والا نہوتا
تو اللہ تعالے اس کی تقدیر مین کیون لکہتا جب تقدیر کے یہ معنے معلوم ہوئے تو اس سے ثابت ہوا کہ تقدیر آدمی کی اس کے
افعال کے تابع ہے نہ یہ کہ اس کے افعال اس کی تقدیر کے تابع ہون اب جو یہ کہتے ہین کہ ہماری تقدیر مین لکہا تھا جو ہم سے
یہ کام ہوا وہ تقدیر کے معنے الٹے سمجہے ہین کہ اپنے افعال کو تقدیر کے تابع سمجہتے ہین اور یہ الٹی تقدیر انکو سزا سے نہین بچا سکتی
اسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی حاکم اپنے دو نوکرون کو دو کامون کے لئے بہیجے اور اپنے قیافہ شناسی سے معلوم کرکے اپنی

یہ نہ کہئے کہ ظاہر مین اختیار ہے اور باطن مین جبر اس مقام پر عقل جبرا ہے اور عجز و سکوت کا اقرار کرتی ہے مرجع و مآل کلام یہ آیہ ہے ۔ ولا یسأل عما یفعل وھم یسئلون حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کہ استاد اہل طریقت و قدوہ اہل حقیقت ہین فرماتے ہین لا جبر و لا قدر ولکن امر بین امرین یعنے جبر مذہب فرقہ جبریہ کا ہے کہتے ہین کہ آدمی کو کچھہ اختیار نہین ہے اور اس کی حرکت جمادات کی حرکت کے مانند ہے اور قدر مذہب فرقہ قدریہ کا ہے کہتے ہین کہ سب کام آدمی کے اختیار مین ہین اور آدمی اپنے کام مین مستقل اور اپنے افعال کا خالق ہے یہ دونون باطل ہین اور افراط و تفریط کے دریا مین غرق ہین حق مذہب متوسط ہے ان دونون کے درمیان مین لیکن اس امر متوسط کے دریافت کرنے مین عقل حیران و سرگردان ہے اور حقیقت مین یہ حیرانی اور سرگردانی صرف اہل بحث و جدال کے لئے ہے جو عقل سے معتقدات کا ثابت کرنا چاہتے ہین اور جو چیز ان کے عقل مین نہ آوے اس کی تصدیق نہین کرتے اور اسپر ایمان نہین لاتے اور ایمان والون کے واسطے قرآن مجید اور شریعت اسلام کے احکام اس مدعا کے ثبوت پر دلیل قاطع ہین اللہ تعالے نے فرمایا واللہ خلقکم وما تعملون اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر کام اللہ تعالے کی قدرت و ارادے سے ہوتا ہے اور باوجود اسکے اطاعات و معاصی کو بندون کی طرف نسبت کر کے فرمایا۔ ما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون عمل پیدا کرنے کی نسبت اپنی طرف اور عمل کرنے کی نسبت بندون کی طرف ثابت کی پس ہمکو ضرور ایمان لانا اور اعتقاد کرنا چاہئے کہ دونون حق ہین اگرچہ ان کی حقیقت کو ہم نہ پہونچین اور ان کا بھید ہم پر نہ کھلے دوسرے یہ کہ ہر امر و نہی اور سب احکام مین ہم شرع کے تابع ہین اور مسئلہ قضا و قدر اور مسئلہ اختیار دونون ہم کو شرع سے معلوم ہوئے ہین اس لئے دونون پر ایمان لانا واجب ہے پھر نزاع و جدال کس واسطے ہے پس امر متوسط پر ایمان لازم ہے اور درحقیقت خوض کرنی اس مسئلہ مین گمراہی اور جہالت کا نشان ہے کون سے حقیقت اور کونسا عمل اس مسئلہ کی بحث پر موقوف ہے عمل کرنا چاہئے اور حقیقت کا عالم خدا ہی

اعملوا فکل میسر لما خلق لہ[1] اگر بعد خبر شارع کے تردد و خلجان دل مین باقی ہے تو اس سے بہتر مکھی اور دین کا فکر کرنا چاہئے کیونکہ ایمان کی حقیقت یہی ہے کہ جو کچھ شارع سے سُنے اسکی تصدیق کرے اور جو ایمان کو اپنے عقل کے حکم پر موقوف رکھتا ہے تو در حقیقت اپنی عقل پر ایمان لایا ہے اس مسئلے کی اثبات مین یہی رستہ چلنا کافی ہے اور یہی رسالہ کی وضع کے بھی موافق ہے اگرچہ قلم مین طغیانی ہے مگر کیا کیا جاوے حق تعالے ہم کو خطا اور خلل سے نگاہ رکھے اور ہم کو ہمپر نچھوڑے واللہ یضل من یشاء و یھدی من یشاء پیدا کرنے والا ہدایت اور ضلالت کا بندی مین خدائے تعالے ہے جس کو چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے سیدھی راہ پر لاوے پس جس کو وہ گمراہ کرے اوسکو راہ راست پر کوئی نہین لاسکتا اور جس کو وہ ہدایت کرے اُس کو کوئی گمراہ نہین کرسکتا اس پر قرآن و حدیث ناطق ہین اور باوجود اس کے قرآن مجید اور نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف ہدایت کی نسبت فرمائی اور شیطان اور بتون کی طرف

---

[1] عمل کرو پس ہر شخص آسان کیا گیا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے یہ ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے ساری حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ہر آدمی کا ٹھکانا مقرر کردیا ہے دوزخ مین یا جنت مین صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا نہ بھروسا کرین ہم تقدیر الٰہی پر اور عمل چھوڑ دین اس کے جواب مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرنا نہ چھوڑو کہ نشان دوزخی اور جنتی کا یہ ہے کہ جس کو اللہ نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے اوسپر وہ کام آسان کئے ہین جو اوسکو دوزخ مین لیجاوین اور جس کو جنت کیلئے بنایا ہے اوسپر جنت مین جانے کے کام آسان کئے ہین پس جب تم کو اللہ کی تقدیر کا حال معلوم نہین ہے تو اچھے عمل کرو اور جنتی ہونے کی نشانی اپنے اندر پیدا کرو شاید کہ جنتی ہو اور آپ نے یہ آیت سورہ لیل کی پڑہی۔ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری۔ جسنے دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا نیک بات یعنے دین اسلام کو پس آسان کرینگے ہم اوسپر رستہ آسائش کا اور جس نے نہ دیا اور اپنے تئین بے پروا سمجھا یعنے تکبر کیا اور جھٹلایا نیک بات یعنے دین اسلام کو پس آسان کرین گے ہم اوسپر رستہ سختی کا یعنے نیک کو توفیق دیتے ہین ایسی کامون کی کہ اس کو جنت مین لیجاوین اور بد پر آسان کرتے ہین وہ عمل کہ وہ اوسکو جہنم مین لیجاوین [2] اگر نری عقل سے شریعت کے سب احکام معلوم ہوسکتے تو رسولون اور کتابون کی کیا حاجت تھی پس مرتبہ قرآن و حدیث مقدم ہے ان کے آگے دلیل بے فائدہ ہے مولوی جلال الدین رومی نے فرمایا بیت پائے استدلالیان چوبین بود۔ پائے چوبین سخت بے تمکین بود [3] اللہ تعالے نے سورہ زمر مین فرمایا ذلک ہدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد و من یھدی اللہ فما لہ من مضل یہ ہدایت اللہ کی ہے راہ دکھاوے اُس کی طرف جسکو چاہے اور جسکو چاہے گمراہ کرے اللہ پس نہین ہے اس کے واسطے کوئی راہ پر لانے والا اور جسکو اللہ راہ دکھاوے اوسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہین اور نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ مین فرمایا۔ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ جسکو اللہ تعالے ہدایت کرے پس اوسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہین ہے اور جسکو وہ گمراہ کرے اسکا کوئی راہ پر لانیوالا نہین ہے۔

ضلالت کی نسبت فرمائی پس ان دونون پر ہم کو ایمان لانا اور اعتقاد کرنا چاہئے اور حقیقت مین ہدایت کے دو معنے ہین ایک راہ راست بتانی اور دوسرے راہ راست پر چلا کر مقصود تک پہونچانا یہ دوسرے معنے اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہین کسی دوسرے کا مقدور نہین اور پہلے معنے قران شریف اور نبی صلے اللہ علیہ و الہ وسلم کی ذات مین ثابت ہین کہ طریق مستقیم اور راہ راست کا بیان کرتے ہین لیکن راہ راست پر چلا کر مقصود تک پہونچانا خدا ہی کا کام ہے پس ظاہر مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کا سبب اور شیطان کو ضلالت کا سبب بنایا ہے اور حقیقت مین سب خدا کی طرف سے ہے واللہ الہادی و منہ التوفیق ۔

وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْکَافِرِ وَالْفَاسِقِ وَتَنْعِیْمُ اَھْلِ الطَّاعَاتِ بِمَا یَعْلَمُ اللّٰہُ وَیُرِیْدُہٗ وَسُؤَالُ مُنْکَرٍ وَّنَکِیْرٍ حَقٌّ اور عذاب قبر کا کافر و فاسق کے لئے اور نعمت فرمان بردارون کیلئے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ جانتا ہے اور اُسنے ارادہ کیا ہے اور سوال منکر اور نکیر کا حق ہے اہل سنت و الجماعت کی اعتقادات مین سے ایک قبر کا عذاب بھی ہے اور مراد قبر سے عالم برزخ ہے کہ دنیا اور آخرت کے درمیان واسطہ ہے اس عالم مین کافر و فاسق محنت و عذاب مین رہینگے اور مومن فرمان بردار عیش و نعمت مین اور منکر و نکیر دو فرشتے ہین عظیم الجثہ خوفناک اور کالی صورت آنکھین اُن کی نیلی قبر مین آتے ہین اور رب و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و دین اسلام کا سوال کرتے ہین اگر اللہ تعالی کی توفیق و تعلیم سے بندہ اُن کی سوال کا جواب درست و صحیح دیتا ہے اوسپر عیش و نعمت کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور قیامت تک نئی دولہن کی مانند آرام سے سوتا ہے اور وہ قبر اُس کے حق مین جنت کے باغ کے مانند ہوجاتی ہے اور اگر جواب ٹھیک نہین دیتا

لہ سورہ بقرہ کے اول مین فرمایا ذلک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین ۔ یہ کتاب کہ اس مین شک نہین ہے ہدایت کرتے ہے پرہیزگارون کو اور سورہ جن مین جنون کی زبانی فرمایا یہدی الی الرشد فامنا بہ یہ قران ہدایت کی طرف رستہ دکھاتا ہے پس ہم تو اسپر ایمان لائے ان آیتون مین اللہ تعالی نے ہدایت کی نسبت قران مجید کی طرف کی اور نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف ہدایت کی نسبت بہت آیتون مین کی ہے ان مین سے ایک یہ آیت ہے سورہ جمعہ مین فرمایا ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وہ اللہ ایسا ہے کہ پیدا کیا امیون یعنے ان پڑھون مین رسول انہین مین سے ایسا رسول کہ امی ہوکر پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتین اور سنوارتا ہے کرنے والا ہے اور اسیکی طرف سے توفیق ہے ۔

محنت و عذاب و دوزخ کا دروازہ اس پر کہولا جاتا ہے اور وہ قبر اس کی حق مین آگ کے پہاڑ کے مانند ہو جاتی ہے یہ سب آیات[۱] و احادیث سے ثابت ہے اسپر ایمان لانا چاہیئے اور اس کی کیفیت علم الٰہی پر سونپے چاہیئے کہ بدن کو زندہ کر کے روح اسمین ڈالکر یہ معاملہ ہوتا ہے یا نری روح کے ساتھ ہوتا ہے غرض جو کچھہ قادر مطلق مناسب جانتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے اسی طرح کرتا ہے بعض علما نے کہا ہے کہ گناہ گارون کے پاس جو فرشتے آتے ہین ان کا نام منکر و نکیر ہے اور فرمان بردارون کے پاس جو فرشتے آتے ہین ان کا نام مبشر و بشیر ہے لیکن یہ غریب ہے اور اس کا ذکر احادیث مین کم ہے اور کہتے ہین کہ سوال کرنے والے فرشتون کی بری جماعت ہے اُن مین سے بعضون کا نام منکر اور بعضون کا نکیر ہے ہر قبر مین دو فرشتے ان نامون کے آتے ہین جیسے نامہ اعمال کے لکھنے پر ہر بندہ کیلئے دو فرشتے مقرر ہین اور ممکن ہے کہ وہ ہی فرشتے ہون اور متعدد مکانون مین ایک ایک ہی وقت ان صورتون مین متمثل[۲] ہوتے ہون واللہ اعلم صاحب خلاصہ و بزازی نے اپنی فتاوے مین لکہا ہے کہ سوال بعد دفن کرنے میت کے ہوتا ہے بلکہ آدمیون کے غائب ہونے کے بعد اور جو میت کو تابوت مین رکہین دوسرے مکان پر لیجانے کی نیت سے اُس سے نہین کیا جاتا اگر کسیکو درندے نے کہا لیا اُس سے درندے کے پیٹ مین

---

[۱] سورہ مومن مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا النار یعرضون علیہا غدواً و عشیاً و یوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب پیش کیئے جاتے ہین وہ آگ پر صبح اور شام روز قیامت قایم ہونے کے دن ہم کہینگے کہ داخل کرو فرعون کی آل کو سخت عذاب مین کہ وہ جہنم کا عذاب ہے اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن آل فرعون پر سخت عذاب ہوگا اور اس سے پہلے عالم برزخ مین بھی صبح و شام ان پر عذاب ہوتا رہیگا اور یہ عذاب سوائے اُس عذاب کے ہے جو قیامت کو اُن پر ہوگا اُس لئے کہ واو عاطفہ مغایرت پر دلالت کرتی ہے اور سورہ نوح مین نوح علیہ السلام کو فرمایا اغرقوا فادخلوا نارا غرق کیئے گئے پانی پس داخل کئے گئے آگ مین فا تعقیب کے لئے ہے یعنے پانی مین ڈوبتے ہی آگ مین داخل ہوئے اور عالم برزخ مین عذاب کیئے جاتے ہین اور سورہ ابراہیم مین فرمایا یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت ثابت رکہتا ہے اللہ ایمان والون کو کلام ثابت کے ساتھ دنیا اور آخرت مین تفسیر جلالین و تفسیر کبیر و ترجمہ فارسی کلام مجید مترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ مین کلام ثابت کے معنے کلمہ طیب لکہے ہین اور لکہا ہے کہ یہ آیۃ عذاب قبر کے باب مین نازل ہوئی ہے اور قول ثابت سے یہان منکر و نکیر کے سوال کا جواب صحیح مراد ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ استنزہوا عن البول فان عامۃ عذاب القبر منہ بچو پیشاب سے پس اکثر عذاب قبر کا اس سے ہوتا ہے اور فرمایا اذا اقبر المیت اتاہ ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدہما المنکر و الاخر النکیر جب دفن کرچکتے ہین قبر مین میت کو تو آتے ہین اس کے پاس دو فرشتے سیاہ رنگ نیلی آنکھون والے ایک کا نام منکر ہے اور دوسرے کا نکیر ہے اور فرمایا۔ القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران قبر باغ ہے بہشت کی

[۲] [illegible]

سوال ہوتا ہے انتہے اور صحیح تر یہ ہے انبیا علیہم السلام سے سوال نہین ہوتا اگر ہوتا ہے تو
توحید اور احوال امت سے بطریق بزرگی اور تعظیم کے ہوتا ہے اور مومنین کے بچون مین
اختلاف ہے اکثر کہتے ہین کہ ان سے سوال ہوتا ہے مگر فرشتے سوال کے بعد ان کو تلقین کرتے
ہین کہ کہو اللہ تعالے میرا رب ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رسول ہین اور اسلام
میرا دین ہے یا اللہ تعالے اُن کو الہام کرتا ہے جیسے عیسےٰ علیہ السلام کو طفلی مین الہام کیا اور
مشرکین کے بچون مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے نے توقف کیا ہے اور بعض کہتے ہین آگ
مین جاوین گے بعض کہتے ہین جنت مین داخل ہونگے محمد بن حسین کہتا ہے کہ مین یقین رکھتا
ہون کہ اللہ تعالے کسیکو بغیر گناہ کئے عذاب نہین کرتا ہے اور جنون سے بھی سوال ہوگا
بدلیل حکم عام اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مسلمان جنون کے ثواب کی کیفیت مین توقف
کیا ہے اور کافر جن باتفاق عذاب کئے جاوین گے اور ابن عبد البر نے کہا ہے کہ کافر
مجاہر سے سوال نہین ہوتا بلکہ بے پوچھ اُس کو عذاب کرتے ہین اور منافق سے سوال ہوتا ہے
اور بعض شارحین نے کہا ہے کہ شہیدون اور رباط والون سے اور اُس شخص سے کہ جمعہ
کے دن یا جمعہ کی رات کو مرے سوال نہین ہوتا کہ اسباب مین ۔

---

۵۱ یعنے یہانتک فتاوے بزازی اور خلاصہ کا مضمون تہا اب ختم ہوگیا ہے ۵۳ اللہ تعالی نے سورہ انبیا مین فرمایا وہم یسئلون
اور وہ پوچھے جاوینگے پس اس مین آدمیون اور جنون کی کچھ تخصیص نہین ہے پس سب ہی پوچھے جاوین گے ۵۴ مجاہر جہر
سے ہے یعنے ظاہر وعلانیہ مین کافر اور ظاہر کافر ہوتا ہے اور سے منافق کہتے ہین فرمایا اُس سے سوال ہوتا ہے بسبب
اسلام ظاہر کے کہ دنیا مین ایمان کا اقرار کرتا تہا لیکن یہہ ایمان اُوسکا دنیا مین اُوسکو اس قدر مفید ہوا کہ اس کو اور اُس کے
اہل و مال کو امن دیا لیکن آخرت مین کچھہ مفید نہوگا بلکہ اس فریب کے سبب سے اور کافرون سے زیادہ عذاب کا مستحق ہوگا اللہ تعالی نے
سورہ نسا مین فرمایا ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار بے شک منافقین نیچے کے طبقے مین ہونگے آگ کے جسقدر جنت کے
درجات اوپر کو چڑہتے جاتے ہین۔ نعمت اور خوبیون کی زیادتی ہوتے جاتے ہے۔ اور جس قدر دوزخ کے درکات
نیچے کو ہوتے جاتے ہین۔ اوسی قدر عذاب کی شدت ہوتی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافقین کے
لئے اور کافرون سے زیادہ عذاب ہوگا۔ ۵۵ رباط کے معنے مضبوطی کے ہین اور جب لشکر دشمن کے مقابلہ
مین ہوتا ہے تو ایک چھوٹا لشکر کا دشمن کی فوج کے قریب راہ مین اُوترتا ہے۔ اور تہوڑے فاصلے پر تمام لشکر کہانے
پینے اور دفع حوائج ضروری مین مصروف رہتا ہے اور اُس چہوٹے لشکر کے بہروسے پر سب لوگ آرام کرتے ہین۔
جب غنیم ارادہ کرتا ہے۔ تو چہوٹا لشکر خبر دیتا ہے۔ اُسی وقت سب ہوشیار ہوجاتے ہین۔ اور چہوٹا لشکر نہایت
ہوشیار و مستعد رہتا ہے۔ اس سے اس کا نام رباط ہے اور ان رباط والون کا درجہ عالی اور ثواب بہت ہے

حدیثین وارد ہوئی ہین پر جمعہ کی حدیث ضعیف ہے اور ترمذی اور ابن عبد البر نے یہ بھی
کہا ہے کہ قبر کا سوال خاص اس امت عظمی کے لئے ہے اور ان کی عذاب کی اس
تعجیل مین یہ حکمت ہے کہ عالم برزخ مین گناہ کی آلائش سے پاک ہو کر قیامت
کو نہ گناہ انہین اور طحاوی نے بھی شرح عقیدہ مین ایسا ہی کہا ہے اور تعمیم و
توقف بھی نقل کیا ہے اور یہ بھی حدیثون مین آیا ہے کہ گناہ گار کی قبر مین ستر
ستر بچھو اور اژدہی ایسے ہون گے کہ اگر ان مین سے ایک بھی یہان ڈنک یا پہنکا
مارے تمام جہان کے درخت بلکہ ساری دنیا جلکر خاک ہو جاوے اور حقیقت
مین وہ سانپ اور بچھو بری صفتون کے خوفناک شکلین اور بری افعال کی ڈراونی
صورتین اور دنیا کے تعلقات کی بد زیب تصویرین ہون گی کہ اس عالم مین سانپ
اور بچھو بن گئے ہین اور عدد ستر کا کثرت کے لئے ہے یعنے سانپ اور بچھو بہت
ہون گے اپنے اپنے اعمال کے قدر کم و زیادہ نہ یہ کہ ہر قبر مین ستر ہی ستر ہون
گے یا شارع نے اصول صفات کے گنتی پر اطلاع دی ہے کہ بری صفتین اور گناہون
کی جڑین دنیا مین ستر ہین جسنے سب قسم کے گناہ کئے اور سب بری صفتین اپنی اندر پیدا
کین اسکی قبر مین پورے ستر ہون گے اور باقیون کے کم ان کے اعمال کے موافق اب
اسپر اور اس کے مانند اور امور آخرت پر کہ مخبر صادق نے انکی خبر دی ہے

لہ مشکوۃ کے باب ثواب المریض مین احمد و ترمذی سے یہ حدیث نقل کی ہے من قتلہ بطنہ لم تعذب فی قبرہ جو مرے پیٹ کی بیماری سے
جیسے استسقا یا اسہال قبر مین عذاب نہین کیا جاویگا اور ایسا ہی شہید کے واسطے فرمایا اور اسی باب مین بخاری و مسلم کی
روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے الشہداء خمسۃ المطعون والمبطون والغریق وصاحب الہدم والشہید فی سبیل اللہ شہید
پانچ ہین طاعون سے مرنے والا اور پیٹ کی بیماری سے اور ڈوبکر اور دیوار کے نیچے دبکر اور اللہ کے رستے مین لڑکر اور مظاہر
حق مین اس حدیث کی شرح مین اور بھی لکھے ہین ذات الجنب اور سل و دق اور زہر یا جانور کے کاٹنے یا پہاڑ سے یا
پاگھو تبیہ کے کچلنے سے مرنے والا اور حج یا عمرہ یا رمضان یا جمعرات یا بیت اللہ یا مدینہ طیبہ یا بیت المقدس مین
مرنے والا اور غیب شہادت اگرچہ گھر مین مرے وغیرہ وغیرہ قریب ستر کے طوالع الانوار حاشیہ درمختار سے نقل
کئے ہین ۱۲ لہ یعنے عذاب قبر کا سب کے لئے عام ہوتا اور توقف کہ خاص اسی امت کے لیے ہے یا سب کے لئے ہے
لہ اور اس سے زیادہ بھی آئی ہین مشکوۃ مین ہے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیسلط علی الکافر فی قبرہ
تسعۃ وتسعین تنینا تنہشہ وتلدغہ حتی تقوم الساعۃ لو ان تنینا منہا نفخ فی الارض ما انبتت خضرا البتہ کافر پر مقرر کیئے جاینگے
اور اسکی قبر مین ننانوے اژدہے اس کو کاٹتے اور ڈستے رہین قیامت تک اگر ایک اژدہا ان مین سے زمین مین پہنکارا مارے
نہ اوگاوے زمین سبزہ بردارمی کی روایت مین ہے اور ترمذی کی روایت مین ننانوے کی جگہ ستر آئے ہین لکھے نبی صلی اللہ علیہ والسلام

ایمان اور اعتقاد کرنی کی دو رستی ہین ایک یہ کہ سانپون اور بچھوون کا وجود باہر مین موجود ہے اور کاٹنا اُن کا میت کو واقعی ہے لیکن ہم ان کو سر کی آنکھون سے نہین دیکھہ سکتے اس واسطے کہ ان آنکھون سے ہر کوئی شخص عالم ملکوت کو نہین دیکھ سکتا مگر وہ جو عالم ملکوت تک پہونچ گئے ہین جیسے انبیا علیہم السلام اور بعض اولیاء رضی اللہ عنہم چنانچہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کو صورت ملکی مین دیکھتے تھے اور سوائے آپ کے اور کوئی نہین دیکھہ سکتا تھا مگر جسکو اللہ نے چاہا اور یہ دیکھنا آپ کا اور اونکو دکھلانا محض اللہ تعالی کی قدرت سے ہے خواہ اجسام ہون یا ارواح اگر کوئی سامنے ہو اور آنکھین کھولی ہو اور دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھے اور خدا تعالے نہ دکھائی تو ہرگز نہین دیکھہ سکتا اور جو وہ دکھانا چاہے تو ارواح کو بھی دیکھ سکتا ہے پس ایمان کا امتحان اور اعتقاد کی صحت اور متابعت اسی مین ہے اور دوسرا رستا یہ ہے اور وہ ادنی ہے کہ اعتقاد کرے کہ دیکھنا ان سانپ اور بچھوؤنکا خواب مین دیکھنے کے مانند ہے کہ سوتے کو دکھائی دیتے ہین اور انکا کاٹنا دیکھکر وہ متالم ہوتا ہے اور دیکھنے والونکو ظاہر مین کچھہ نہین کہائی دیتا مگر نایم کے حق مین اُنکا وجود موجود ہے اگرچہ مقصود اس سے بھی حاصل ہے لیکن ایسے اعتقاد والا ضعیف الایمان ہے اور پہلے کا ایمان محکم اور سالم ہے واللہ الموفق[1] وَالْبَعْثُ حَقٌّ اور اوٹھنا مردونکا قبرون سے اور تمام خلقت کا دوبارہ زندہ ہونا طق ہے کہ قرآن و حدیث[2] اسپر ناطق ہے اور دین مسلمانی کا مدار اسی مسئلہ پر ہے اور تعجب نہین ہے

---

[1] اور اللہ توفیق دینے والا ہے اور عقائد حقہ پر ثابت رکھنے والا ہے [2] سورہ مومنون مین فرمایا ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون پھر تحقیق تم قیامت کے دن اوٹھائے جاؤگے ۔ اور سورہ یس مین فرمایا قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ کہہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکو جلاوے گا وہ شخص جسنے پیدا کیا ہے اس کو پہلے بار اور سورہ حج مین مفصل بیان فرمایا یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا ۔ اے آدمیون اگر تم شک مین ہو مرنے کے بعد اٹھنے سے تو اُس کی دلیل یہ ہے کہ بے شک ہمنے تمکو مٹی سے پیدا کیا یعنے تمہاری اصل کو پھر نطفے سے پھر لہو کی پھٹکی سے پھر گوشت کی بوٹے سے پورا بنایا کسیکو اور ادھورا کسیکو تاکہ بتا دین ہم تمکو اور ٹھہرا رکھتے ہین رحمون مین جسکو چاہا ایک وقت معین یعنے نو مہینے یا دو برس پھر نکالا تمکو لڑکا پھر پہونچایا جوانی تک تمکو یعنے تیس سے چالیس برس تک اور بعضے کو مار ڈالا بلوغ سے پہلے اور بعضے کو پہونچایا بڑھاپے سن تک تاکہ نہ جانے بعد علم کے کچھہ پس جس شخص نے اتنے رنگ بدلے پھر رنگ مین اپنی انواع قدرتین ظاہر کین کیا وہ تمکو مرنے کے بعد نہین جلا سکتا پھر اسکے آگے دوسری دلیل بیان فرمائی وتری الارض ہامدۃ فاذا انزلنا علیہا الماء اہتزت وربت وانبتت من کل زوج بہیج اور دیکھا تو نے زمین کو سوکھی پس جب اوتارا ہمنے اوسپر پانی

کہ جو شخص عدم سے یہ تمام عالم وجود مین لایا اور محض نابود سے بود فرمایا وہ دوبارہ پیدا کرنے
پر بھی قادر ہے[1] وھو الذی یبدء الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ اور درحقیقت
آدمی کا بیج کہ اسکی پیدا ہونے اور نشو و نما یعنے بڑھنے کا سبب ہے قبر مین اور زمین کی جڑ مین
پوشیدہ باقی رہتا ہے اور اسکو عجب الذنب[2] کہتے ہین پس جس طرح گہاسون اور درختون کا
بیج ریت اور مٹی مین ملا ہوا جنگلون مین رہتا ہے اور برسات کا مینہ برستی ہے یک بارگی سب
درخت اوگ جاتے ہین اسی طرح آدمی اور تمام خلایق حشر کے روز دفعتاً پیدا ہو جاوینگی حدیث شریف
مین آیا ہے کہ قیامت کے دن آسمان سے ایک مینہ اس طرح کا برسیگا کہ اسکے سبب سے تمامی انسان
وحیوانات پہار وطیور وحشرات اور سب جہان پیدا ہو جاویگا اور اللہ تعالی انصاف فرماویگا
اور ایک کا بدلہ دوسرے سے دلاویگا اور مسلم واحمد کی حدیث مین ہے کہ قیامت کو تمام خلایق ایک
دوسرے سے بدلہ لین گے یہانتک کہ دنیا مین اگر سینگ والی بکری نے بے سینگ والی کو مارا ہوگا
ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹی کو ناحق ستایا ہوگا یہ بھی ایک دوسرے سے قصاص لین گی۔
جبکہ باوجود نہونے تمیز اور تکلیف کے جانور ونمین قصاص ہوگا تو بعض علما نے اسی پر قیاس کر کر
کہا ہے کہ ایک لڑکی کا بھی دوسرے سے بدلا دلایا جاویگا اور بعد بدلا لینے کے تمام حیوانات معدوم
کر دیے جاوینگے اور جن حیوانونکو ذبح کر کے کہایا ہے وہ بہشت کی خاک بنایجاوینگے اور یہ موت
اور زندگی قیامت کو صور کے نفخون سے ہوگی پہلا نفخہ قیامت کے شروع مین ہوگا کہ جس سے
تمام اہل زمین کے دلونمین دہشت اور ہول پیدا ہوگا اور انپر ایسا خوف اور وحشت چھا جاویگی
اور تمام جاندار ہلاک ہو جاوینگے اور مر جاوینگے اور ایسا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہے ویوم ینفخ فی

---

[1] یہ آیہ سورہ روم مین سے اور وہ ایسا ہی جسنے پہلے بار بنایا خلقت کو پہر دوبارہ ویگا اسکو اور وہ آسان اسپر ۱۲ سلّمہ
[2] منتخب مین سے کہ عجب مین عین کا زبر اور جیم ساکن ہو تو اسکے معنے ہین جڑ اور بیخ اور دیگ کی تہ اور ذنب مین ذال نقطہ دار
اور نون دونونکا زبر ہو تو اس کے معنے دم ہین پس عجب الذنب کے معنے ہوئے دم کی جڑ اور یہان ایک ہڈی سے مراد ہے
کہ پشت کے اندر ہوتی ہے اور وہی آدمی کا بیج ہے کہ خاک مین باقی رہتا ہے ۱۲ سلّمہ، مشکوۃ مین ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما بین النفختین اربعون قالوا یا ابا ہریرہ اربعون یوما قال
ابیت قالوا اربعون شہرا قال ابیت قالوا اربعون سنۃ قال ابیت ثم ینزل اللہ من السماء ماء فینبتون کما ینبت البقل قال ولیس
من الانسان شیء الا یبلی الا عظما واحدا وھو عجب الذنب ومنہ یرکب الخلق یوم القیمۃ متفق علیہ یعنے درمیان دونون نفخون کے
چالیس کا فاصلہ ہوگا پوچھا لوگون نے اے ابا ہریرہ یہ مدت چالیس روز کی ہوگی - کہا مین نہین جانتا پھر کہا اونہون نے
کیا چالیس مہینے کی ہوگی کہا کہ مین نہین جانتا پھر کہا کیا چالیس برس کی ہوگی کہا مین نہین جانتا پھر فرمایا نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پھر اوتاریگا اللہ تعالے آسمان سے پانی پس اوگین گے اور پیدا ہونگے آدمی اور جانور جیسے کہ اوگتا ہے سبزہ
فرمایا کہ آدمی مین کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ پرانی نہو یعنے سب عضا اسکے پرانی اور بوسیدہ ہو جاتے ہین مگر ایک ہڈی کہ

الصور ففزع من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء الله اور فرمایا ونفخ فی
الصور فصعق من السموات ومن فی الارض الا من شاء اور دوسرا نفخہ مردون کے اٹھنے کیلئے
ہوگا کہ اسکے ہوتے ہی تمام مردے قبرون سے اٹھہ کھڑے ہونگے اور میدان حشر کیطرف دوڑینگے
چنانچہ اسی آیت کے آگے فرمایا ثم نفخ فیہ اخری فاذاہم قیام ینظرون اور اور جگہہ فرمایا ونفخ
فی الصور فاذاہم من الاجداث الی ربہم ینسلون اور دونون نفخون کی درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوگا
من فی السموات ومن فی الارض کے جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ اس فزع وصعق کا اثر تمام اہل آسمان اہل زمین کو
پہونچے گا جن ہون یا آدمی یا فرشتے الا من یشاء الله اس سے جبرئیل ومیکائیل واسرافیل
وعزرائیل اور فرشتے دوزخ اور جنت کے اور عرش کے اوٹھانے والے اور حورین اور تمام
شہدا ارادہ کئے ہین رضی الله عنہم اجمعین - لفظ قیامت کا کبہی نفخہ ثانی کے زمانہ پر اطلاق کرتے
ہین اور کبہی نفخہ اول کے وقت سے جنت مین داخل ہونے تک کے سارے زمانے
کو قیامت بولتے ہین اگر عبرت کی نظر سے دیکھین اور غور کرین ہر روز سب پر یہ حال گزرتا
ہے اور قیامت سے غافل ہین اور شارع کی خبرون مین شک کرتے ہین اور نہین خیال
کرتے کہ ہر روز جب شام ہوتی ہے اور رات کی اندہیری ظہور کرتی ہے سب جانورون اور
آدمیون پر ہول اور خوف اور دہشت اور وحشت غالب ہوتی ہے کہ اپنے اپنے گہرون اور
گہونسلون اور کونون اور سوراخون مین گہس جاتے ہین اور جب رات ہوجاتی ہے سب سوجاتے

ﻟﻪ یہ آیہ سورہ نمل مین ہے یاد کرا سدن کو کہ پہونک مارے جاوینگے صور مین پس گہبرا جاوینگے جو آسمانون مین ہین اور جو زمین مین ہین مگر جسکو چاہے الله تعالے ﺳﻪ یہ آیہ سورہ زمر مین ہے اور پہونک مارے جاوینگے صور مین پس بے ہوش ہوکر پڑینگے جو آسمان مین ہین اور جو زمین مین ہین مگر جسکو الله چاہے بے ہوش ہوکر گرنے سے ہلاک ہونا مراد ہے پہلے نفخہ سے سب مرجاوینگے دور ماضی کے صیغے تحقیق کے واسطے لائے ہین یعنے یہ صور کا پہونکنا اور سب کا ہلاک ہونا ایسا یقینی ہے کہ گویا ہو ہی چکا ۱۲
ﺳﻪ یہ آیہ سورہ زمر مین ہے پہر پہونک ماری گئی اس مین یعنے صور مین دوبارہ پس ناگہان وہ کہڑے ہوگئے کہ دیکھتے ہون گے کہ صفت زندگی کی ہے یعنے دوسرے نفخے کے ساتہ ہی سب زندہ ہوجاوینگے - ۱۲ ﻋﻪ یہ آیہ سورہ یس مین ہے اور پہونکا جاوے گا صور مین پس دفعتاً وہ قبرون سے اپنے پروردگار کی طرف دوڑینگے ۱۲ - ﻫﻪ منتخب مین ہے کہ فزع فے کے زیر اور زے نقطہ دار کے زیر سے ہے بمعنے ترس اور بیم اور یہان اضطراب سے مراد ہے جو صور کے پہلے نفخہ سے جاندارون پر ہوگا اور انہی مین ہے کہ صعق صاد بے نقطہ کے زیر سے بے ہوش ہونے اور مرنے کو کہتے ہین اور یہ صاعقہ سے نکلا ہے الله تعالی نے سورہ اعراف مین فرمایا وخر موسے صعقا اور گر ہوئے موسے بے ہوش جیسا بجلی کا مارا اور یہان اس بے ہوشی اور ہلاکت سے مراد ہی جو بعد اس اضطراب کے صور کی آواز کے صدمے سے جاندارون پر واقع ہوگی - ﻟﻪ صاحب غیاث اللغات نے کنز اللغات سے

٣٧

ہین اور بے حس و حرکت ہوجاتے ہین گویا کہ ہلاک ہوگئے اور مر گئے یہ حال نفخۂ اول کے اثر کے
مانند ہے اور جب صبح ہوتی ہے دفعتاً بے اختیار سب کے سب جاگتے ہین اور اوٹھ
بیٹھتے ہین اور کہڑے ہوکر چلتے پھرتے ہین یہ سرگزشت نفخۂ ثانیہ کے تاثیر کے مانند ہے
فسبحان القادر یحیی ویمیت والیه النشور + والوزن حق اور تولنا بندون کے
عملون قیامت کے دن حق ہے اگرچہ اللہ تعالے کا علم سب چیزون کو محیط ہے لیکن
اس تولنے مین حکمتین ہین ان مین سے ایک حکمت تو یہی ہے کہ ہر بندیکا حال سب خلقون
پر کہل جاوے اور برے بہلے کی حقیقت ظاہر ہوجاوے باقی اور سب حکمتین اپنی
وہی خوب جانتا ہے اس پر ایمان لانا چاہئے اور کیفیت تولنے کی اور ترازو کی اللہ
تعالے کے علم پر سونپنے چاہئے کہ ایمان لانے کو اسیقدر کافی ہے اور تحقیق یہ ہے
کہ وہ ترازو حقیقی ہے اور اس کے دو پلڑے اور ایک ڈنڈی اور زبان ہے کہ
کہ معلوم ہوتی ہے اور دکہائی دیتی ہے اور ہر پلڑا اُس کا زمین و آسمان کی مقدار
سے زیادہ ہے سلمان رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ اگر زمین و آسمان اور جو
کچھہ ان مین ہے تمام ایک پلڑے مین رکہین تو سما جاوے نیکیون کا پلڑا عرش کے
دہنی طرف جنت کے سامنے اور بدیون کا پلڑا عرش کے بائین طرف دوزخ کے مقابل ہوگا
بعضے کہتے ہین کہ ترازو سے مراد وہ چیز ہے کہ اعمال کا اندازہ اس سے معلوم ہو غرض
کسی طرح کی ہو اصل مقصود عدل ہے اور میزان اُسکی تمثیل ہے یہ کلام معضون کا تاویل
ہے اور اصل وہی میزان ظاہری ہے جسکا بیان حدیث مین آیا ہے اوسی پر ایمان لاوین اور
عقل کی حیلہ پردازی سے اپنے ایمان مین خلل نڈالین اور موزون یعنے تولنی کی چیز یا
عمل ہین کہ اللہ تعالی اپنی قدرت سے نیکیونکی صورتین نورانی اور بدیونکی جسم ظلمانی بناویگا
اور تولیجاوینگے یا اعمالکے صحیفے کہ اللہ تعالے ان کے کامونکے موافق انکو ہلکا اور بہاری کردیگا +

پس پاک ہے سب نقصانون سے اور وہ قادر ہے کہ اپنی قدرت سے جلاتا ہے اور مارتا ہے اور سب قیامت کو اوسی کی طرف دوڑنے
والے اور اوسکے سامنے حاضر ہونے والے ہون گے ۱۲ منه سورہ اعراف مین فرمایا ہے والوزن یومئذ الحق اور تولنا
اعمال نامون یا اعمال کا آج کے دن حق ہے ۱۲ منه اللہ تعالے نے سورۃ قارعہ مین فرمایا ہے فاما من ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیة
پس جسکے وزن بہاری ہونگی پس وہ عیش مین ہے راضی یعنے جنت مین داخل ہوگا اور وہان چین کریگا واما من خفت موازینه فامه هاویة اور
جسکے بوجہ ہلکی ہوئے پس اسکی جا ہے ہاویہ یعنے آگ جہنم کی کہ وہ اسمین داخل کیا جاویگا اور وہان عذاب کیا جاوے گا +

کہ بطاقہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور بطاقہ کاغذ کے ٹکڑے کو کہتے ہین جس مین زر کی اسناد
جیسے ہنڈوے قبالہ وغیرہ اور یہان یہ مراد ہے کہ اگر کسی کی نیکیون کا پلڑا ہلکا ہوگا اشہد ان
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک کاغذ پر لکھکر رکھدین گے وہ نہایت بھاری ہو جاویگا
اور بعضون نے حدیثون کی تطبیق کی ہے اور قائل ہوئے ہین کہ یہ دونون یعنے اعمال و صحائف
تولے جاوینگے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ اس آیت مین
موازین لائی کہ جمع میزان کی ہے سو یہ باعتبار تعدد اشخاص کے ہے کہ ہر شخص یا ہر بندی
یا ہر عمل کے لیے ایک ترازو علیحدہ ہوگی یا باعتبار تعدد اوزان کے ہے یا اس ترازو کے اجزا
اور عظمت کے سبب سے فرمایا ہے اور اس شخص کے اعمال کا تولنا جس کی ایک بھی نیکی نہو
یا اس نے ایک بھی بدی نکی ہو محض واسطے اظہار فضیحت و منقصت کی یا شرف و کرامت کی ہوگا
اور کافر کے اعمال تولنے مین بھی یہی حکمت ہے کہ اس کے لئے ایک بھی نیکی نہوگی کہتے ہین کہ
آخرت کی میزان کے پلڑے کا بھاری اور ہلکا ہونا دنیا کے ترازو کے خلاف ہوگا یعنے وہان وہ پلڑا
بھاری ہوگا جو اوپر کو اوٹھ جاویگا اور وہ ہلکا ہوگا جو نیچے کو جھک جاویگا لیکن بطاقہ کی حدیث اسکا رد کرتی
ہے واللہ اعلم وَالْکِتَابُ حَقٌّ اور وہ کتاب کہ اسمین نیکیان اور بدیان اور طاعت و معصیت

۱؎ بطاقہ کے معنے چھٹے مین اور جس حدیث مین اس چھٹے کا مذکور ہے مشکوٰۃ کی کتاب الفتن باب الحساب والقصاص
والمیزان کی دوسری فصل مین ترمذی و ابن ماجہ سے بروایت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اللہ سیخلص رجلا من امتی علی رؤس الخلائق یوم القیامۃ فینشر علیہ تسعۃ وتسعین
سجلا کل سجل مثل مد البصر ثم یقول اتنکر من ہذا شیئا اظلمک کتبتی الحافظون فیقول لا یا رب فیقول افلک عذر قال لا یا رب
فیقول بلی ان لک عندنا حسنۃ وانہ لا ظلم علیک الیوم فتخرج بطاقۃ فیہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ و
رسولہ فیقول احضر وزنک فیقول یا رب ما ہذہ البطاقۃ مع ہذہ السجلات فیقول انک لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفۃ
والبطاقۃ فی کفۃ فطاشت السجلات وثقلت البطاقۃ فلا یثقل مع اسم اللہ شیء بے شک اللہ تعالے کا ایک شخص میری
امت مین سے خلایق کے روبرو قیامت کے دن بہر کھولیگا ننانوے طومار لنبائی مین درازی بصر کے مانند ہوگا پہر
اللہ تعالے اسکو فرماویگا کیا تو انکار کرتا ہے ان مین سے کسی چیز کا ان طومارون مین سے کیا ظلم کیا ہے تجھپر میرے
لکھنے والون نے کہ تیرے کرنیسے کاموں کے نگہبان تھے پس کہیگا وہ شخص کہ نہین اے پروردگار میرے مین کچھ انکار
نہین کرسکتا اور نہ مجھپر تیرے کاتبون نے ظلم کیا ہے پہر اللہ تعالے فرماویگا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے کہ تونے یہ کام
سہو سے کئے ہین یا خطا یا جہلا کہیگا اے پروردگار میرے کچھ عذر نہین ہے پس اللہ تعالے فرماویگا ہان ہمارے پاس تیری
ایک نیکی ہے اور آج کے دن تجھپر ظلم نہوگا یعنے تیری نیکی کا ثواب کم ندیا جاویگا اور تیرے عذاب مین زیادتی نہوگی پہر ایک
چھٹے نکالی جاوے گی اس مین لکھا ہوگا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ یعنی یہ وہ کلمہ ہوگا جو اول بار
کہا گیا اور دفعہ کا ہوگا جو مقبول ہوگیا ہے پہر اللہ تعالے فرماوے گا کہ اپنے عمل کے وزن پر حاضر ہو کہیگا اے میرے
پروردگار کیا حقیقت ہے اس چھٹے کی ان طومارون کے سامنے اللہ تعالی فرماویگا کہ تحقیق تو نہین ظلم کیا جاوے گا

بندون کی لکھے ہین حق ہے مومنون کے اعمالنامے اُن کے دہنے ہاتھ مین منہ کے سامنے سے
دئیے جاوین گے اور کافرون کے بائین ہاتھ مین ان کے پیٹھ کے پیچھے سے دئیے جاوین گے اور یہ سبب
مومنون اور کافرون مین تمیز ہونے کے لیئے ہوگا کہ جس سے مومن کی عزت اور کافر کی رسوائی
اور ذلت ظاہر ہو یہ مومن فرمان بردار اور کافر کا حال بیان ہوا اور مومن گناہگار کے حال مین
اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ان کو دہنے ہاتھ مین دیئے جاوین گے لیکن بعد سزا کے جب آگ مین
سے نکالے جاوین گے بعضے کہتے ہین کہ پہلے دین گے لیکن پڑھنے کا اذن آگ سے نکلنے
کے بعد ہوگا بعضے کہتے ہین کہ داہنے اور بائین سے نہین بلکہ سامنے سے دئیے جاوین گے بعضے
کہتے ہین کہ ہاتھ مین نہین دین گے بلکہ انکا احوال پڑھکر سنا دیا جاویگا اور حق یہہ ہے کہ اسباب
مین کوئی نص صریح قرآن مین وارد نہین ہوئی اسلیئے عاصی کا حال اسباب مین موقوف ہے اور یہ
جتنے احتمالات بیان ہوئے بطریق اجتہاد و استنباط کے بیان کیئے گئے ہین واللہ اعلم وَالْحِسَابُ
حَقٌّ مقصود کتاب سے حساب ہے جب کتاب حق ہے حساب بھی حق ہے وَالسُّوَالُ
حَقٌّ اور پوچھنا اللہ تعالے کا بندون سے کہ دنیا مین کیا کیا کام کیئے اور کون سے طاعت
بجالائے اور کونسا گناہ کر کے آئے حق ہے اور فرشتون سے بھی حساب لیا جاویگا حدیث شریف
مین آیا ہے کہ اول جبرئیل امین سے پوچھا جاویگا کہ وحی کی امانت پیغمبرون کو کس طرح پہونچائی

له سورہ بنی اسرائیل مین فرمایا ونخرج له یوم القیمة کتابا یلقاه منشورا - اور نکالین گے ہم قیامت کو کتاب کہ پاویگا اسکو فرمان
پیٹے کہلا ہوا سله انشقاق مین فرمایا فاما من اوتی کتابه بیمینه فسوف یحاسب حسابا یسیرا پس جو شخص دیا گیا نامہ اعمال
اپنا داہنے ہاتھ مین پس قریب ہے کہ آسانی کے ساتھ حساب کیا جاویگا - واما من اوتی کتابه وراء ظهره فسوف یدعو ثبورا ویصلی
سعیرا - اور جو شخص دیا گیا اپنا اعمالنامہ پیٹھ کے پیچھے سے پس قریب ہے کہ پکاریگا موت کو اور بٹھایا جاویگا آگ مین اور سورہ حاقہ
مین فرمایا واما من اوتی کتابه بشماله فیقول یالیتنی لم اوت کتابیه - اور جو دیا گیا اپنی کتاب بائین ہاتھ مین کہیگا اے کاشکے نہ دیا
جاتا مین اپنی کتاب سله غیاث مین کشف و لطائف سے نقل کیا ہے کہ نص نون کے زبر اور صاد بی نقطا کی تشدید سے
ہے اسکے معنے آشکار کرنا اور علم اصول کی اصطلاح مین ایسی آیت کو کہتے ہین کہ اپنے ظاہری الفاظ سے مضمون کو آشکار کردکر
جیسے اللہ تعالے کا قول ہے سورہ بقرہ مین واحل اللہ البیع وحرم الربوا کفار نے کہا کہ بیاج بیع کے مانند ہے اسکی جواب
مین فرمایا کہ حلال کیا اللہ نے بیع یعنے بیچنے اور خریدنے کو اور حرام کیا بیاج کو پھر کیونکر دونو برابر ہوئی + سله موقوف کے
معنے کہڑا کیا گیا اور فقہا کی اصطلاح مین ایسی چیز پر بولتے ہین کہ اسکی بابت کچھہ حکم نہ دے سکین گویا چل نسکی کہڑے رہ گئی +
سله اجتہاد الف کے زیر سے ہے اور اسکے معنے کوشش کرنے اور راہ صواب ڈہونڈہنی اور فقہا کی اصطلاح مین کلام اللہ اور حدیث
اور اجماع سے قیاس کر کے مسائل شرعیہ کا نکالنا ہے اُن شرایط کے ساتھ کہ کتب اصول مین مرقوم ہین جیسے قرآن مجید کی آیات
کے شان نزول اور ناسخ و منسوخ اور احادیث کی قوت و ضعف اور ان کے اقسام اور روات کی حالات سے واقفیت
پوری حاصل ہونی اور محاورات زبان عرب اور صرف و نحو وغیرہ علوم زبان تازی کے متعلق ہین اُن مین کامل ہونا اور استنباط کے

اور بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ پہلے لوح سے حساب ہوگا اُس کو حاضر لاوین گے اور وہ اللہ
تعالی کی ہیبت سے کانپتے ہوگی حکم ہوگا کہ تو نے جبرئیل کو جو علوم پہونچائی اُن کا کون گواہ ہے
عرض کرے گی کہ میرا گواہ اسرافیل ہے اسرافیل کو حاضر کرین گے اور سب کے بدن پر اللہ تعالے
کی عظمت اور اُس کے سوال کی ہیبت سے لرزہ پڑا ہوگا اس کے بعد پیغمبرون کو حاضر کرین گے
اور ان سے رسالت کے ادا کرنے کا اور اس امانت کے پہونچانے کا سوال ہوگا پہر سب سے
سوال ہوگا عبادات مین اول نماز کا[1] سوال ہوگا اور معاملات مین خون کا اور نیکیان ظالم کی
مظلوم کو دی جاوین گی اور بدیان مظلوم کی ظالم پر رکہی جاوین گی حدیث شریف مین آیا ہے
کہ ایک دانگ[2] کے بدلے سات سو نمازین مقبول دی جاوین گی اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ اگر
فرض کیا جاوے کہ ایک مرد کو ستر پیغمبرون کا ثواب ہو اور آدہے دانگ کسی کے اُسپر
آتے ہون تو جب تک اپنے دشمن کو راضی نکر لے گا بہشت نہین جا سکیگا کیا حال ہے اُسکا
جس کو ایسا دن درپیش ہو اور وہ عیش و عشرت مین مصروف ہو اور کبہی جو کچہ مینے پایا ہے
کسی نے نہین پایا اور جو مین سمجہا ہون کوئی نہین سمجہا عوام دنیا کے محبت کی غفلت سے بے
ہوش ہین اور علما گفتگو ورد و کد مین مصروف ہین صوفی طامات[3] اور حقیقت خوانی مین محو ہین
لیکن عالم آخرت سے سب بے خبر اور غافل ہین تمام دن افسانہ خوانی مین مشغول رہتے ہین
موت اور آخرت کے احوال کا ایک دم بہی قصد نہین کرتے انا للہ وانا الیہ راجعون[4] اسپر بہی خدا ئے
تعالی کی رحمت کا یہ حال ہے کہ اگر چاہے گا مدعیون کو اسطرح راضی کر دیگا کہ اول انکو جنت دور سے
دکہا دیگا اور فرمائے گا اسکو کون خریدتا ہے وہ کہینگے اے خداوند اسکو کون خرید سکتا ہے +

[1] بیت روز محشر کہ جان گداز بود - اولین پرسش نماز بود + [2] غیاث مین ہے کہ دانگ کے وزن مین بہت اختلاف
ہے لیکن اکثر ثقات کے تحقیق یہی ہے کہ دانگ کا وزن چہہ رتی ہے اور دانق اسکا معرب ہے [3] غیاث مین رشید سے و
کشف اللغات و برہان قاطع و بہار عجم سے نقل کیا ہے کہ طامات کے معنے صوفیون کا لاف و گزاف اور ہرزہ درائی ہے
کشف و کرامات کے اظہار مین اور اصل لفظ عربی ہے میم کی تشدید سے اور فارسیون نے تخفیف کے ساتہ استعمال کیا ہے
[4] یہ آیہ سورہ بقرہ مین ہے تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہین اور اسی کی طرف جانے والے ہین اسکا نام کلمہ استرجاع
ہے اور اکثر مصیبت کے وقت اسکو پڑہتے ہین مصنف نے اس مقام پر اسلئے لکہا ہے کہ اس کو اپنے برادران دین
کے اس غفلت پر کمال غم ہوا اور کلمہ مصیبت کا زبان پر لایا کہ دنیا کے مصیبت سے دین کے مصیبت نہایت سخت
ہے پہلے زمانے مین اگر کسی کی ایک نماز قضا ہو جاتی ہے تو وہ اس کلمہ استرجاع کو اس قدر کثرت سے اور با واز
بلند رو رو کر پڑہتا تہا کہ محلے والے یہ سمجہکر کہ شاید اُن کے ہان کوئی مر گیا ہے تعزیت کو آتے تہے اب پر ہے نہ قضا کی الٰہی اس
غفلت سے بچائی و نعم ما قیل بیت خورشید قیامت کا سر پر تو اب آ پہونچا - غفلت کو جگا دیا کس نیند پہ سوئی ہے +

اور اتنی قیمت کس کے پاس ہے حق تعالی فرماویگا تم خرید سکتے ہو اور اس کی قیمت تمہارے ہاتھ مین ہے اگر یہ حق اپنا جو اس بھائی مسلمان پر رکھتے ہو اُسکو معاف کر دو اور اسکو بری الذمہ کر دو تو اوسکے عوض مین یہ جنت تمکو ملجاوے پس راضی ہو جاوینگے اور بخشدینگے اور یہ بھی حدیث شریف مین آیا ہے کہ سوال کے وقت اللہ تعالی مومنون کو اپنی رحمت و مغفرت کی پردے مین ڈہانک لے گا اور اُن سے اسطرح پوچھے گا کہ کسیکو خبر نہو گی اور فرماویگا جس طرح دنیا مین ہمنے تمہارے گناہونکو چھپایا آج اپنی رحمت سے بخشدیا اور نیکیونکی اعمالنامے اُن کے ہاتھ مین دے دیگا اور کافرون و منافقون کو فضیحت کریگا منادی آواز دیگا الا لعنة اللہ علی الظالمین سبحان ذی العدل القوی والفضل العظیم اگرچہ اُسکا فضل کام کرتا ہے لیکن خوف اُس کے عدل سے ہے بیت - اگر در دہد یک صلائی کرم - عزازیل گوید نصیبے برم ۔ بیت جو آواز بخشش کی دیوے خدا - تو شیطان کہے مین بہشتی ہوا ۔ بیت تو سنی دوسری اور سنئے بیت بہ تہدید گر برکشد تیغ حکم - بمانند کروبیان صُم و بکم - بیت ڈرانے کو بھی حکم کی تیغ گر - وہ کھینچے فرشتے ہون سب گنگ و کر - ایک جگہہ قرآن شریف مین فرمایا ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون دوسری جگہہ فرمایا لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون سوائے عجز اور بیچارگی کے ہمارا کام نہین ہے ہم کو دونون پر ایمان لانا چاہیئے باقی حکم اُس کا ہے ۔ واللہ علی کل شیٔ قدیر - **والحوض حق**

اور حوض حق ہے اللہ تعالے حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو قیامت کے دن ایک حوض عطا فرماوے گا اُس کا نام کوثر ہے -

---

ف یہ آیہ سورہ ہود مین ہے آگاہ ہو جاؤ کہ لعنت اللہ کی ہے ظالمون پر منتخب مین ہے لعنت لام کے زبر سے ہے اس کے معنے نفرین ہین اور شرع شریف مین لعنت کے معنے ہین اللہ کی رحمت سے دور ہونا ۱۲ - ف پاک ہے ہر نقصان سے صاحب عدل قوی کا اور صاحب فضل بڑے کا یعنے عدل مین سب سے پورا اور فضل مین سب سے بڑا ۱۲ ف یہ آیہ سورہ یونس مین ہے آگاہ ہو کہ تحقیق دوست اللہ کے نہین خوف ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہون گے یہ قیامت کا بیان ہے کہ حشر کو کسی قسم کی شدت ان کو نہ پہونچے گی کہ انکو اُسکا خوف ہو اور نہ کوئی مطلب و مقصد ان کا فوت ہو گا کہ جس کے سبب سے وہ غمگین ہون گے ملا حسین واعظ نے تفسیر حسینی مین عین المعانی سے نقل کیا ہے کہ ولی کے معنے یہ ہین کہ اُسکی دیکھنے سے خدا یاد آوے اور بحر الحقائق سے بیان کیا ہے کہ ولی وہ ہے کہ اپنے نفس کا دشمن ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ جو صرف اللہ تعالے کے واسطے آپس مین دوستی رکھین اور کشف الاسرار مین ہے کہ ولی وہ ہے جو ظاہر مین شریعت کا مظہر ہو اور باطن مین نور فقر سے منور ہو - نظم رخش زمیدان ازل تاختہ - گوئی بچوگان ابد باختہ + معتکفان حرم کبریا - شستہ دل از صورت کبر و ریا بو راہ نوردان شکستہ قدم - راز کشایان فرمانبر دم + لیکن اس آیہ کے معنے اور تفسیر اسکی آگے ہی موجود ہے الذین آمنو ا

اور آیہ کریمہ ۹ انا اعطیناک الکوثر مین اُس کا بیان ہے وہ حوض مربع[۲] ہے اور اُس کے ایک ضلع کا طول ایک مہینے کا رستا ہے اُس کا پانی دودہ سے زیادہ سفید مشک سے زیادہ خوشبودار شہد سے زیادہ شیرین برف سے زیادہ ٹھنڈا[۳] ہے اور آبخورے جو کوزے رکھے ہین وہ گنتی مین آسمان کے تارون سے زیادہ اور اُنسے زیادہ چمکدار ہین جو کوئی ایک بار اُس کا پانی پیئے گا ابد تک کبھی پیاسا نہوگا اور اس حوض کا طول حدیثون مین مختلف آیا ہے اور اُسکا سبب مخاطبون کے احوال کی رعایت ہے چنانچہ آپنے اہل یمن سے من صنعاء[۴] الی عدن اور اہل شام سے اور کچھہ فرمایا پس ہر شخص کو جو مسافت معلوم تھی اور اس کی زبان مین مشہور تھے اس کو وہی ارشاد فرمائے اور بعضی حدیثون مین اس کے طول کی حد زمانہ کے ساتھ بھی بیان فرمائی ہے کہ اگر اسقدر زمانے تک راہ طے کی جاوے تو اس کے طول کے برابر ہو جیسے اوپر مذکور ہوتے ایک مہینے کی راہ حاصل سب کا یہ ہے کہ وہ حوض عظمت مین بہت ہی بڑا ہے اور کہتے ہین کہ ہر پیغمبر کے واسطے ایک حوض ہوگا ان کے قدر اور مرتبہ کے موافق اور قرطبی نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو حوض ہون گے کہ دونون کا نام کوثر ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ علی مرتضے رضی اللہ عنہ حوض کوثر کے ساقی ہون گے آج کے دن جو کوئی ان کی محبت سے سیراب اور ان کی لقا کا پیاسا نہین ہے اُس حوض مین سے اسکو پانی پینا مشکل ہے

[۱] یہ سورہ کوثر کی پہلی آیت ہے بے شک دیا ہمنے تجکو کوثر تفسیر کبیر اور اور تفسیرون مین کوثر کے بہت معنے لکھے ہین پر یہان اوسی حوض سے مراد ہے جو نبی صلے اللہ والہ وسلم کو حق تعالے نے حشر کے دن عطا فرمادیگا اور تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہے کہ ایک جنت کی نہر سے اس حوض مین پانی آتا ہے اس کا نام بھی کوثر ہے [۲] مربع اس شکل کو کہتے ہین جسکے چارون ضلع اور چارون کونے برابر ہون [۳] مشکوٰۃ مین بخاری اور مسلم نے یہ حدیث بروایت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حوضی مسیرۃ شہر وزوایاہ سواء ماءہ ابیض من اللبن وریحہ اطیب من المسک وکیزانہ کنجوم السماء من یشرب منہا فلا یظمأ ابدا میرا حوض ایک مہینے کے رستے کے برابر لمبا ہے اور کونے اس کے برابر ہیں یعنے مربع ہین کہ عرض اور طول مین برابر ہے پانی اسکا دودہ سے زیادہ سفید اور بو اس کی مشک سے زیادہ خوشبودار اور آبخورے اس کے مانند ستارون آسمان کے ہین کثرت اور روشنی مین جو اس مین سے پیئے گا کبھی پیاسا نہوگا۔ پس جنت مین لذت کے لیے پیئن گے نہ پیاس کے لیے اللہ تعالے نے سورہ طہٰ مین فرمایا وان لک الا تجوع فیہا ولا تعری وانک لا تظمؤ فیہا ولا تضحی۔ اور بے شک تو جنت مین نہ بھوکا ہوگا نہ ننگا اور نہ پیاسا ہوگا نہ دہوپ والا اور ابو ہریرہ سے جو حدیث روایت ہے اس مین ہے اشد بیاضا من الثلج واحلی من العسل یعنے برف سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا۔ [۴] صنعاء سے عدن تک غیاث مین ہے کہ صنعاء صاد کے زبر سے ایک گانو کا نام ہے ملک یمن مین اور عدن عین اور دال کے زبر سے ایک جزیرہ کا نام ہے حدود یمن مین کہ وہان سے موتی جیسی قیمت نکلتے ہیں

[۵] ثوبان سے جو حدیث مروی ہے اس مین یہ ہے من عدن الی عمان البلقاء عدن سے عمان بلقاء تک عمان یمن سے پیتیل [illegible] اور بلقاء [illegible] یہ ایک شہر ملک شام مین ہے اور عمان ایک صوبہ صنعاء ہے اسمین اور ابی ہریرہ سے جو حدیث مروی ہے اسمین آیا ہے البعد من ایلہ من عدن یعنی ایلہ اور عدن مین جتنا فاصلہ ہے اس سے زیادہ ہے اور ایلہ العقبہ سے ایک ملک شام مین ورثہ سے کنارے ایک شہر پر ہے

اور حدیث مین آیا ہے کہ علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کے دل مین ابو بکر رضی اللہ عنہ
کی محبت نہوگی مین کوثر کا ایک قطرہ بھی اسکو ندونگا **والصراط حق** اور پل صراط حق
ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخ کی پشت ایک پل رکھیگا بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے
زیادہ تیز اور تمامی خلقت کو حکم فرمادیگا کہ اسپر سے گزرین پس بہشتی اوسپر سے گزر کر بہشت
مین پہونچین گے کوئی بجلی چمکنے والی کی مانند بعضے تیز ہوا کی طرح بعضے تیز گھوڑے کی مثال
بعضے اس سے کم اپنے اپنے مراتب کے موافق جسطرح دنیا مین دین کی صراط مستقیم اور عدالت
پر کہ یہ نمونہ اُس کا ہے چلتے تھے اسی طرح وہان بھی گزرین گے اور دوزخی پھسلکر دوزخ مین گرینگے
اور قرآن مجید مین جو فرمایا وان منکم الا واردها[1] ظاہر عام ہے کہ سب کے عبور اور حضور نار پر دال ہے حتی کہ
تمام انبیا اور سید المرسلین پر صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور ارباب توحید نے کہا ہے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گزرنے مین یہ حکمت ہے کہ بعضے گناہ گار جو بد قسمتی سے دوزخ مین
گرفتار ہون گے آپ کے جمال کا نظارہ اُن کے ایام فراق کی غمگساری اور غم زدائی کا سبب
ہوگا اور ایک روایت مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم اس آیت کے عموم سے مخصوص ہین یعنے آپ اُس راہ سے نہین گزرین گے آپ کھڑے
ہوے دیکھتے ہون گے اور تمام خلایق آپ کے روبرو گزری کی اور بے شک ایسا ہی لایق ہے

---

[1] یہ آیہ سورہ مریم مین ہے اور کوئی تم مین سے نہین ہے مگر گزرنے والا ہے دوزخ پر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص دوزخ
مین وارد ہوگا اور سورہ انبیا مین فرمایا ہے ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ اولٓئک عنہا مبعدون بے شک وہ لوگ سبقت کر چکی
یعنے پہلے سے مقرر ہو چکے انکے واسطے نیکی یعنے حسنات نیک و توفیق طاعت وایمان ہماری طرف سے یعنے محض ہمارے فضل
سے یہ لوگ دوزخ سے دور رہینگے اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مومن مغفور دوزخ مین نہین جانے کے تفسیر کبیر مین ہے کہ علماء کا
اسمین اختلاف ہے جو کہتے ہین کہ سب وارد ہون گے وہ کہتے ہین کہ یہان مبعدون کے معنے مخرجون ہین یعنے داخل کر کے
نکالے جاوین گے اور پھر اس سے دور کیے جاوین گے اور اسکی دو دلیلین لاتے ہین اول یہ کہ وان منکم الا واردها دخول پر
دال ہے دوسرے یہ کہ ابعاد معنے دور ہونا کسی چیز سے اوسی کے لئے ہے جو اُسکے نزدیک ہو یا اُسمین ہو اور جو دور ہو اُسکے
لئے دور ہونا تحصیل حاصل اور بے فائدہ ہے اور قاضی عبد الجبار نے کہا ہے کہ یہ قول فاسد ہے ان دلائل سے اول سبقت
لہم منا الحسنیٰ اسبات پر دال ہے اللہ تعالےٰ نے اُن لوگون سے دنیا مین ثواب کا وعدہ کر لیا ہے پس جب اُنکو آگ مین داخل
کیا تو یہ وعدہ کب صحیح ہوا دوسرے اولٓئک عنہا مبعدون اسپر دال ہے کہ جو کسی چیز سے دور رکھا جاوے اور اُسکے
نزدیک بھی نہ لایا جاوے وہ ممکن کیونکر داخل ہوگا تیسرے اسکے آگے فرمایا لا یسمعون حسیسہا نہین سنے گے وہ آواز درد
ناک دوزخیون کی جو دوزخ مین ہوگی اور فرمایا لا یحزنہم الفزع الاکبر نہ غم ہوگا اُنکو بڑی گھبراہٹ کا یہ دونون آیتین بھی دخول کے مانع مین
انہون نے ان دلائل کا جواب یون دیا ہے اول کا جواب یہ ہے کہ دنیا مین ثواب کا وعدہ دخول نار کا مانع نہین ہے بلکہ

اگر آپ آگ پہ سے گزرین سب گلستان ہو جاوے جبکہ مومن کے گزرنے سے آگ فریاد کرے گی اور کہے گی جر یا مومن فان نور ک تطفی لہبی یعنے اے مومن کامل جلد مجھ سے گزر جا کہ تیرا نور ایمان میرے شعلہ کو بجھائے دیتا ہے حضرت نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ مومنون کے نورون کی نور ہین کیا حقیقت آگ کی جو آپ کے سامنے ٹہیرے آپ کے نور نے خلیل علیہ السلام کی پیشانی مین کیا کام کیا اور کس طرح آگ کو گلزار بنایا جبکہ یہ نور بے واسطہ ہووے تو کیا اثر پیدا کرے **والشفاعة حق** اور اللہ تعالیٰ نے گناہگارون کے لئے بخشش چاہنا پیغمبرون اور اولیاء اور نیکون کا کہ ان کو درگاہ الٰہی مین عزت و آبرو اور عرض و معروض کی مجال حاصل ہے حق ہے اور اول دروازہ شفاعت کا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہولاوین گے جس سے ظاہر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین آپ کا کسقدر مرتبہ اور کتنی عزت ہے اور معلوم ہوگا کہ یہ دن خاص آپ ہی کے لئے ہے اللہم بجاہ محمد اغفر لنا[1] جب موقف مین تمام اہل عالم دوزخ کے خوف اور ہول کی شدت سے حیران اور بے قرار ہون گے تو اس اضطراب مین آرزو کرین گے کہ کوئی ہمارا ایسا شفیع ہووے کہ اس عذاب سے ہم کو بچائے اور ہمارے اس درد کی دوا کرے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوین گے اور کہینگے کہ آپ سب آدمیون کے باپ ہین اور ہم سب آپ کی اولاد ہین اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے ہاتہ سے بنایا اور فرشتون سے آپ کو سجدہ کرایا اور سب چیزونکے نام آپ کو سکہائے آج ہم کو بڑا سخت دن درپیش آیا ہے ہماری شفاعت کیجے آدم صفی اللہ کہین گے کہ یہان دم مارنا اور اس مقام پر کہڑے ہونا میرا کام نہین ہے اسلئے کہ مینے اللہ تعالےٰ کا قصور کیا اور درخت ممنوع کو کہالیا[2] اس کی شرمندگی سے مین اس لائق نہین ہا

[1] اے اللہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس مرتبہ کی طفیل سے ہمکو بخشدے [2] اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو فرمایا تہا سورہ بقرہ مین سے ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین تم دونو اس درخت کے پاس نجانا یہ بہی مبالغہ ہے کہ کہانا تو کیسا تم اسکے پاس بہی نہ پہٹکنا اور آگے اور تاکید فرمائی کہ اگر کہاؤ گے تو دونو ظالم ہو جاؤ گے بسبب اپنے رب کی نافرمانی کے پس اونہون نے شیطان کے بہکانے سے اسکا دانہ کہالیا اس قصور پر جنت سے نکالے گئے اور آدم علیہ السلام ملک سراندیپ اور حضرت حوا جدہ مین گرائے گئے خداتعالےٰ نے اس قصور کی خبر قرآن مجید مین یہی ہے وعصےٰ آدم ربہ فغوی گناہ کیا آدم نے اپنے رب کا پس بہک گیا پر اس قصور پر آدم علیہ السلام سو برس تک روئے اور توبہ کی تو انکا گناہ معاف ہو گیا اسکا حال بہی سورہ بقرہ ہی مین فرمایا فتاب علیہ یعنے اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام

شاید کہ یہ کام نوح علیہ السلام سے ہو سکے اور حسب فرمانے آدم علیہ السلام کے نوح علیہ السلام
کے پاس آوینگے اور نوح علیہ السلام اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجینگے اور ابراہیم
علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے پاس اور موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اور یہ سب کے پاس
آوینگے اور سب پیغمبر اولوالعزم علے نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے قصوروں کا اقرار اور
اپنی شرمندگی کی وجہ بیان کرینگے اور عذر پیش کرکے دہشت سے اس مقام میں آگے قدم نہ رکھ سکیں گے
آخر حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کہ
۵۲
لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر آپکی شان میں نازل ہے حاضر ہونگے اور اپنا حال عرض کرینگے
حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی وقت کھڑے ہو جاوینگے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سراپردہ
عزت وجلال میں مقام محمود پر پہونچینگے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دنیا میں اس مقام کا وعدہ کیا ہے
۵۳
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا اور سوائے آپکے اور کسیکی لئے اس مقام میں کھڑا ہونا ممکن نہیں ہے
پس آپ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرینگے حکم ہوگا کہ اے حبیب اپنا سر سجدے سے اٹھا اور جو کچھ چاہنا ہو چاہ اور جو
کہنا ہو کہہ اس وقت حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک سجدے سے اٹھاوینگے اور اللہ تعالیٰ کی حمد
وثنا جن لفظوں اور حسن عبارت سے حق تعالیٰ آپکو سکھا دیگا کرینگے اور ایک ٹکڑا اپنی امت کے گناہ گاروں کا
بخشواوینگے بعد اسکے دوبارہ سجدہ کرینگے اور بحکم الٰہی سر اٹھا کر اسی طرح حمد وثنا

---

۵۱ مشکوۃ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کہینگے کہ میں اس
لایق نہیں ہوں اور اپنی خطا بیان کرینگے کہ میں نے بغیر علم کے اپنے رب سے سوال کیا تھا سورہ ہود میں ہے ان ابنی من اہلی
اے رب میرا بیٹا بھی میرے اہل سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح تیرے اہل میں سے نہیں ہے
کہ اسکے عمل نیک نہیں ہیں۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے میں بھی اس لایق نہیں ہوں اور اپنے
تین بار جھوٹ بولنے کا ذکر کرینگے اور وہ یہ ہیں اول اللہ تعالیٰ نے سورہ صافات میں نقل کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا
انی سقیم میں بیمار ہوں اور یہ اسوقت کہا کہ جب آپ سے کفار نے کہا کہ تم بھی شہر کے باہر عید میں چلو آپ نے بیماری کا عذر کیا اور
دل میں ارادہ انکے پیچھے بتوں کے توڑنے کا تھا دوسرا سورہ انبیا میں ہے کہ آپ نے کہا بل فعلہ کبیرہم جب آپ سے کفار نے
پوچھا کہ کیا تو نے بتوں کو توڑا ہے آپ نے کہا بلکہ کیا ہے یہ کام انکے اس بڑے بت نے۔ اور تیسرا کا بیان حدیث شریف میں ہے
کہ آپ نے اپنی بی بی حضرت سارہ کو کہا کہ یہی اختی۔ یہ ایک بادشاہ ظالم کے خوف سے کہا تھا کہ میری بہن اور دل میں ارادہ
کیا تھا کہ دین کی بہن ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ تینوں جھوٹ انہوں نے دین کے لئے بولے تھے نہ دنیا کے۔ تب
بھی وہ اس خجالت سے کہیں گے کہ میں شفاعت کے قابل نہیں ہوں۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کے
پاس جاوینگے اور کہینگے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو توراۃ دی اور آپ سے کلام کیا۔ آپ ہماری شفاعت کیجیئے وہ کہیں گے میں بھی
اس لایق نہیں ہوں اور اپنی خطا بیان کرینگے اور وہ یہ ہے کہ ایک بنی اسرائیل نے ایک قبطی پر ظلم کیا اس نے موسیٰ علیہ السلام
سے فریاد کی انہوں نے اس قبطی کو منع کیا وہ نہ مانا تو آپ نے اسے ایک گھونسا مارا وہ مر گیا اسکو اللہ تعالیٰ نے سورہ طہٰ میں فرمایا

کرینگے اور ایک اور ٹکڑا اُمت کا بخشوا دینگے پھر تبارہ سجدے اور ثنا کے بعد بقیہ اُمت کا بخشوا دینگے اُسوقت جہنم مین وہی شخص باقی رہینگے جنکے ہمیشہ آگ مین رہنے کا حکم قرآن مجید نے کیا ہوگا یہ مضمون اُس حدیث کا ہی جو صحیح بخاری اور مسلم مین مذکور ہے یہان سے ظاہر ہوگیا کہ آپ سب کے گناہ بخشوا دینگے اور کسی کی شفاعت کی حاجت نہوگی یا اورون کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کی حاجت ہوگی اور آپ کو حضرت حق جلشانہ سے واللہ اعلم - ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ بعد شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص جہنم مین نہین رہیگا مگر وہ کہ سوائے لا الہ الا اللہ کے اُسکے پاس ذرہ بھر نیکی بھی نہوگی اور تمام گناہ ہی گناہ اُس کے پاس ہونگے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسون کے لئے بھی جناب الٰہی سے شفاعت کا اذن چاہینگے حکم ہوگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ خاص ہمارے لئے ہین انکی شفاعت ہم خود کرینگے اور ان کو ہم دوزخ سے باہر نکالینگے - حاصل کلام یہ روز اور یہ مقام اور یہ مرتبہ اور یہ شفاعت عظمیٰ حاصل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے ہی فقط وہی اللہ تعالےٰ کے مہمان ہین باقی سب اُنکے طفیلی ہین - چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا - ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ - اور البتہ قریب ہے کہ عطا کریگا تجکو تیرا رب اے محمد اے محب اے میرے محبوب و مطلوب اے میرے خاص بندے اسقدر نعمت اور برساویگا تجھپر اتنی رحمت کہ تو راضی ہوجاویگا اور اللہ تعالے نے فرمایا اے محمد سب میری رضا کے طالب ہین اور مین تیری رضا کا طالب ہون اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نہین راضی ہونیکا جبتک کہ میری اُمت کے سب گناہ گار نہ بخشے جاوینگے اور

ف - یہان سے معلوم ہوا کہ اہل کبائر کے واسطے بھی شفاعت ہوگی سوا ئے کفار اور مشرکین کے اور معتزلہ کے خلاف ہے وہ کہتے ہین کہ صرف ترقی درجات کے لئے شفاعت ہوگی اور کبیرہ بے توبہ ہرگز نہین بخشا جائیگا اور دلائل اُنکی یہ ہین سورہ مدثر مین فرمایا فما تنفعہم شفاعۃ الشافعین - بس نہین نفع کرنے کی اُنکو شفاعت شفاعت کرنے والون کی اور سورہ بقرہ مین فرمایا واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ولا تقبل منہا شفاعۃ - اور ڈرو ایسے دن سے کہ نہ بدلا دیا جاویگا کوئی نفس کسی نفس سے کچھ اور نہ قبول کی جاویگی اُس سے شفاعت اور سورہ یونس فرمایا - ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع - نہین ہے ظالمون کے لئے کوئی مشفق اور نہ شفاعت کرنیوالا جسکی بات مانی جاوے - اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک جائز ہے شفاعت سب کے لئے سوائے کافر و مشرک کے اور حجت معتزلہ کی ان ایات سے صحیح نہین ہی اسواسطے کہ آیت فما تنفعہم دال ہے شفاعت کے ثبوت پر سبکے لئے لیکن وہ شفاعت کافرون کو نفع نہین دینے کی کہ اس آیت سے پہلے قیامت کے جھٹلانے والون کا ذکر ہے کہ وہ کافر ہین بس شفاعت سے نفع نہ پہونچنا کفار کے لئے مخصوص ہے اور آیہ واتقوا یوماً ا بھی کفار ہی کے لئے خاص ہے - تفسیر جلالین کے حاشیہ کمالین مین اس آیت کے آگے تحریر ہے - ای لیس لنفس الکافر شفاعۃ

اور ایت مالا لظالمین [illegible] مین ظالم سے مراد کافر ہین اور اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شفاعتی لاہل الکبائر من امتی [illegible] ابو داود وغیرہ نے روایت کی

کہتے ہین کہ آیہ کریمہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا - اسی اُمت کے واسطے مخصوص ہے نوح علیہ السلام کی اُمت کیواسطے خطاب ہوا یغفر لکم من ذنوبکم نحو کے قاعدے کے بموجب لفظ من فائدہ بعضیت کا دیتا ہے یعنی بعضے گناہ تمہارے غرض اس امت پر فضل ہے اور اُنکے ساتھ بدل اسقدر امیدواری اور بشارت گناہگارون کو کافی ہے -

امۃ مذنبۃ ورب غفور جب مہمان عزیز ہوتا ہے طفیلی بھی عزیز ہوتے ہین + بیت

تو امید نباشی گرت آن یار براند + + گرت امروز براندنہ کہ فردات بخواند + بیت

اُمت نبی کی ہے جو تو چھٹکارا پائیگا + + جس نے نکالا آج وہی کل بلائیگا

پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت بنجا پھر سب کام آسان ہین جبہی تک مشکل ہے کہ اُمت ہونے کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ درست نہین کرتا ہے - بعد اسکے کچھ بھی مشکل نہین ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے مقابلے مین لاکھ گناہ ایک گھاس کے پٹھے کے برابر بھی نہین ہین اگر ایمان کے نور کا چراغ بندے کے دل مین روشن ہے گناہون کے اندھیرے کو وہان کیا دخل ہے اگر ایمان کا غم کھایا پھر کوئی غم باقی نرہا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے تمام رات روکر گزاری دیکھنے والون نے کہا کہ اس رونے سے یہ خوشی پیدا ہوئی کہ گناہون کا بوجھ انکی گردن پر نرہا اُنھون نے کہا گناہون کا کیا غم ہے اگر گناہونکا ایک پہاڑ بھی ہو تو اللہ تعالی کی رحمت کے آگے ایک گھاس کے پٹھے کے برابر بھی نہین ہے میرا رونا تو اس سبب سے ہی کہ دیکھئے ایمان سلامت لیجاتا ہون یا نہین + بیت - ایمان چو سلامت بلب گور بریم + احسنت زہے چستی و چالاکی ما + بیت - مرتے دم تک گر رہے ثابت اگر ایمان پر + + بنگئے سب کام احسنت ہماری جان پر

اب جو باتین شفاعت کے باب مین باقی رہی ہین اُسکو تمام کرتے ہین جاننا چاہئے کہ شفاعت کئی مقام پر ہوگی اول موقف مین یعنی محشر مین ہر شخص کو کھڑے ہونیکی جگہ یہ مقام کھڑے رہنے کی شدت اور ہیبت اور دہشت اور ازدحام کی اذیت کی جگہ ہے یہان ان شدتون کی تخفیف کے واسطے شفاعت ہوگی دوسرے سوال اور حساب پیش ہونے کے وقت اسلئے شفاعت ہوگی کہ سوال اور حساب مین آسانی ہو اور مناقشہ نہو کہ فرمایا ہے -

---

سلہ حاشیہ بقیہ صفحہ ۴۶) انس رضی اللہ عنہ سے مشکوۃ مین نقل کی ہے میری شفاعت ہے میری اُمت مین سے کبیرہ گناہ کرنے والون کے لئے یہ حدیث مشہور ہے اور باب شفاعت مین درجہ صحیح کو پہونچی ہین انشاء اللہ تعالی اُن مین سے آگے حاشیہ پر آوینگی ۱۲ سلہ مجھے ایسا یاد ہے پہلے سجدے کے بعد مقام محمود مرحمت فرمائینگے دوسرا سجدہ شفاعت کا ہوگا اُس سے

من نوقش فی العذاب فقد عذب تیسرے عذاب کا حکم جاری ہونے کے وقت اس غرض سے شفاعت ہوگی کہ عفو کیا جاوے اور سزائے قصور سے درگزر ہو۔ چوتھے درکات دوزخ مین داخل ہونے کے بعد اس مراد سے شفاعت ہوگی کہ مجرمون کے قصور معاف ہون اور جہنم سے خارج کئے جاوین پانچوین جنت مین درجے بلند ہونے اور ثواب زیادہ ملنے کے باب مین شفاعت ہوگی جیسے کسی گناہگار کو اگر کسی بادشاہ کے روبرو نہایت دہشت و ہیبت کے مقام پر کھڑا کرین وہان کوئی مقرب درگاہ اُسکی شفاعت کرے جسکے سبب سے حکم ہووے کہ اسکو ہٹاکر نہ سچ مین پوچھو پھر اُس سے حساب لیتے وقت کوئی شفاعت کرے اور حکم ہو چھوڑدو اور حساب نہ لو یا تھوڑا سا حساب آسانی سے لے لو پھر ثبوت جرم کے بعد قید کا حکم ہو تو شفاعت سے معاف ہو اور قید خانے مین نہ بھیجا جاوے یا بعد قید خانے مین داخل ہونے کے کوئی شفاعت کرے اور قصور بخشا جاوے اور قید خانے سے باہر نکالا جاوے اور بعد نکالنے کے کوئی شفاعت کرے اور منصب عالی عطا کیا جاوے پس ہر گناہگار عاجز کو امید رکھنی چاہیئے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب مقامون پر شفاعت فرماوینگے اور دوزخ سے نکال کر جنت اعلی کے درجات مین داخل کرماوینگے انشاء اللہ تعالی

عہ جس سے حساب میں مناقشہ کیا گیا وہ عذاب کیا گیا بخاری و مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے

له بقیہ صفحہ ۴۸) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیس احد یحاسب یوم القیامت الا ہلک قلت اولیس یقول اللہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا فقال انما ذلک العرض ولکن من نوقش فی الحساب یہلک۔ نہین کوئی کہ حساب کیا جاوے قیامت کے دن مگر وہ ہلاک ہوگا اور مراد ہلاک سے عذاب ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات بطریق کلیہ سُنی اور اس اشکال کا دفع کرنا مجھ پر مشکل ہوا تو مین نے آپ سے عرض کیا کہ کیا نہین فرمایا اللہ تعالی نے اہل نجات کے حق مین کہ جسکو دہنے ہاتھ مین کتاب دی گئی بس قریب ہے کہ وہ شخص حساب کیا جاویگا آسان طور سے تو کس طرح وہ ہلاک ہوگا بس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اشکال کے دفع کرنے کو فرمایا نہین ہے یہ حساب جسکو آسان فرمایا ہے مگر نرا عرض اور نرا بیان جیسے کہین گے یہ کہا تو نے اور وہ کیا تو نے اور اُس سے کچھ کد و کاوش نہ کی جاوے گی تا کہ دیکھ لے اپنے قصور پھر درگزر کیجاویگی لیکن جو شخص مناقشہ اور کد و کاوش کیا جاویگا اور اُس سے پورا پورا حساب لیا جاویگا پس وہ شخص ہلاک کیا جاویگا یعنی عذاب مین مبتلا ہوگا اور درحقیقت حساب یہی ہے اور پہلا عرض اور اظہار ہے حاصل یہ کہ حدیث کے لفظ عام ہین یعنے جو کوئی حساب کیا جاویگا وہ عذاب بھی کیا جاوے گا اور آیت دال ہے اس بات پر کہ بعضے نہین عذاب کئے جانے کے اور تطبیق کا رستہ یہ ہے کہ اس آیت مین حساب سے عرض مراد ہے کہ سب اعمال ظاہر کرین گے اور کرنے والا اقرار کرے گا اُس وقت اُس سے درگزر کی جاویگی واسطے اظہار فضل کے اور مراد حساب سے حدیث مین مناقشہ ہے واسطے اظہار عدل کے پس خلاصہ مضمون ملا ہر حق کا ہے

بیت - نصیب ماست بہشت اے خداشناس برو + کہ مستحق کرامت گناہ گارانند + **بیت** ہے جنت اپنے لئے اے مدعی معرفت + + عاصیون کے واسطے ہے خاص بخشش کی صفت اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت عام ہوگی تمامی امت بلکہ کل خلائق کے لئے اور خاص بھی ہوگی اہل مدینہ اور آپ کے مزار مبارک کی زیارت کرنے والون کے لئے اور آپ پر کثرت سے درود پڑھنے والون کے واسطے اور محققون نے کہاہے کہ شفاعت کی حقیقت عبارت ہے عکس انوار رحمت الٰہی سے کہ بہ سبب قرب وعزت کے بارگاہ رب العزت سے سید کائنات صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضمیر مبارک پر پڑتا ہے اور حضرت کے قلب شریف سے آپکے مقابل ومحاذی جو دل ہین اُن پر پڑتا ہے جیسے کہ آفتاب کی روشنی کا عکس پانی پر پڑتا ہے اور اس عکس سے جو چمک پانی مین پیدا ہوتی ہے اُسکا عکس اُس دیوار پر جو پانی کی سطح کے مقابل ہو پڑتا ہے اور یہ مقابلہ اور محاذی یعنے سامنے ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ[1] کرنے اور آپکا اتباع کرنے سے ہوتا ہے اسواسطے اس سعادت کے حاصل ہونے کے اسباب مین سے سینہ کی نسبت کی مواظبت اور متابعت کو سبب قوی شمار کیا ہے لیکن یہ درجات بلند ہونی کی شفاعت کا

[1] توجہ کے معنی غیاث مین لکھے ہین کسی کی طرف منہ کرنا اور اہل تصوف کے نزدیک کاملون کے تاثیر طالبون کے دلون پر پڑنے کو توجہ کہتے ہین اور لغوی معنی کے موافق یہی معنے طالب اپنے دل کو زہد اور تقوے سے صاف کرکے جب اُسکا رخ مرشد کے دل کی سامنے کرتا ہے اور مرشد اپنے دل کو طالب کے دل کی طرف متوجہ کرکے اپنی ہمت سے چاہتا ہے کہ جو کیفیت اُسکے دل مین ہے طالب کے دل مین اثر کرجاوے اُسوقت طالب کا دل جتنا صاف ہوتا ہے اُتنی ہی وہ کیفیت اُس مین آجاتی ہے اور کاملون کے دلون مین صفائی زیادہ ہوتی ہے وہ - اولیا اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح فیضیاب ہوتے ہین - مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہے کہ اس توجہ کی چار قسمین ہین ایک انعکاسی دوسری القائی تیسری اصلاحی چوتھی اتحادی اگرچہ یہ کیفیتین ہین بیان نہین ہوسکتین مگر مثال کے طور پر تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے - انعکاسی کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی عطر لگاوے اور دوسرے کو خوشبو پہونچاوے یہ قسم نہایت ضعیف ہے اور اسکا اثر صرف صحبت تک رہتا ہے - القائی کی مثال جیسے کوئی تیل اور بتی چراغ مین رکھ لاوے اور دوسرے کی آگ سے روشن کرلے یہ پہلی سے قوی ہے کہ صحبت کے بعد بھی اسکا اثر باقی رہتا ہے پر کسی صدمہ سے جاتا رہتا ہے جیسے آندھی وغیرہ صدمات سے چراغ بجھ جاتا ہے کیونکہ یہ تاثیر نفس اور لطیفون کو درست نہین کرسکتے جیسے شعلہ تیل اور بتی اور چراغ کے ناکارہ پن کو نہین سنوار سکتا - اصلاحی جیسے پانی دریا یا کوئے سے لاکر فوارہ جاری کردین اگرچہ اور قسمون سے یہ قوی ہے کہ نفس اور لطیفون کی اصلاح ہوجاتی ہے پر خزانے کی استعداد اور راہ کی مسافت کے موافق فیض ہوتا ہے - کنوئین اور دریا کی برابر نہین ہوتا اور خزانہ یا راہ مین قصور ہو تو نقصان ہوجاتا ہے - اتحادی یہ ہے کہ شیخ اپنی روح کو طالب کی روح کے ساتھ خوب زور سے ملاوے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح مین بالکل اثر کرجاوے - اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ

سبب ہے اور گناہون کی بخشش کے مقام پر شفاعت ہونے کے لئے اصل ایمان کافی ہے اور
شفاعت کے باب مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا سب عبادات اور
توجہات سے اثر زیادہ رکھتا ہے۔ صَلَّی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلم لیلاً ونہاراً ظاہراً وباطناً کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون وباللہ التوفیق ولجنۃ حق وَالنَّارُ حَقٌّ بہشت اور دوزخ
ایسی صفت پر کہ قرآن مجید اور حدیث شریف مین اسکا بیان ہے حق ہے اور جنت و دوزخ کے
مکان مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ جنت پہلے آسمان پر ہے بعضے چوتھے بعضے ساتوین
آسمان پر بتاتے ہین اور دوزخ کو بعضے زمین کے نیچے بعضے آسمان کے اوپر کہتے ہین اور
ایک جماعت کو دونون مین توقف ہے کہتے ہین کہ دونون کا مکان اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہے
اور شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ جنت اور دوزخ ان دونون کے مکان معین ہونے مین
کوئی نص صریح وارد نہین ہوئی ہے لیکن اکثر علمار کا یہی مذہب ہے کہ بہشت ساتوین
آسمان پر عرش کے نیچے ہے اور دوزخ ساتوین زمین کے نیچے ہے لیکن یہ مشکل ہے کہ
قرآن مجید مین فرمایا ہے وَجَنَّۃٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ پس جبکہ اتنا بڑا ایک جنتی
کا مکان ہو یا ایک جنت ہو تو اسکا وجود آسمان اور زمین مین سے ایک مکان معین مین
کیونکر سما سکتا ہے اور اسکا جواب تفسیرون مین یہ لکھا ہے کہ جنت کا عرض جب آسمان وزمین کے
برابر ہو کہ زمین وآسمان آپس مین ملے ہوئے ہون اور ایک دوسرے کے متصل ہون اور سب

سلہ حاشیہ بقیہ ۴۹ کا نور ہے پھر جب وہ اپنا دل اللہ سے لگاتا ہے اور دنیا سے متنفر ہوجاتا ہے تو جس قدر
دنیا کے علائق منقطع ہوتے ہین اسی قدر جو پردے فیضان مین حائل ہین اٹھ جاتے ہین اور اس توجہ کے باعث
بعضے کتیبے لوح محفوظ کی اس صاف دل پر منعکس ہوجاتی ہین اور بہت سے حالات اسپر منکشف ہوجاتے ہین
کیونکہ دل کے دو دروازے ہین ایک اس عالم کی طرف اور دوسرا عالم ملکوت کی طرف پس جو علم اسکو اسکے ذریعہ سے
معلوم ہوتا ہے وہ کسبی ہے اور جو دوسرے دروازے سے کھلتا ہے وہ وہبی اور مکاشفہ ہے حاصل یہ کہ اگر
مومن متقی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر کام مین پورا پورا اتباع کرے اور آپکی محبت کا تخم اپنے دل مین
ایسا بو دے کہ مرتے دم تک اس درخت کو آپ کی پیروی کے پانی سے ہرا رکھے تو انشاء اللہ تعالے
ثمر شفاعت سے ضرور بہرہ یاب ہووے اللہم صل وسلم علیہ ۱۲
سلہ درود اللہ کا اسپر اور اسکی آل پر رات کو اور دن کو ظاہر مین اور باطن مین جتنا ذکر کرنے والے ذکر
کرین اور غفلت کرنے والے اسکے ذکر سے غفلت کرین ۱۲ سلہ اور اللہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی محبت اور اتباع کی توفیق دینے والا ہے ۱۲ سلہ یہ آیت سورہ آل عمران مین ہے اور وہ جنت ایسی
ہے کہ اسکا عرض آسمانون اور زمین کے برابر ہے ۱۲

توجیہات سے بہتر یہ ہے کہ آدمیون کے نزدیک کوئی چیز آسمان و زمین سے زیادہ وسیع اور بڑی نہین ہے اور اس تمثیل سے جنّت کی وسعت کا مبالغہ منظور ہے نہ اُسکی حدود کا بیان مقصود ہے اور حقیقت مین جنت کی وسعت سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا کہ چھوٹا سا گھر بہشت کا تمام دنیا کے برابر اور اُس سے دس گنا ہوگا واللہ اعلم اور اعراف اُس مقام کا نام ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا نہ اُسمین جنت کی سی راحت اور عیش ہوگا نہ دوزخ کی سی مصیبت اور محنت ہوگی لیکن نقل صحیح و نص قطعی سے ثابت نہین ہوا بعضے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکون کے بچون اور اُن لوگون کے لئے اُسکو پیدا کیا ہے کہ جن پر دنیا مین وحی نہین پہونچی ہے امام سہیلی نے کہا ہے کہ اعراف کا قول حدیث شریف مین کہین نہین آیا اور نہ علماء مین سے کوئی اسطرف گیا ہے انتہی۔ اور یہ جو قرآن مجید مین آیا ہے وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم اس سے اُن پردون اور دیوارون کی بلندیان مراد ہین کہ جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ہین اور رجال سے یہان پیغمبر اور شہداء اور مومنین اور علماء یا ملائکہ مراد ہین کہ اہل بہشت اور دوزخ کو اُنکی پیشانی کے نشان سے پہچانینگے اور خطاب کرینگے وھما مخلوقتان موجودتان بہشت اور دوزخ دونو پیدا ہو چکی ہین اور اب موجود ہین نہ یہ کہ قیامت کے دن اُنکو پیدا کرینگے اور آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا کا قصہ اسکی دلیل ہے باقیان ولا تفنیان ولا یفنی اھلھما۔

اور مجھے یاد اسکی خلاف تھا قلاش مطابقت کی ہوئی ۱۲ احباب مولوی عبدالرحمن صاحب ناسخ ظلہ یہ آیہ سورہ اعراف مین ہے اور اعراف پر مرد ہونگے کہ پہچانینگے ہر ایک کو دوزخیو نمیں سے اور جنتیو نمیں سے انکے قیافہ سے ۱۲ تفسیر حسینی مین لکھا ہے کہ دوزخ اور جنت یا دوزخیون اور جنتیون کے درمیان دیوار یا پردے ہونگے یا مکان بلند ہونگے کہ اُن پر صاحبان فضل و کرامت ہونگے نبیون یا ولیون یا شہدا مین سے یا فرشتے آدمیون کی صورت مین ہونگے اور یہ جنتیون کو نورانی اور سفید رنگ سے اور دوزخیون کو سیاہ رنگ سے پہچانینگے اور وہان کھڑے ہوکر اپنے مقامات بہشت مین دیکھکر خوش ہونگے اور دوزخیون کو بُری حالت مین دیکھ کر مسرور ہونگے خدا تعالیٰ نے ہمین اس سے نجات بخشی اور تیسیر سے بروایت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ اعراف ایک اونچا مقام ہوگا پل صراط پر عباس و حمزہ و علی و جعفر طیار رضی اللہ عنہم وہان اپنے دوستون کو پہچانینگے اور خدا تعالیٰ کے دشمنون کو نشان کے ساتھ۔ اور کہتے ہین کہ وہان وہ لوگ ہونگے جن کی نیکیان اور بدیان برابر ہونگی ۱۲ ۵۳ تکرار ضمیر کی تاکید کے لئے ہے اور یہ معتزلہ کا رد ہے کہ وہ کہتے ہین کہ دوزخ اور جنت اللہ تعالیٰ قیامت کو پیدا کریگا ہماری دلیل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کا قصہ ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ مین فرمایا۔ اسکن انت و زوجک الجنۃ ۰ یعنے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور فرشتون سے اُنکو سجدہ کروایا اور اُنکی بائین طرف کی نیچے کی پسلی سے حضرت حوّا کو پیدا کیا اور اُن دونون کا نکاح کر دیا پھر فرمایا اب رہ تو اور تیری جورو جنت میں اس سے معلوم

بہشت اور دوزخ اور بہشتی اور دوزخی ہمیشہ باقی رہینگے اور کبھی فنا نہونگے جب سب ایکبار مرجاوینگے اور پھر زندہ ہونگے اُسکے بعد ابد تک ہمیشہ زندہ رہینگے اور کسی وہان موت نہین ہوتی کہ اسی واسطے فرمایا ہے و خلقتکم للابد۔

وکل ما اخبر به النبی صلی الله علیه واٰله وسلم من اشراط الساعة واحوال الاٰخرة حق وہ خبرین کہ مخبرِ صادق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی نشانیون کے باب مین بیان فرمائی ہین جیسے سُورج کا پچھم سے نکلنا کہ وہ دن توبہ کے دروازے کے بند ہونے کا ہے اور دجّال اور دابۃ الارض کا نکلنا اور عیسے علیہ السلام کا آسمان پر سے اُترنا اور صور کا پھنکنا اور سوائے اسکے تمام احوال قیامت کے قایم ہونے سے جنت مین داخل ہونے تک یا کہ ہر چیز اور ہر حکم شریعت کا جو اُنہون نے فرمایا ہے سب حق ہے یہ مجمل ہے اور تفصیل اسکی کتب حدیث سے معلوم ہو سکتی ہے ۔

والایمان تصدیق بالقلب واقرار باللسان ایمان اللہ تعالے کے حکمون اور اُسکے پیغمبرون کا سچا جاننا ہے دل مین اور گواہی دینا ہے دل کی حقیقت پر زبان سے یہ دل کی

لہ بقیہ صفحہ ۵۱ حال پر بھی دلالت کرتا ہے پس پہلے دونون آیتین قطعی ہین اور یہ ظنی ہے پس ظنی قطعی کی معارض نہین ہوسکتی ۱۲ اور تعالے نے دونون فریق کے حق مین فرمایا کہ خالدین فیہا ابدا ۔ ہمیشہ رہینگے اُس مین لیکن ایک صور کے واسطے سب ہلاک ہوجاوینگے پھر زندہ ہوکر کبھی نہین ہلاک ہونگے کے اللہ تعالی کے قول کی تحقیق کے لیے جو سورہ قصص مین فرمایا کل شیء ہالک الا وجہہ ۔ سب ہلاک ہونگے مگر اُسکا منہ یعنی اللہ تعالی کی ذات نہین ہلاک ہونیکی لہ

سے من الحور والغلمان والنعیم حورین اور غلمان اور ساری نعمتین جنت کی ۱۲ جناب مولوی عبدالرحمن ۔

سلہ اور پیدا کیا ہمنے تم کو ہمیشہ کے لئے ۱۲ سکہ قیامت کے آنے سے پہلے جو بڑے نشان اُسکے واقع ہونگے اُنکا بیان کیا جاتا ہے یہان صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا گیا مشکوٰۃ مین مسلم سے بروایت حذیفہ بن غفاری نقل کیا ہے کہا راوی نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہم آپس ذکر کرتے تھے آپ نے فرمایا کیا چرچا کرتے ہو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا ذکر کرتے ہین آپ نے فرمایا ۔ انہا لن تقوم حتی تروا قبلہا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسی ابن مریم ویاجوج وماجوج وثلثۃ خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب واٰخر ذلک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرہم ۔ ہرگز نہین قایم ہونیکی قیامت یہان تک کہ دیکھوگے تم اُس سے پہلے دس نشانیان پس ذکر فرمایا دھوین کا یہ دھوان مشرق سے مغرب تک پھیلے گا اور چالیس روز تک رہیگا سورہ دخان مین ہے ۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین ۔ جسدن لاویگا آسمان دھوان ظاہر اور دجّال کا اور قصہ اُسکا مشہور ہے اور دابۃ الارض کا کہ صفا و مروہ کے درمیان سے نکلیگا ایک چارپایہ مختلف الخلقت کہ بہت سے حیوانون کے مشابہ ہوگا ساٹھ گز کا لمبا اسکے ساتھ مین موسی علیہ السلام کا عصا اور داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی عصا سے ہر مومن کے ماتھے پر مومن لکھے گا اور کافر کے انگوٹھی سے چھاپ لگاویگا سورہ نمل مین فرمایا ۔ اخرجنا لہم دابۃ من الارض نکالینگے ہم انکے لئے دابۃ الارض اور آفتاب کے مغرب سے نکلنے کا کہ اُسوقت توبہ کا دروازہ بند ہوجاویگا سورہ انعام مین ہے ۔ لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن اٰمنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا ۔ اُس وقت نہین نفع دیتے کا

تصدیق جو بیان ہوئی ایمان کی حقیقت ہے اور زبان سے گواہی دینا اُسکی نشانی اور علامت
ہے کیواسطے کہ زبان دلکی ترجمان ہے بغیر اُسکے بیان کئے دل کاحال معلوم نہین ہوسکتا اور جاری ہونا احکام
ظاہری کا اسپر موقوف ہے اگر کوئی گونگا ہو یا کوئی کسی سے زبردستی کفر کا کلمہ کہواوے اور دل مین
اُسکے ایمان ہو یا کوئی تصدیق قلبی کے بعد زبان سے اقرار کرنے کی فرصت نپاوے اور مرجاوے
ایسی صورتون مین اقرار زبانی شرط نہین ہے اور اہلِ حدیث کی نزدیک دل کی تصدیق اور زبان
کے اقرار اور اسلام کے ارکان پر عمل کرنے کو ایمان کہتے ہین اور درحقیقت دونون مین کچھ فرق
نہین ہے کہ ایمان کامل وہی ہے جسے یہ ایمان کہتے ہین اور ایمان بغیر عمل کے ناقص ہے
لیکن ایمان کی جڑ وہی تصدیق ہے ایمان ایک درخت کی مانند ہے جسمین تصدیق تو گویا جڑ ہے
اور اعمال وطاعات مثل ٹہنیون اور پتون اور پھولون اور پھلون کے ہین اگرچہ بغیر پھل
والے درخت کو بھی درخت کہتے ہین لیکن کام کا وہی درخت ہے جسمین پھل ہون اسی طرح ایمان
کامل وہی ہے جسکے ساتھ اچھے عمل ہون اور بے عمل کے ناقص ہے اُسکا نام بھی ایمان ہی ہے اسکی
دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید مین اللہ تعالی نے اکثر جگہ ایمان کے ساتھ اعمال صالح کو ملایا ہے ۔
ان الذین امنوا وعملوا الصالحات ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اس آیت سے بھی
یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اصل ایمان کی تصدیق ہے اور عمل صالح اُس سے جُدا ہین اور اُسکے کامل
کرنیوالے ہین[۲] اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی کو کہین کہ فلانا یہ چیز بھی رکھتا ہے اور وہ چیز بھی اس سے یہی سمجھا جاویگا کہ وہ شخص
دونون چیزین رکھتا ہی لیکن وہ دونون چیزین جُدا جُدا ہین اور جو وہ دونون چیزین ایک ہون تو یہ
عبارت درست نہوئی اور اسکی بولنے والے پر خطا کی نسبت کرنی پڑیگی ۔ دوسرے[۳] یہ کہ نرے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سچے جاننے کا نام ایمان نہین ہی جبتک دلمین اُسکی تصدیق نہو اسواسطے کہ علم اور چیز ہے اور تصدیق اور شے

---

[۱] بقیہ صفحہ ۵۲ کہ نکلیگی یمن سے اور ہانکے گی آدمیون کو اُنکے محشر کی طرف ۱۲ مظاہر حق وغیرہ [۱] ایمان کے معنے لغت مین تصدیق یعنی مخبر کی خبر کا یقین کرنا ہے اور اُسکو سچا جاننا حقتعالے نے سورہ یوسف مین یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا قول جو اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا نقل فرمایا دیا انت بمومن لنا ۔ اور نہین ہے تو ہمارے بات کی تصدیق کرنے والا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ الایمان تومن باللہ ۔ ایمان اللہ اور اللہ کے احکام کی تصدیق ہے ۱۲ شرح عقائد اور اُسکے حواشی [۲] شرح عقائد کے حاشیہ ملا صادق مین لکھا ہے کہ شیخ ابی المنصور ماتریدی اور جمہور محققین نے ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ایمان فقط تصدیق قلبی کو کہتے ہین اور اقرار لسانی اُسکی شرط ہے واسطے جاری کرنے احکام کے اور شمس الائمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی نے کہا ہے کہ ایمان تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کا نام ہے اور جمہور محدثین ومتکلمین وفقہا نے کہا ہے کہ ایمان تصدیق الجنان واقرار اللسان وعمل بالارکان کو کہتے ہین ۱۲ [۳] اسواسطے کہ واو عاطفہ مغایرت پر دلالت کرتی ہے اور ہر جگہ ان دونون کا جمع کرنا

تصدیق کے معنی قبول کرنا ہے جسکو فارسی مین گرویدن کہتے ہین اور حقیقت اُسکی قبولیت کے رنگ مین دل اُسکا رنگا جانا ہے اور یقین کے نور سے اُسکا منور ہونا اور علم فقط جاننا ہے عرب کے اکثر کفار اور خاص کر یہود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا ہونا اور پیغمبر ہونا ایسا جانتے تھے جیسا کوئی اپنی اولاد کو پہچانتا ہے کہ اُسکے آگے پیدا ہوئی ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی خبرین اور آپ کی صورت وسیرت اور صفتین اور نام ونشان اور پیدا ہونے کا مقام سب اُنکی کتابون مین لکھا تھا اور اُنکی زبانون پر جاری تھا بہت یہود موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے عہد تک آپ پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کرنے کو مدینہ منورہ مین آکر رہے اور ساری عمر اسی شوق مین گزاری اور مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت کی کہ اگر تم زمانہ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاؤ تو آپ کی خدمت مین ہمارا سلام پہونچانا اور ہمارے ایمان لانے کا پیغام عرض کرنا اور حقیقت مین یہود سے زیادہ یہ علم کوئی نرکھتا تھا۔ جب آفتاب نبوت نے طلوع کیا اور یہود کی شقاوت ازلی نے جوش مارا اُنکی بینائی کی آنکھ پر پردہ خفاشی کا ایسا پڑا اور حسد وعناد واستکبار کی گھٹا اُنپر ایسی چھائی کہ کفر وانکار کے گڑھے مین گر پڑے اور اس دلدل مین ایسے پھنسے کہ ہدایت کی سیدھی راہ پر قدم نہ رکھ سکے یہان سے معلوم ہوا کہ علم اور عقل بغیر اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور عنایت کے بالکل کارگر نہین ہوتی اور کچھ اثر نہین رکھتی وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا۔

فعوذ باللہ من علم لا ینفع وقلب لا یخشع مصرع علمے کہ رہ بحق ننماید جہالت است

حاشیہ ۱ یہ آیہ سورہ بقرہ مین ہے شروع اسکا یہ ہے الذین آتیناہم الکتاب۔ وہ لوگ کہ ہمنے اُنکو کتاب دی ہے پہچانتے ہین اُسکو جیسا کہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہین اور آگے اسکے فرمایا۔ وان فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون۔ اور بیشک ایک فرقہ اہل کتاب مین سے البتہ حق کو چھپاتے ہین اور وہ جانتے ہین اور اسی سورہ مین ہے وان الذین اوتوا الکتاب لیعلمون انہ الحق من ربہم۔ اور بیشک وہ لوگ کہ کتاب دی گئی ہین جانتے ہین کہ بیشک وہ حق ہے اُنکے رب کی طرف سے ان آیات سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کو خوب جانتے اور پہچانتے تھے مگر اُنھون نے حسد وعناد سے آپ کی نبوت کا انکار کیا اور آپ کے نشان توراۃ اور انجیل مین سے مٹاتے اور قرآن مجید کو حق جانکر جھٹلایا ۱۲ حاشیہ ۲ غیاث مین منتخب اور قاموس سے نقل کیا ہے کہ خفاش خے کی پیش اور فے کی تشدید سے شپرک کو کہتے ہین اور ہندی مین اُسکو چمگادڑ بولتے ہین وہ بہ سبب ضعف بصارت کے آفتاب کی روشنی کی تاب نہین لاسکتی اسلئے دن کو اندھیرے مکانون مین چھپی رہتی ہے اور رات کو نکلتی ہے۔ پس خفاشی کے معنی آنکھ چرانا ہے اور دیکھ نہ سکنا ہوگے اور حسد کے معنی کسی کی نعمت کا زوال چاہنا اور منتخب مین ہے کہ عناد عین کی زیر سے ہو تو اُسکے معنی لڑائی لڑنا ہین اور استکبار کے معنے اپنے تئین بزرگ سمجھنا اور گردن کشی کرنا ۱۲ حاشیہ ۳ یہ آیہ سورہ نحل مین ہے اور انکار کیا اُسکا از روے ظلم وتکبر کے اور یقین کیا

مصرع - ہے جہل علم وہ نہ دکھائے جو راہِ حق ✻ وھی لا یزید ولا ینقص -

اور ایمان نہ زیادہ ہووے اور نہ کم جب ثابت ہوا کہ ایمان کی حقیقت تصدیق قلبی ہے اور وہ ایک ہے تو وہ زیادہ اور کم نہین ہو سکتا اسلئے کہ زیادتی اور نقصان تعدد اور گنتی مین ہوتا ہے اگر تصدیق کے ساتھ اعمال صالح بھی ایمان کے معنون مین داخل کئے جاوین تو بسبب زیادتی اور کمی اعمال کے ایمان بھی کم اور زیادہ ہوگا لیکن جب ایمان کے معنی فقط تصدیق قلبی ہین اور اعمال اُس مین داخل نہین ہین تو امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے اس قول کے معنی کہ الایمان لا یزید ولا ینقص بے شبہ اور بغیر کسی اشکال کے بن گئے اور حقیقت مین یہ عبارت اشارہ کرتی ہے کہ اعمال ایمان مین داخل نہین ہین کہ یہی مذہب اہل سنت[1] والجماعت کا ہے وباللہ التوفیق ✻ والایمان والاسلام واحد -

اور ایمان اور اسلام ایک ہی ہے ایمان کے لفظ سے تصدیق قلبی اور باطن کے حال کی درستی سمجھی جاتی ہے اور اسلام خشوع اور انقیاد ظاہری پر دلالت کرتا ہے چنانچہ اس آیت مین فرمایا قالت الاعراب آمنا الآیہ اور یہان اس عبارت سے یہ مقصود ہے کہ جو مومن ہے

---

[1] جو کہتے ہین کہ ایمان فقط تصدیق قلبی کا نام ہے اُنکی دلیل یہ آیتین ہین اول سورہ مجادلہ مین ہے اولئک کتب فی قلوبہم الایمان - یہ وہ ہین کہ لکھا ہے انکے دلون مین ایمان دوسری سورہ نحل مین ہے - وقلبہ مطمئن بالایمان - اور اُسکا دل تسکین پانے والا ہے ایمان کے ساتھ اور برقرار ہے ایمان پر - تیسری سورہ حجرات مین ہے - ولما یدخل الایمان فی قلوبکم - اور ابھی نہین داخل ہوا ایمان تمہارے دلون مین اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا - اللہم ثبت قلبی علی دینک - اے اللہ ثابت رکھ میرا دل اپنے دین پر اور فقط اقرار زبانی ایمان نہین ہے کہ اللہ تعالے نے بعضے اقرار کرنے والون کے ایمان کی نفی فرمائی سورہ بقرہ مین ہے - ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمومنین اور ایک لوگ وہ ہین جو کہتے ہین ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور اُنکو یقین نہین ہے لیکن بے اقرار زبانی کے دل کے ایمان کا حال معلوم نہین ہو سکتا اسلئے اس کو ایمان مین داخل کیا ہے اور کافی ہے اسکے لئے فقط کلمہ شہادت کا پڑھنا صحابہ رضی اللہ عنہم جب کسی سے کلمہ شہادت سنتے ایمان کا حکم کرتے اور اُس سے کچھ دل کا حال نہ پوچھتے اور عمل ایمان مین داخل نہین ہین لیکن ایمان صحت اعمال کی شرط ہے کہ بغیر ایمان کے عمل صحیح نہین ہوتے سورہ نساء مین فرمایا - ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وہو مومن - اور جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان رکھتا ہوگا سو وہ لوگ داخل ہونگے جنت مین - پس جب اعمال ایمان مین داخل نہ کئے گئے تو ایمان زیادہ اور کم نہین ہو سکتا اگر کہین کہ ایمان پر علی الدوام ثابت رہنا بھی تو ہر گھڑی اسکی زیادتی کا سبب ہے کہ زیادہ ہوتے ہین اس سے پھل ایمان کے اور اشراق اور نور اور ضیا دل مین اسکا یہ جواب ہے کہ یہ سب زیادتی عمل ہی مین ہے نہ اصل ایمان مین مگر بعض محققین نے کہا ہے کہ ایمان تو کم اور زیادہ نہین ہوتا لیکن قوت اور ضعف کے[2]

وہ مسلم ہے اور جو مسلم ہے وہ مومن ہے ان مین کچھ مغائرت نہین ہے ولا ینبغی لاحد
ان یقول انا مومن انشاء اللہ تعالے اور نہین لائق ہے یہ کہ کہے مین مومن ہون اگر
اللہ تعالے چاہے اس مسئلہ مین علمار کا اختلاف ہے حنفی اس قول کو منع کرتے ہین اور شافعی جائز
بتاتے ہین اور درحقیقت یہ کچھ اختلاف نہین ہے کس واسطے کہ اگر انشار اللہ تعالے کہنے سے
ایمان اور تصدیق مین تردد اور شک کا ارادہ کرین تو یہ کلمہ کہنا روا نہین ہے کہ شک و تردد
جزم و یقین کے مخالف ہے کہ حقیقت ایمان کی ہے اور جو انشار اللہ تعالے کہنے سے محض
ذکر الٰہی کا ارادہ کرے تبرکاً و تیمناً یا عجب کے دور کرنے اور نفس کے سنوارنے کا ارادہ
کرے یا عاقبت کا حال معلوم نہین ہے اسلئے یہ لفظ کہے یا ایمان کامل نجات دینے والے کے
حصول مین اسکو تردد ہو جسکو اللہ تعالے نے فرمایا اولئک ھم المومنون حقا اسلئے
یہ کلمہ کہے تو روا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اسلئے بھی نہ کہے کہ ایمان کے باب مین صورت شک و
تردد و توہم کی زبان پر جاری نہو و ایمان الباس غیر مقبول اور
ایمان باس کا مقبول نہین ہے باس کا لفظ شدت اور عذاب کے معنی مین آیا کرتا ہے لیکن
یہان سکرات موت سے مراد ہے اور آخرت کے احوال کے دیکھنے سے موت کے وقت دکھائی دیتے

ف اللہ تعالی نے سورہ ذاریات مین فرمایا ہے - فاخرجنا من کان فیہا من المومنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین
پس نکالا ہمنے جو تھا اس کا فون مین ایمان والا پھر نہ پایا ہمنے وہان سوا ایک گھر کے مسلمانون مین یعنے حضرت لوط
علیہ السلام کا گھر اس سے معلوم ہوا کہ ان دونون لفظون کے ایک ہی معنے ہین اور یہ دونون آپس مین مترادف ہین
اسی لئے شرع شریف مین جائز نہین ہے کہ کسی پر حکم کرین مومن ہے اور مسلمان نہین ہے یا مسلمان ہے اور مومن نہین
ہے پس دونون مین سے ایک پر اکتفا نہین ہو سکتا اگر کہین یہ آیت - قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا
کہا عربون نے ایمان لائے ہم اللہ تعالے نے فرمایا کہ کہہ نہین ایمان لائے تم اور لیکن کہو مسلمان ہوئے ہم بغیر ایمان
اسلام کے ہونے پر دلالت کرتی ہے اسکا یہ جواب ہے کہ اسلام شرع شریف مین وہی ہے جو بغیر ایمان کے نہو اگر کہین
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی یہ صفت فرمائی ہے - الاسلام ان تشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول
اللہ و تقیم الصلوۃ و تؤتی الزکوۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا - اسلام یہ ہے کہ گواہی دے
تو کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا رسول ہے اور قائم کرے تو نماز اور دے تو زکوۃ
اور روزہ رکھے تو رمضان کے اور حج کرے تو بیت اللہ کا اگر طاقت رکھتا ہو اسکی طرف زاد و راہ کی اور یہ حدیث
اعمال ظاہری پر دلالت کرتی ہے نہ تصدیق قلبی پر - اسکا یہ جواب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اسلام کے
پھل اور نشان بیان فرمائے ہین جیسا کہ اپنے دوسری حدیث مین یہ اور نشان ایمان کے فرمائے ہین - اتدرون
الایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال علیہ السلام شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و شہد ان محمدا رسول اللہ ۱۲

ہین چنانچہ حدیثون مین آیا ہے کہ ہر شخص موت کی وقت اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے مومن بھشت مین اور کافر دوزخ مین پس اگر اس حالت مین کوئی کافر ایمان لاوے تو مقبول و معتبر نہین ہے اس لیئے کہ غیب پر ایمان لانا چاہیے کہ بندہ اپنی اختیار اور قصد سے اللہ تعالےٰ کے حکم بردار اور اطاعت کی واسطے لایا ہو اور اسوقت کا ایمان غیب پر نہین ہے اور اضطراری ہے قیامت کے دن تمام کافر پکارین گے ربنا ابصرنا و سمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون ای اللہ ہماری آنکھین بینا ہوگئین اور کان سننے والے ہوگئے او یقین ہوگیا ہمکو کہ جو کچھ تیرے پیغمبر دنیا مین خبرین دیتے تھے اور تیری کتابون مین لکھا تھا سب سچ ہے ہمکو دنیا مین بھیجدے کہ ایمان لاوین اور اچھے کام کرین اور ثواب کے مستحق ہووین لیکن یہ ایمان اور حق کا اقرار اس وقت ان کو کچھ فائدہ نہ کرے گا اور تمام اہل حق اول سے آخر تک اتفاق رکھتے ہین کہ یاس کا ایمان مقبول نہین ہے حدیث شریف مین آیا ہے ان اللہ تعالی یقبل التوبۃ العبد مالم یغرغر غرغرہ موت کی حالت اور سکرات کی شدت اور روح کے حلقوم مین پہونچنے سے کنایہ ہے اور قرآن مجید مین فرمایا ہے فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راو باسنا ــــ یعنی یاس اور عذاب الٰہی کے دیکھنے کے وقت ایمان لانا فایدہ نہین کرتا اور دوسری جگہ فرمایا ولیست التوبۃ للذین یعملون السیات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الان اس آیت کے ساتھ استدلال صحیح ہے کہ پہلی آیت مین احتمال ہے کہ رویت یاس سے قیامت کی نشانیون کا دیکھنا مراد ہو جیسے مغرب سے آفتاب کا نکلنا جیسا کہ بعض مفسرین نے اس کی تفسیر مین لکھا ہے کہ یہ پچھلی آیت صراحۃً پکارتی ہے کہ مرتے وقت کی توبہ اور ایمان مقبول نہین ہے اور ان دلائل مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسا مرتے وقت کا ایمان مقبول نہین ہے ایسی ہی مرتے وقت کی توبہ بھی مقبول نہین ہے اور اکثر فقہا کا یہی مذہب ہے اور بہت سے علماء کے نزدیک یاس کی توبہ مقبول ہے ـ لیکن ایمان بالاجماع و بالاتفاق مقبول نہین ہے اب باجماع امت لازم آیا کہ فرعون کا ایمان جو ڈوبتے وقت لایا تھا مقبول نہین ہے

(حاشیہ صفحہ ۵۶) ایک ہی ہے اور ایک حدیث مین یون فرمایا ہے الایمان بضع و سبعون شعبۃ اعلاھا قول لا الہ الا اللہ وادناھا اماطۃ الاذی عن الطریق ایمان کے ستر اور کئی ٹکڑے ہین بڑا ان مین کا اقرار لا الہ الا اللہ کا ہے اور چھوٹا راہ مین سے ایذا کا ہٹا کرنا ہے ۱۲ شرح عقاید اور اسکے حواشی سے لکھا گیا ۱۲ [illegible] یہ آیہ سورہ انفال مین ہے یہ مومن ہین حق اور سچے اسکے آگے فرمایا لھم درجات عند ربھم اور سبکے لیئے درجے ہین ان کے رب کے پاس ۱۲ [illegible] حدیث ترمذی و ابن ماجہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

کس واسطے کہ ڈوبنے کا وقت یاس کا وقت تھا اور حیات سے بالکل ناامیدی کا زمانہ تھا اور
ہنگام اضطرار تھا نہ وقت اختیار اس اُمت کے تمام پیشواؤن اور مجتہدون کا یہی مذہب ہے
اور اسی سبب سے شرع شریف مین ہر جگہ اُسکی مذمت آئی ہے اور اُسکا کفر و استکبار[سلہ] قرآن مجید کی
آیتون سے ظاہر ہے اور اُسکے جہنمی ہونے پر نص صریح دال ہے فاخذہ اللہ نکال الآخرۃ
والاولی اور دوسری جگہ فرمایا ہے[سلہ] یقدم قومہ یوم القیمۃ فاوردھم النار
جو عرب کی زبان کو جانتا ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ یقدم قومہٗ کے یہ معنی ہین کہ وہ اپنی قوم کے
ساتھ آگ مین جائیگا اور وہ اُنکا پیشوا اور سردار ہوگا ملک عرب کے پُرانے شاعرون مین سے
امرأالقیس تھا اُسکی مذمت مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے[سلہ] یقدم الشعراء الی النار
اور جگہ فرمایا واستکبر ھو وجنودہ فی الارض بغیر الحق وظنوا انھم الینا لا یرجعون تکبر کیا فرعون
اور اُسکے لشکر نے زمین مین ناحق اور گمان کیا اُس نے اور اُسکے لشکر نے کہ ہماری طرف نہین
رجوع کرتے ہین اور ہماری درگاہ قہاری اور سخت عذاب کرنے والی مین نہین حاضر ہونگے جیسا
اور کافر گمان کرتے ہین فاخذناہ وجنودہ فنبذناھم فی الیم پس اپنے قہر اور
عذاب مین ہمنے اُسکو اور اُسکے لشکر کو پکڑلیا اور ہمنے اُن سبکے دریا مین ڈالدیا فانظر کیف
کان عاقبۃ الظالمین پس دیکھ کہ انجام ظالمون اور متکبرون اور کافرون کا کہ اُنھون نے خدا
اور اُسکے رسول کے ساتھ تکبر کیا اور دنیا و آخرت مین اُسکی سزا پائی اور رسوا ہوئے کیا ہوا
وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار اور کیا ہمنے اُنکو یعنی فرعون اور اُسکے لشکر کو امام
اور پیشوا اہل دوزخ کے کہ اورون کو دوزخ کی طرف بلاتے ہین ویوم القیمۃ لا ینصرون

[سلہ] خیاشہ بین یہ ہے کہ استکبار الف کے زیر سے اپنے تئین بڑا جاننا اور گردن کشی کرنا اور فرعون کا تکبر اس درجہ پر پہونچا تھا کہ اُس نے خدائی کا دعوی کیا تھا اور اپنے تئین رب العالمین کہتا تھا اسی واسطے جب جادوگر اللہ تعالے پر ایمان لائے تو کہا کہ اٰمنا برب العالمین ایمان لائے ہم جہانون کے پالنے والے اور پرورش کرنے والے پر پھر اُسکے دل مین خیال آیا کہ رب العالمین تو فرعون بھی اپنے تئین کہتا ہے ایسا نہو کہ یہ سمجھے کہ مجھپر ایمان لائے مین اور لوگ بھی یہی خیال کرین اسلیئے اُنھون نے اس شک کے دفع کرنے کو اسکے آگے کہا کہ رب موسی و ہارون یعنی ہم اُس رب العالمین حقیقی پر ایمان لائے ہین کہ جسپر موسی اور ہارون ایمان لائے ہین اور جس نے ان کو پیغمبر بنایا ہے اور یہ اُسکی طرف خلقت کو بلاتے ہین اور اُسکی گردن کشی کا حال اللہ تعالے نے سورہ نازعات مین فرمایا ہے ۔ انہ طغی اے موسی جا فرعون کی طرف بیشک اُس نے سر اُٹھایا ہے اور اُسی سورۃ مین اللہ تعالے نے اُسکا قول نقل فرمایا ہے ۔ فقال انا ربکم الاعلی ۔ فرعون نے کہا مین تمہارا بڑا رب ہون ۱۲ [سلہ] یہ آیت سورہ نازعات مین سے پس

[illegible] [سلہ] مین ۱۲ یہ آیت سورہ ہود مین ہے [illegible] فرعون [illegible] عذاب ان سب سے زیادہ ہوگا [illegible] [سلہ] [illegible] [سلہ] ۱۲ [illegible] سورہ قصص مین ہین ۱۲

اور وہ قیامت کو یاری اور مدد نہین دیئے جانے کے بلکہ مخذول[۱] مردود ہونگے واتبعنا ھو
فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیمۃ ھم من المقبوحین اور ہمنے مقرر کی اُنکے واسطے اس
دنیا مین لعنت[۲] اور قیامت کے دن وہ اور اُسکا لشکر رسوا ہوگا۔ فرعون کے اس حال پر
قرآن گواہ ہے اگر وہ مسلمان ہوکر دنیا سے طاہر و پاک جاتا ہرگز ایسے وصفون کے ساتھ
اُسکو یاد نہ کرتے اگر اُسکے اسراف و تکبر و ظلم و کفر کو اُسکی حیات اور دنیا کے حالات پر حمل
کرین ممکن ہے لیکن ویوم القیمۃ ھم من المقبوحین تو فقط آخرت کی بدحالی پر دلالت
کرتا ہے حاصل کلام یہ کہ ہرگز عقل مین نہین آسکتا کہ وہ اللہ تعالے کے نزدیک سچا مومن ہو
اور کہین اُسکی تعریف نہین آئی اور نہ اُسکے خاتمہ کے اچھے ہونے اور انجام بخیر ہونے کا کہین
ذکر ہے کہ ہمارا فلانا بندہ تمام عمر کفر و عصیان مین مبتلا رہا آخر ہمارے فضل و رحمت نے
اُسکی دستگیری کی بلکہ سب جگہ اُسکی مذمت اور اُسپر ملامت ہے اور کہین اُسکے ایمان کا ذکر
نہین ہے مگر اس آیت مین حتی اذا ادرکہ الغرق قال آمنت انہ لا الہ الا الذی
آمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین اگر تامل کیا جاوے تو اس آیت سے بھی سوا
اُسکے اور کچھ نہین معلوم ہوتا کہ وہ ظالم تمام عمر تکبر و اسراف و کفر و نافرمانی مین غرق رہا اور
موسی و ہارون علیہما السلام نے اُسکے واسطے عذاب کی درخواست کی آخر وقت کہ حیات سے بالکل
مایوس تھا اور عذاب الٰہی کا تماشا دیکھ چکا تھا اُس وقت زبان پر کلمہ اسلام کا جاری کیا اُسوقت
کا ایمان کچھ فائدہ نہین دیتا آخر اللہ تعالے نے فرمایا کہ اب وہ کفر و فساد تیرا کہان گیا آج ہم
تجکو دنیا مین فضیحت و رسوا کرینگے اور تیری لاش کو دریا کی تہ سے نکال کر تماشا گاہ اور اہل عالم کیلئے
محل عبرت[۳] بنا دینگے کہ سب جانینگے کہ انجام کفر و طغیان اور ضد او رسول خدا کے ساتھ تکبر کا

---

۱ منتخب مین ہے مخذول کے معنی خوار کیا گیا اور مردود کی معنی رد کیا گیا اور درگاہ الٰہی سے نکالا گیا ۱۲

۲ منتخب مین ہے کہ لعنت اور لعن لام کی زبر سے ہے دونون کے معنی نفرین کرنے اور نیکی اور رحمت سے دور کر دینا ہے اور یہان یہ معنی ہین کہ اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور یہ خاص کافرون کے لئے ہے اللہ تعالے نے سورہ بقرہ مین فرمایا۔ ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار اولئک علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ بیشک جنہون نے کفر کیا اور مر گئے ایسے حال مین کہ وہ کافر تھے یہ وہ ہین کہ اُن پر ہے لعنت اللہ کی اور فرشتون کی اور آدمیون کی سب کی یعنی اُنکو اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے دور کر دیا اور فرشتے اور آدمی سب اُنکے واسطے اللہ تعالے کی رحمت سے دور ہونا چاہتے ہین اور اُنکو نفرین کرتے ہین اس آیہ شریفہ مین اُن کافرون پر لعنت فرمائی جنکا خاتمہ کفر پر ہوا اور فرعون اور اُسکے لشکر کے لئے بھی دنیا اور آخرت مین لعنت فرمائی ۱۲

یا آخرت مین فضیحت و رسوائی ہے چنانچہ ایسا ہی فرمایا ہے فاخذہ اللہ نکال الاخرۃ والاولی
ان فی ذالک لعبرۃ لمن یخشی ——— یہ مذمت تو اُسکی قرآن مین ہے اور حدیثون مین اور
اجماع امت یعنی صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و علماء مجتہدین و مشایخ متقدمین و متاخرین رحمہم اللہ مین
مین بہت کچھ موجود ہے اگر اُسکا خاتمہ بالخیر ہوتا تو وہ کفر و طغیان مین اس قدر ضرب المثل نہوتا روایت
ہے کہ جب غزوہ بدر مین ابوجہل قتل ہوا تو حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مات فرعون
ھذہ الامۃ اگر فرعون طاہر و پاک مرتا تو اُسکے ساتھ ابوجہل کی تشبیہ کہ قطعی جہنمی ہے کیونکر درست
ہوتی اگر کہین کہ یہ تشبیہ اُس کفر و تکبر کے سبب سے ہے کہ وہ حالت حیات مین رکھتا تھا اُس
کا یہ جواب ہے کہ شریعت مین کہین نہین آیا کہ بعد توبہ کرلینے اور اسلام لانے کے کسیکو اُسکے پہلے
کفر و گنہگاری کے اعتبار سے کفر و عصیان مین مشبہ بہ بناوین اسواسطے کہ اسلام اپنے ماقبل
کے سب گناہون کو مٹا دیتا ہے بہت سے رئیس قریش کے کہ تمام عمر کفر اور نبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی عداوت مین مضبوط رہے آخر ایمان لائے اور دنیا سے ایمان کے ساتھ گئے
شرع شریف مین اُن کے پہلے حال کے اعتبار سے اُن کی مذمت اور تشبیہ کہین نہین
بیان ہوئی خاص کر قرآن مجید مین اس کثرت سے کہ فرعون کی مذمت موجود ہے اور
کسی نے مشایخ طریقت مین سے اُس کی طرف اسلام کی نسبت نہین کی مگر شیخ محی الدین رح
ابن عربی نے اللہ تعالی اُسکی قبر کو منور کرے اپنی کتاب فصوص مین کی ہے اور یہ قول یا تو مبنی ہے

(بقیہ صفحہ ۵۹) اور اسکے اصل عبور ہے یعنی گذرنا پس عبرت کے معنی ہوئے طبیعت کا عبور کرنا اور گذرنا غفلت سے آگاہی
کی طرف ۱۲ سلہ یہ آیہ سورہ نازعات مین ہے جمع کر مین فرعون پکارا کہ مین تمہارا سب سے بڑا رب ہون اس تکبر اور گناہ عظیم کی
سزا مین پس اللہ تعالے نے اُسکو پکڑا آخرت اور دنیا کی عذاب مین بے شک اسمین عبرت ہے اُس شخص کے لیئے جو ڈرتا ہے ۱۲
سلہ مارنا یعنی بیان کرنا مثال کا یہ عرب کا محاورہ ہے کہ بعضے مقام پہ بیان کرنے جگہ مارنے کا لفظ بولتے ہین اللہ تعالے نے
سورہ زمر مین فرمایا ہے ولقد ضربنا للناس فی ہذا القران من کل مثل اور بے شبہ بیان کی ہمنے آدمیون کے لئے اس قران مین ہر چیز کے
مثل اور غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ مثل میم کے زیر سے ہو تو اُسکے معنی ساتھ ہین اور میم و ثی دونون کے زبر سے ہو تو اُس کے
معنی ہین مانند و وصف حال و قصہ مشہور اور وہ قصہ و حکایت جو کسی مطلب کے واضح کرنیکو بیان کرین اور یہ مثل مانند کا لفظ
اکثر واسطے تشبیہ کے آتا ہے جسکو تشبیہ دیتے ہین اُسکو مشبہ کہتے ہین اور جس سے تشبیہ دیتے ہین اُسکو مشبہ بہ کہتے ہین یا درجس صفت
مین تشبیہ دیتے ہے اس مین مشبہ بہ مشبہ سے زیادہ اور افضل ہوتا ہے اور ضرب المثل کا لفظ اکثر مشبہ بہ کی جگہ بولا جاتا ہے مثلاً اگر یون

ایمان یاس کے مقبول ہونے پر اور یہ اجماع کے خلاف ہے یا فرعون کے لئے یاس کے نفی پر اور یقیناً ادراک غرق کی حالت یاس اور موت کے پہونچنے کی حالت ہے اور شیخ موصوف نے فتوحات مکیہ مین اُسکی نہایت مذمت اور سخت کفر اُس کا بیان کیا ہے کہتے ہین کہ دوزخ را مراتب و درکات است بعضہا اشد من بعض و درکہ از درکات او ہست کہ برائے اہل دعوت عتو و استکبار برحضرت رب العزت کہ اشد و اغلظ انواع کفر است آفریدہ اند مثل فرعون و اشباہ او لیکن اِس کتاب یعنی فصوص مین اسکے خلاف کہا ہے کہتے ہین کہ یہان اُس احتمال کا بیان مقصود ہے جو قرآن کی اس آیت مین ہے حتے اذا ادرکہ الغرق قال امنت الایۃ ـــ اپکے مذہب کی وہی تحقیق ہے جو آپنے فتوحات مین بیان کی ہے واللہ اعلم اور جو اپکا یہی مذہب اور اعتقاد ہو کہ فرعون مومن تھا دوسرا کوئی کس طرح اُس کا معتقد ہو سکتا ہے جبکہ وہ تمام امت کے اجماع کے مخالف ہے اور اجماع امت دلیل قطعی ہے دلائل شرعیہ سے یہ کمال حیرت کا مقام ہے آخر الامر لتغافل و اغماض اور مقتضائے اجماع کے ساتھہ آپ کے قول کے یہ تکلیف تطبیق کرنی ہے نہ یہ کہ آپکے قول کو صحیح اور تمام اہل دین اور ملت کی معارض سمجھکر اوسی پر اعتقاد کرین اور اسی کو اپنا مذہب ٹھیرا دین اور سبکے اقوال کو برباد کر دین جیسا کہ اس زمانہ کے متصوفیہ کا حال دیکھا جاتا ہے نعوذ باللہ من الخلل و الزلل آخر نبیون کے سوا اور تو کوئی معصوم نہین ہے اگر کسی سے اجتہاد مین خطا ہو جاوے تو کیا نقصان ہے ـ

مذہبون کے امام دین کے پیشوا مین اور تمام اہل علم اُن کا اتباع کرتے ہین ـ کتنی ہی جگہہ ہوئی حیرت اس بات مین ہے کہ باوجود برخلاف ہونے اتفاق و اجماع اُمت کے ایک شخص کے قول پر یقین اور جزم کیونکر حاصل ہوا اگر یہ اعتقاد ہے کہ تمام اُمت مین سے حق اُوسے ایکے ذات پر

(بقیہ صفحہ ٦٠) اُسکے ساتھہ کفر مین تشبیہ دیا کرین ایسا کہین ثابت نہین ہوا ١٢ ؂۵۱ دوزخ کے مرتبے اور درجے بنائے ہین کہ بعضون مین بعضون سے زیادہ شدت کا عذاب ہے اور اوسکے درجون ہی سے ایک درجہ نہایت سخت عذاب کا ہی کہ وہ حضرت ہے خدا تعالی پر تکبر کرنے والون اور خدائی دعوی کرنے والون کے لئے اور اس گروہ کے لیئے ایسا سخت اسیلے رکہا کہ انکا کفر بہی بہت ہی سخت اور اشد ہے کفر کی سب قسمون مین سے اور یہ اشد کفر والی فرعون اور آسے جیسے ہین ؂۵۲ اس آیت کا ترجمہ اوپر گذرا ١٢ ؂۵۳ غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ اغماض الطرف کے زیر سے ہی چشم پوشی کرنے اور معاملہ مین آسانی پکڑنے ١٢ ؂۵۴ پناہ مانگتے ہین ہم ساتہ اللہ کے نقصان بنیا ہی سے اور لغزش کجی سے ١٢

موقوف ہے تو کہئے کہ اسپر کیا دلیل ہے وہ بیان کیجئے اور جو صرف تقلید و اتباع ہے تو ایسے امور مین اہل فتویٰ و اجتہاد کی تابعداری بہتر اور احتیاط سے نزدیکتر ہے اور اگر کہین کہ یہ صاحب کشف و یقین اور کامل ہین اور حقائق[1] و دقائق و معارف و مواجید اُن سے اسقدر ظاہر ہوئی ہین کہ باوجود اُنکے مسئلہ شرعی مین خطا امکان نہین رکھتی اور جو کچھ اُنہون نے اپنی کتاب مین کہا ہے بغیر زیادتی و کمی کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے یہ دوسرا مضمون ہے اور دم مارنے کا مقام نہین ہے واللہ اعلم[2] بحقیقۃ الحال حقائق و معارف آپ کے اپنی جگہ ہین کسکی مجال ہے کہ اُس مین دم مارے مگر یہ مسئلہ فقہ کا ہے اسمین قیاس سے دلیل لائی جاتی ہے اور اس مین شک نہین کہ آدمی سہو و نسیان سے خالی نہین ہے اور سوائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی خطا و خلل سے معصوم نہین ہے آخر آپنے فتوحات مین فرمایا ہے اور تمام تابع آپ کے اُسکو نقل کرتے ہین کہ قرآن مجید مین کوئی آیت خلود عذاب کے باب مین واقع نہین ہوئی ہے اگر ہے تو خلود نار مین ہے اور دخول نار عذاب کا مستلزم نہین ہے۔ پس آگ مین ہمیشہ رہنا بھی ہمیشگی کے عذاب کا مستلزم نہوا اور حال یہ ہے کہ قرآن مجید مین عذاب کی خلود کا بیان بہت جگہ ہے سورہ مائدہ مین فرمایا[3] وفی العذاب ھم خالدون اور سورہ فرقان مین ہے[4] ویخلد فیہ مھانا فیہ مین ہا کی ضمیر عذاب کی طرف راجع ہے اور سورہ الم سجدہ مین ہے[5] وذوقوا عذاب الخلد اور سورہ زخرف مین ہے[6] ان المجرمین فی عذاب جھنم خالدون

---

[1] حقائق حقیقت کی جمع ہے اور حقیقت ہر چیز کی اصلیت اور اُسکے حال کو کہتے ہین اور طالب کے کمال کے چار درجے ہین اُن مین سے تیسرے درجہ کا نام حقیقت ہے ہدیہ اسنی مین لکھا ہے کہ اس مقام پر پہونچکر اللہ تعالےٰ نے جو حکمتین اپنی امر و نہی مین رکھی ہین وہ آدمی کے دل پر کھلنے لگتی ہین اسلئے اس درجہ کا نام حقیقت رکھا ہے اور معراج المومنین لارشاد السالکین مین قاضی محمد بدل منجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے اگر کوئی اسے کرے وہ اہل طریقت کہلاتا ہے اور جو کچھ آپنے دیکھا جو کوئی اُسے دیکھے وہ اہل حقیقت ہے اور اس سے آگے درجہ معرفت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی والمعرفۃ راس اعمالی۔ یعنی شریعت میرے قول ہین اور طریقت میرے فعل ہین اور حقیقت میرے احوال ہین اور معرفت میرے عملون کا سر ہے اور دقائق دقیقہ کے معنی باریک بات ہے اور یہان علم تصوف کی باریکیون اور نکات سے مراد ہے اور معارف میم کی زبر اور رے بے نقط کی زیر سے غیاث مین لکھا ہے کہ شناسائی اور پہچان کی جگہ کو کہتے ہین اور یہان پہچان سے مراد ہے جو طالب کو چوتھے درجے مین حاصل ہوتی ہے جسکا نام معرفت ہے اور مواجید وجد کی جمع ہے اور غیاث مین منتخب و لطائف سے نقل کیا ہے کہ وجد واو کے زبر سے ہو تو اُسکے معنی ہین غمگین اور

باوجود آپ کے اُس علم اور کمال کے اور آپ کے اس اتباع کے کہ رکھتے تھے یہ سہو نہین ہے تو اور کیا ہے واللہ اعلم۔ حاصل اس نصیحت کا یہ ہے کہ اعتقادات اور احکام کفر و ایمان مین سواد اعظم کی پیروی سے باہر ہونا چاہیئے اور ائمہ مجتہدین کے تابع رہنا چاہیئے خاصکر اُس مسئلہ مین کہ اتفاق و اجماع ہوا اور آداب و اخلاق مین مشایخ کا تابع رہنا چاہیئے اور حُسن ظن و اعتقاد سب ان سے رکھنا چاہیئے اور انکے کلام کی توجیہ و تطبیق علماء کے کلام سے کرنی چاہیئے اور ریاضات و مجاہدات مین سعی کا قدم آگے رکھکر عمل کیا جاوے اگر استعداد کامل اور نیت صادق ہے اور مجاہدہ قوی ہین کشف اور یقین کے انوار و احوال خود بخود پرتوہ ڈالین گے اور مسائل فقہ مین کشف و کرامات کی تقلید سے احتیاط کرنی چاہیئے۔ واللہ الموفق[۵۱] وفقنا اللہ وایاکم لما یحب و یرضی شیخ ابن حجر مکی نے کتاب زواجر مین ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اس قول کی رو سے فلم یک[۵۲] ینفعہم ایمانہم لما رأوا باسنا تمامی مجتہدان دین و علماے اُمت نے فرعون کے کفر پر اجماع کیا ہے اور جو کسی کے نزدیک اُسکا اللہ پر ایمان لانا معتبر ہو تو بھی اس اجماع کے انعقاد مین شک نہین ہے اسلئے کہ نرا اللہ پر ایمان لانا بغیر اُسکے رسول پر ایمان لانے کے صحیح نہین ہے پس اگر تسلیم کیا جاوے فرعون کا اللہ پر ایمان لانا تو بھی وہ موسےٰ علیہ السلام پر تو ایمان نہین لایا تھا۔ پس یہ ایمان اُسکو کیا نفع کریگا اگر کوئی کافر ہزار بار کہے اشہد ان لا الہ الا الذی[۵۳] امنت بہ المسلمون تو وہ مومن نہین ہے جبتک یون نہ کہے وان[۵۴] محمد رسول اللہ اور اگر کہین کہ فرعون کے جادوگر بھی تو موسےٰ علیہ السلام پر ایمان نہین لائے تھے اور اُنکا ایمان مقبول ہوا اُسکا جواب یہ ہے کہ جادوگرون نے جب یون کہا کہ امنا[۵۵] برب العالمین رب موسےٰ وھارون تو ایمان کی اضافت[۵۶] موسیٰ و ہارون کے رب کی طرف کی اور اُس ضمن مین موسیٰ علیہ السلام پر

---

[۵۱] اللہ توفیق دے ہمکو اور تمکو اُس چیز کی کہ وہ دوست رکھتا ہے اور اُس سے راضی ہے ۱۲ [۵۲] بس نہین نفع دینے کا اُنکو ایمان اُنکا جب دیکھین گے وہ عذاب ہمارا ۱۲ [۵۳] گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ کہ جسپر مسلمان ایمان لائے ہین ۱۲ [۵۴] اور گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہین ۱۲ [۵۵] ایمان لائے ہم تمام جہانون کے پالنے والے پر کہ وہ موسیٰ اور ہارون کا رب ہے یہ آیہ سورہ شعراء مین ہے ۱۲ [۵۶] غیاث مین ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف نسبت کرنے کو اضافت کہتے ہین اور نحو کی اصطلاح مین اُس نسبت کو کہتے ہین جو دو اسمون مین واقع ہووے پہلے اسم کو مضاف اور دوسرے کو مضاف الیہ بولتے ہین اور فارسی والے مضاف کے حرف آخر کو کسرہ یعنی زیر سے پڑھتے ہین اور اضافت کی علامت

بھی ایمان حاصل ہوگیا خلاف قول فرعون کے کہ اُس نے کہا الذی اٰمنت بہٖ بنی اسرائیل
دوسرے یہ کہ جادوگر ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزے پر اور رسول کے معجزی
پر ایمان لانا عین رسول پر ایمان لانا ہی پس صریحًا موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور فرعون کے
کلام میں ہرگز موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا اشارتًا یا صراحتًا نہیں پایا جاتا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کا نام
نہ لینا اور بنی اسرائیل کا ذکر کرنا اسبات پر دال ہے کہ وہ ابتک موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کافر ہے اور اگر
کہیں کہ بعض اہل التصوف نے نقل کیا ہی کہ عذاب دیکھہ لینے کے وقت کا ایمان لانا بھی نافع ہے تو دعوے
کافرون کے کفر پر کیونکر درست ہوا اس کا یہ جواب ہے کہ اول تو اس نقل کی صحت ایسے صوفیہ اہل
اجتہاد سے کہ اُنکے قول پر اعتماد ہو اور اُنکی مخالفت اجماع کے انعقاد کو منع کرتی ہو ضرور ہے اور بصورت
نقل بھی تسلیم کی جاوے تو بھی فرعون کے کفر پر اجماع اُمت کے انعقاد مین کچھ ضرر نہیں کر سکتی
اس لیئے کہ نزے یاس کا ایمان معتبر نہونے سے فرعون پر کفر کا حکم نہیں کیا گیا ہے بلکہ اُسکے
رسول موسیٰ علیہ السلام پر اُس کے ایمان نہ لانے کی وجہ بھی اس مین شامل ہے اگر کہین کہ ابن
عربی ایمان اضطراری کی صحت کے قائل ہوئے ہین اور انہون نے فرعون کے ایمان پر حکم
کیا ہے اُس کا یہ جواب ہے کہ اس باب مین ابن عربی کا کلام مسلم نہین ہے اور خطا سے معصوم
ہونا خاص انبیاء علیہم السلام کے لیئے ہے اور آیت قرآن وحدیث صحیح ایمان یاس کے باطل ہونے
مین ظاہر موجود ہین پس باوجود ہونے آیت وحدیث کے کسی کی تاویل کی طرف حاجت نہین ہے
اور اصحاب تابعین رضی اللہ عنہم ومجتہدین رحمہم اللہ کا اجماع جو قرآن وحدیث کے موافق ہے اور
انہون نے جو تفسیر کی ہے کفایت کرتی ہے جب ثابت اور واضح ہوگیا کہ یاس کا ایمان صحیح ومعتبر
نہین ہے پس یہ بھی ثابت ہوگیا کہ فرعون کا ایمان بھی درست نہین ہے اگر تسلیم کرین کہ یاس کا
ایمان صحیح ہے تو فرعون کے ایمان کا صحیح ہونا جب بھی باقی رہے گا موسیٰ وہارون علیہما السلام پر
اُس کے ایمان نہ لانے کے سبب یہانتک ترجمہ کلام شیخ ابن حجر کا ہے کہ کتاب زواجر سے اختصار کیا ۵۵

(بقیہ صفحہ ۶۲) ۵۱ یہ آیہ سورہ یونس مین ہے کہا فرعون نے کہ ایمان لایا مین اسبپر کہ ایمان لائے اُسپر بنی اسرائیل
۵۲ منتخب مین ہے کہ اشارۃ الف کے زیر سے ہی اسکے معنی مین رمز یعنی رمز کرنی رسے یہ لفظ کی ہے اور اسکے
معنی ہین آب اور آبرو اور آنکہ وغیرہ سے اشارت کرنی ۵۳ یعنی اگر وہ علیحدہ ہو جاوین تو باقی امت کی مجموعہ
کو اجماع نہ کہہ سکین ۵۴ اور اللہ جانتا ہے دلون کا حال اور جتنی چیزین اور درود اللہ تعالیٰ کا اور سلام بھیجے

واللہ اعلم بالبواطن والسرائر والصلوٰۃ والسلام علی السید الصادق المصدوق محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔ والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان اور کبیرہ گناہ نہین نکالتا بندہ مومن کو ایمان سے جب معلوم ہوچکا کہ ایمان کی اصل تصدیق قلبی ہے اور اعضا کے عمل ایمان کی حقیقت مین داخل نہین ہین لیکن بغیر اعمال کے ایمان کامل نہین ہوتا تو اس سے لازم آیا کہ بغیر عمل کے اصل ایمان ناقص ہوتا ہے اور نقصان کسی چیز کا اسکو اسکی حقیقت سے نہین نکال دیتا بلکہ اسکے کمال سے نکال دیتا ہے پس ثابت ہوا کہ کبیرہ گناہ کرنا بندہ مومن کو ایمان کامل سے نکال دیتا ہے مگر اصل ایمان سے نہین نکالتا اور گناہگار ہونا اور بدکرداری بندہ کو کافر نہین کرتی بلکہ فاسق گناہگار کردیتی ہے پس مومن دو طرح کا ہوتا ہے ایک مطیع و فرمانبردار کہ وہ مومن کامل ہوتا ہے دوسرا عاصی و بدکردار کہ وہ مومن ناقص ہوتا ہے پس مومن کے لفظ کا اطلاق اور مسلمان کا خطاب فاسق اور عاصی پر قرآن حدیث مین موجود ہے اور انپر تمام احکام مسلمانی کے جاری ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم گناہگارون اور فاسقون کے جنازون کی نمازین پڑھتے تھے اور انکو مسلمانون کے قبرستان مین دفن کرتے تھے اور انکے لئے دعا و استغفار کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ گناہگار دائرۂ اسلام سے خارج نہین ہوتے اور گناہ دو طرح کے ہوتے ہین کبیرہ و صغیرہ ۔ کبیرہ وہ ہے کہ اسکا گناہ ہونا یقینی دلیل سے معلوم ہوا ہو یا اسپر وعید آئی ہو جیسا کہ ناحق خون کرنا زنا کرنا لواطت کرنا نیک عورت کو جو کسیکے نکاح مین ہو زنا کی تہمت لگانی دو چند کافرون کے مقابلے سے بھاگ جانا جادو کرنا ناحق یتیم کا مال کھاجانا ماں باپ مسلمان کو ناحق ستانا مکہ معظمہ کے حرم کی حد مین جن چیزون کی ممانعت ہے وہ کرنی بیاج کھانا چوری کرنا شراب اور نشے کی کوئی چیز پینی

---

۱ یہ مذہب معتزلہ کا رد ہے وہ کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ کرنیوالا نہ مومن ہے نہ کافر ہے بلکہ کفر اور اسلام کے بیچ مین ایک اور مرتبہ قائم کرتے ہین اسکا جواب متن مین مذکور ہے اور رد ہے خوارج کا وہ کہتے ہین کہ کبیرہ بلکہ صغیرہ گناہ کرنیوالا بھی کافر ہے ۱۲ ۲ غیاث مین کنز اور منتخب سے نقل کیا ہے کہ اطلاق کے معنی بولنے اور جاری کرنے کے ہین اور خطاب کے معنی منتخب اور لطائف سے لکھے ہین کہ کسی سے رو برو بات کرنی اور نام و لقب جسمین تعریف ہو اور قرآن مجید مین ایسی بہت آیتین ہین جنمین مومن کا لفظ عاصی کو فرمایا ہے انہین مین سے یہ آیہ سورہ بقرہ مین ہے ۔ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی ۔ اے ایمان والو لکھا گیا تمپر بدلا قتل کئے گیون مین اور سورہ تحریم مین ہے ۔ یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا ۔ اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف سچی اور خالص اور سورہ حجرات مین ہے ۔ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما الایہ ۔ اور اگر دو گروہ مومنون کے آپسمین لڑپڑین تو انکا ملاپ کرادو اور جو ایک چڑھ جاوے دوسرے پر تو سب لڑو اس چڑھائی والے سے جبتک کہ پھر آوے اللہ کے حکم پر اور حدیثین بہت ہین انہین مین سے ہے یہ حدیث کہ روایت کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ ان المؤمن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ ۔ بیشک جب مومن گناہ کرتا ہے اسکے دل مین

یا کھانے سُوَر کا گوشت کھانا جھوٹی گواہی دینی بے عذر سچی گواہی چھپانی روزے رمضان شریف کے بے عذر شرعی کھانے نماز نہ پڑھنی یا بے وقت پڑھنی مال کی زکوٰۃ نہ دینی جھوٹی قسم کھانی قطع رحمی کرنی ناپنے اور تولنے مین خیانت کرنی۔ مسلمانون سے ناحق لڑنا صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنا رشوت کھانی سلطان یا حکام سے کسی کی چغلی کھانی نیک کام کے حکم کرنے اور بُرے کام سے منع کرنے کی طاقت ہو اور اُس سے باز رہنا قرآن شریف یاد کر کے بھول جانا کسی جاندار کو آگ مین جلانا عورت کو مرد کی نافرمانی کرنی مرد کو عورت پر ظلم کرنا جورو خاوند مین جُدائی ڈلوانی اور لڑائی کرانی علمائے دین اور حافظون کی اہانت کرنی اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے ناامید ہونا اور اُسکے عذاب سے بے خوف ہونا یہ تمام مولانا جلال الدین دوانی نے روایتی سے کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب سے ہین نقل کئے ہین اور بعضے علماء نے انپر اور بھی زیادہ کئے ہین لیکن انکے معلوم کرنے کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ شرع شریف مین جسکے لئے حد آئی ہے یا وہ یقیناً معلوم ہوا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے اور جو ایسا نہو وہ صغیرہ ہے اور صغیرہ مین ایسی سختی نہین ہے اسواسطے کہ اُس سے بچنا مشکل ہے اور مذہب مختار کی رو سے تقوے مین نقصان نہین پہونچاتا اگر اُسپر استمرار نہو اور کبیرہ گناہ کرنیوالے کے اگرچہ دین مین نقصان اور ایمان مین ضعف ہے لیکن مومن ہی کچھ دائرہ اسلام سے خارج نہین ہوگیا ہے اور خارجی کبیرہ بلکہ صغیرہ گناہ کرنے والے کو بھی کافر کہتے ہین اور بطلان اس مذہب کا ظاہر ہوگیا ہے اور معتزلہ کہتے ہین کہ فاسق ہے نہ مومن ہے نہ کافر اور یہ پہلا مسئلہ[۵۴] ہے کہ اہل اسلام کے دین مین تمام مسلمانون کے اجماع کے برخلاف پیدا ہوا ہے اور یہ معتزلہ بھی پہلا فرقہ ہے کہ مسلمانی

(بقیہ صفحہ ۶۵) [۴۹] اور خون حق یہ ہے کہ کسیکو قصاص مین یا حد شرعی کی رو سے قتل کرین ۱۲ [۵۰] اسکو قذف کہتے ہین ۱۲ [۵۱] اسکو عقوق کہتے ہین ۱۲ [۵۲] جو دو زخم رشتہ دار ہین اُن مین کسی طرح جدائی ڈالنی ۱۲ [۵۳] اسکو تبرا کہتے ہین اور رافضی اسکو ثواب بتاتے ہین نعوذ باللہ من ذلک ۱۲ [۵۴] شرح عقائد مین لکھا ہے کہ معتزلہ دو طرح سے حجت لاتے ہین اول یہ کہ اُمت نے بعد اتفاق کے اثبات پر کہ کبیرہ گناہ کرنے والا فاسق ہے اختلاف کیا ہے ایک گروہ نے کہا کہ باوجود فاسق ہونے کے وہ مومن ہی ہے اور یہ مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے اور دوسرے گروہ نے کہا وہ کافر ہے یہ قول خارجیون کا ہے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ منافق ہے پس ہمنے متفق علیہ کو اختیار کیا اور اختلاف کو چھوڑ دیا اور کہتے ہین ہم کہ وہ فاسق ہے نہ مومن ہے نہ کافر نہ منافق دوسری دلیل یہ کہ اللہ تعالے نے الم سجدہ مین فرمایا۔ افمن کان مومناً کمن کان فاسقاً۔ کیا مومن فاسق کے برابر ہوسکتا ہے اسی آیہ مین مومن کو فاسق کے مقابلہ مین رکھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لا یزنی الزانی وھو مومن۔ نہین زنا کرتا زانی در آن حالیکہ وہ مومن ہو اور فرمایا۔ لا ایمان لمن لا امانۃ لہ۔ نہین ایمان اُسکا جو امانت دار نہو اور وہ کافر بھی نہین ہے جسکو امت قتل کرنے کا حکم نہ دے اور مرتدون کے حکم اُسپر جاری نکرے اور مسلمانون کے قبرستان مین اُسکو دفن کرین پہلی دلیل کا یہ جواب

کی بنا مین انہون نے رخنہ ڈالا ہے اور ﴿۵﴾ اپنی عقل و خواہش کی متابعت کی ہے اور نصوص ظاہری کی تعبیر و تاویل کی ہے حذلہم اللہ اور یہ بدبیت بالکل باطل اور یہ رائے انکی نہایت غلط ہے اسواسطے کہ اللہ تعالٰے نے اپنے بندون کو دو قسم پر بنایا ہے هو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن سوائے ان دو کے اور کوئی تیسری قسم نہین ہے اور حقیقت مین ان لوگون نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تصدیق کرنی اور آپ پر ایمان لانے کی قدر ہی نہین جانی کہ ایمان کی قوت اور نور ایمان کے مقابلہ مین تمامی گناہ ہے حقیقت مین جیسا کہ نیکیان باوجود کفر کے کچھ فائدہ مند نہین ہوتین اسیطرح بدیان بھی ایمان پر غالب نہین آسکتین اور ضرر نہین کرتین مگر ایمان کے کمال کو لیکن گناہ ایمان کو جب ضرر کرتا ہے کہ بطریق استحلال و استخفاف کے ہو یعنی حرام کو حلال جانے اور گناہ کو ہلکا سمجھے اور یہ خود عین کفر اور تصدیق کی مخالف ہے اگر حرام کو حرام جانے اور گناہ کو گناہ سمجھے اور بشریت اور غلبہ شہوت سے پھسل جاوے اور گناہ کر بیٹھے اور اپنے تئین گناہگار اور قصورمند سمجھتا ہو تو کافر نہین ہوتا۔ اسواسطے کہ یہ امر تصدیق قلبی کے ساتھ مخالفت نہین رکھتا دل مین اسکے ایمان ہے اور وہ مسلمان ہے لیکن اسکے اعضا نے دل کی تابعداری نہ کی خاصکر جبکہ وہ خدا تعالٰی سے ڈرتا بھی ہو اور اسکی مغفرت سے امید بھی رکھتا ہو اور اسکے دل مین توبہ کا بھی ارادہ ہو مگر اسپر مغرور نہونا چاہئے کہ گناہ کی شومی دل کی تازگی اور صفائی کو ایسا کھو دیتی ہے کہ اسکا نام و نشان باقی نہین چھوڑتی اور دلکو سخت و سیاہ کر دیتی ہے اور کفر سے ایکدرجہ نزدیک کر دیتی ہے اور جو عادت ہو جاوے اور ہمیشہ

(بقیہ صفحہ ٦٦) ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور آپ سفید چادر اوڑھے ہوئے سوتے تھے جب مین پہونچا اور آپ جاگے تو آپنے فرمایا۔ ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق۔ نہین ہے وہ بندہ جس نے کہا کوئی معبود نہین مگر اللہ پھر وہ مر گیا اسی حالت پر مگر داخل ہوا جنت مین کہا مین نے اور اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ اس نے زنا کیا اور چوری کی ہو۔ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق۔ دوبارہ مین نے کہا کہ اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو اسکے جواب مین بھی آپنے یہی فرمایا کہ اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر۔ تیسری بار عرض کیا مین نے اور اگرچہ زنا کرا ہو اور چوری کرے پھر آپ نے یہی فرمایا اور اگرچہ زنا کرا ہو اور چوری کرے ہو اور برکٹ جانے ناک ابی ذر کے یہ حدیث مشکوٰۃ مین ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس رسالے کے مصنف نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ رغم رغام سے مشتق ہے اور اسکے معنی ہین خاک پر مالکنے بیان خواری سے مراد ہے جب ابو ذر نے اس حکم کو ابی ذر سمجھا اور تعجب کیا تو گویا وہ ان کی مرضی کے خلاف تھا اور اس پر حکم کرنا گویا انکی خواری اور شکست ہے اسلئے آپنے انکو یہ لفظ فرمایا ۱۲ ﴿۵﴾ برباد اور تباہ اور خوار اور ذلیل کرے انکو اللہ تعالٰے ۱۲

﴿۶﴾ یہ آیہ سورہ تغابن مین ہے وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمکو پیدا کیا پھر تمکو دو حصے کیا پس ایک حصہ تم سے ہی کافر اور دوسرا مومن

﴿۷﴾ اس بیان سے خوب روشن ہو گیا کہ کیسا ہی گناہگار ہو مومن ہی رہتا ہے کافر نہین ہوتا اور خوارج جو گناہگار کو کافر کہتے ہین وہ ان آیتون کے ظاہر سے حکم لگاتے ہین سورہ مائدہ مین ہے۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ اور جو نہ حکم کرین موافق اسکے جو بھیجا اللہ نے پس وہ کافر ہین اور سورہ نور مین فرمایا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون اور جو کوئی کفر کریگا بعد اسکے

اُسمین مصروف رہے تو کفر سے بچنا مشکل ہوتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب بندے سے گناہ
صادر ہوتا ہے اُسکی دلپر ایک نقطہ سیاہ پڑجاتا ہے اگر توبہ کرتا ہے توجاتا رہتا ہے نہین تو وہ
سیاہی بڑھتی جاتی ہے اور تمام دل کو کالا کردیتی ہے بس اُسمین ایمان اور حق بات سُننے کی جگہ
نہین رہتی اور ختم وطبع کے یہی معنی ہین جو اللہ تعالےٰ نے ان آیات مین ارشاد فرمایا ہے
کلا بل ران علی قلوبھم طبع اللہ علی قلوبھم وختم اللہ علی قلوبھم پس گناہ اگرچہ
مومن کوایمان سے باہر نہین لاتا لیکن اس بات کا خوف ہے کہ رفتہ رفتہ کفر کی طرف نہ کھینچے سلامتی
اسی مین ہے کہ دنیا کو بقدر ضرورت اختیار کرے اور وہ تین چیزین ہین ایک اسقدر کھانا کہ بھوک بُجھا سکے
دوسرا کپڑا کہ ستر عورت کو ڈھانک سکے تیسرا مکان کہ گرمی جاڑے سے پناہ دے سکے اور بعد
ضروریات سے تجاوز کرکے مباحات کے میدان مین قدم رکھنا اور توسع کا دروازہ اپنے اوپر کھولنا
شبہات و مکروہات مین پڑتا ہے اور رفتہ رفتہ اسکی زیادتی محرمات تک پہونچا دیتی ہے پس اسلام کی
سرحد تو یہان تک ختم ہوگئی اسکے آگے کفر کی ریاست ہے نعوذ باللہ من ذلک حاصل یہ کہ کمال
اور نقصان کی ترقی اور تنزل کی طرف یہی دو رستے جاتے ہین ایک ایمان لانے اور واجبات اور سنتون
اور نفلون کے بجالانے اور مرتے دم تک اُسپر قائم رہنے کا رستہ اور دنیا کو بقدر ضرورت و مباح اختیار
کرنے کا اور دوسرا اُس سے بڑھکر شبہات و حرام مین مبتلا ہوکر کفر تک پہونچنے کا رستا اور کام کی

ف یہ حدیث مشکوۃ مین بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان المومن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ فان تاب واستغفر صقل قلبہ وان زاد زادت حتی تعلو قلبہ فذلکم الران الذی ذکر اللہ تعالےٰ کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون ۔ بیشک مومن جب گناہ کرتا ہے اُسکے دل مین ایک نقطہ کالا پیدا ہوتا ہے پس اگر توبہ اور استغفار کرتا ہے تو اُسکا دل صاف ہوجاتا ہے اور جو گناہ مین زیادتی کرتا ہے تو وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ کل دل سیاہ ہوجاتا ہے یہ وہی زنگ ہے جسکا بیان اللہ تعالےٰ نے کیا ہے سورہ تطفیف مین کوئی نہین بلکہ زنگ پکڑ گیا انکے دلون پر وہ جو کماتے تھے یعنی انکے بُرے فعلون کے سبب سے اُنکے دل سیاہ ہوگئے ۱۲ ف یہ آیہ سورہ تطفیف مین ہے ایسا نہین کہ جیسا وہ گمان کرتے ہین بلکہ زنگ پکڑا اُنکے دلون مین ۱۲ ف یہ آیہ سورہ توبہ مین ہے اور مہر کردی اللہ نے اُنکے دلون پر ۱۲ ف یہ آیہ سورہ بقرہ مین ہے اور مہر کردی اللہ نے اُنکے دلون پر ۱۲ ف غیاث مین ہے کہ مباح میم کی پیش سے وہ چیز ہے کہ حلال اور جائز ہو ۱۲ ف غیاث مین صراح سے نقل کیا ہے کہ توسع تے کی زبر اور سین بے نقط کی تشدید سے فراخی کرنی اور فراخ ہونا ۱۲ اور کیمیائے سعادت مین ہے کہ دنیا کے اختیار کرنے کے تین درجے ہین ایک بقدر ضرورت جسکا بیان متن مین ہوا اور یہ درجہ انبیا اور اولیا کو میسر ہوتا ہے دوسرے بقدر حاجت کہ جس چیز کی حاجت ہو اور وہ شرع مین مباح ہو اُسکے استعمال کرین یہ درجہ مومنین اور متقیون کو نصیب ہوتا ہے تیسرے بقدر تنعم و زینت یہ درجہ محرمات اور منہیات کے دریا مین ڈبونے والا اور آدمی کو ہلاک کرنے والا ہے اور فاسقون کا حصہ ہے ۱۲ اور اس کی حد نہین ہے ۔
بیت ۔ ہفت اقلیم اگر بگیرد بادشاہ ۔ ہمچنان دربند اقلیم دگر ۱۲ ف اول آدمی حرام چیزون کو استعمال کرتا ہے جب اُن کی لذت اُس کے دل مین سما جاتی ہے تو اُن کو حلال کہنے یا جاننے لگتا ہے اُس وقت کافر ہوجاتا ہے ۱۲ ف ہم پناہ پکڑتے ہین اللہ کے ساتھ اس سے ۱۲ ✦

حقیقت اور حال کی سلامتی خوف اور رجا کے درمیان ہے - واللہ الھادی ۔

واھل الکبائر من المؤمنین لایخلدون فی النار وان ماتوا من غیر توبۃ اور مومن کبیرہ گناہ کرنے والے ہمیشہ آگ مین نہین رہنے کے اور اگرچہ بے توبہ مرین کیونکہ جب بندہ کبیرہ گناہ کرنے سے کافر نہین ہوتا اور قرآن و حدیث سے ثابت ہوچکا کہ ہمیشہ آگ مین رہنا خاص دین کے منکرون اور کافرون ہی کے لئے ہے تو اس سے لازم آیا کہ گناہگار خواہ صغیرہ والے ہون خواہ کبیرہ والے ہمیشہ دوزخ مین نہین رہنے کے اگرچہ بے توبہ مرگئے ہون ہان تک خدا تعالے چاہیگا انکو عذاب کریگا اور دوزخ مین رکھیگا آخر پاک کریگا اور بہشت مین پہونچادیگا اور پھر ابداً آباد وہان سے باہر نہ لاویگا - امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین ایک حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے کہ ٹھیرنا بعضے گناہگارون کا دوزخ مین ایک گھڑی سے زیادہ نہین ہونے کا اور بعضونکا ایک دن بعضون کا ایک مہینے بعضون کا ایک برس بعضونکا اس سے زیادہ لیکن دنیا کی عمر سے زیادہ کوئی گناہگار دوزخ مین نہین ٹھیرنے کا اور وہ مدت سات ہزار برس کی ہے[ل] نعوذ باللہ من ذلک اور ایسا ہی روایت کیا ہے ابن ابی حاتم اور ابن شاہین نے علی رضی اللہ عنہ سے واللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء ٭ اللہ تعالے نے خبر دی ہے کہ مشرک اور کافر کو ہرگز نہین

[ل] اور قرآن مجید مین بہت سی آیتین ہین جو مومن کے جنتی ہونے پر دلالت کرتی ہین سورہ اذا زلزلت مین ہے - فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ - جو کریگا ذرہ کی برابر نیکی وہ اسکو دیکھے گا یعنی اسکی جزا پاویگا - بس ایمان بھی عمل نیک ہے اسکا بدلا ضرور ملیگا - پس یہ بدلا اگر گناہ کی سزا سے پہلے ملے تو لازم آوے کہ پہلے جنت مین داخل ہوا اور وہان ایمان کے جزا پاوے اور عیش و عشرت کرے پھر وہان سے نکل کر دوزخ مین جاوے اور گناہ کی سزا مین مبتلا ہو اور یہ بالاجماع باطل ہے پس حاصل ہوا کہ بعد سزا گناہ جہنم سے نکالا جاوے اور ایمان کی جزا جنت مین پاوے اور ہمیشہ وہان رہے اور سورہ توبہ مین فرمایا وعد اللہ المؤمنین والمؤمنات جنات - وعدہ کیا اللہ تعالے نے مومن مردون اور مومن عورتون سے جنتون مین داخل کرنے کا اور سورہ کہف مین فرمایا - ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لہم جنات الفردوس - بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے انکے لئے فردوس کی جنتین ہین اور یہ رد ہے معتزلہ کا وہ کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور کہتے ہین کہ یہ آیتین خلود عذاب پر دلالت کرتے ہین سورہ نساء مین ہے - ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا - جو قتل کرے مومن کو قصداً پس اسکی جزا جہنم ہے کہ اسمین ہمیشہ رہیگا اور اسی سورہ نساء مین ہے - ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا - اور جس نے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی اور گزرا اسکی حدون سے اسکو اللہ آگ مین داخل کریگا کہ وہ اس مین ہمیشہ رہیگا اور سورہ بقرہ مین فرمایا - بلی من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون - جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اسکو اسکے گناہ نے سو وہی آگ مین رہنے والے ہین اور وہ اس مین ہمیشہ رہینگے ۱۲ اسکا یہ جواب ہے کہ مومن کا ارادۃً قتل کرنے والا اور اللہ تعالے کی حد سے گزر جانے والا اور ایسی خطا مین کرنے والا کہ اپنی خطا ؤن مین گھر جاوے یہ سب صفتین کافر کی ہین اور مومن کی نشان سے بہت بعید ہے - پس یہ سب آیتین کافر کی شان مین ہین

بخشنے کا باقی صغیرہ و کبیرہ یا توبہ و بلی توبہ جسکو چاہیگا بخشیگا اور جسپر چاہیگا پکڑ کریگا یفعل اللہ
ما یشاء و یحکم ما یرید حاصل یہ کہ آدمی دو قسم کے ہین مومن اور کافر اور مومن بھی دو طرح
کے ہین مطیع اور عاصی اور عاصی بھی دو طرح کے ہین توبہ کرنے والے اور نہ کرنے والے پس کافر
ہمیشہ آگ مین رہینگے اجماعاً یعنے سب کے نزدیک اور مومن مطیع اور عاصی توبہ کرنے والے
بالاتفاق جنت مین رہینگے رہا عاصی غیر تائب اگر خدا چاہیگا اسے عذاب کریگا اُسکے گناہ کی قدر
اُسکو دوزخ مین داخل کریگا اور عذاب کے بعد اُسکو دوزخ سے نکال کر پھر جنت مین داخل
کریگا اور جو چاہیگا عفو کریگا کسی کی شفاعت سے یا بغیر شفاعت کے اور بغیر عذاب کیے
اُسکو جنت مین بھیجدیگا یعذب من یشاء و یغفر لمن یشاء اور گناہون کی بخشش کے
باب مین بہت حدیثین ہین ایک حدیث ہم سوال کے باب مین ذکر کر چکے ہین اور اُسی کی مانند
یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے بندے کو اپنے سامنے کھڑا
کریگا اور اُسکا اعمالنامہ اُسکے ہاتھ مین دیگا۔ پس دیکھے گا کہ اُسمین بدیون کے سوا کچھ نہین ہے
اور اعمالنامہ کی پشت پر نیکیان ہونگی کہ تمام خلایق اُسکی نیکیون کو دیکھین نے کہ اُن مین ایک بھی
بدی نہین ہے اور اُسکی بدیان اورون کی نظرون سے پوشیدہ رہینگی۔ پس اللہ تعالی فرمادیگا
کہ اے بندے مین نے دنیا مین تیرے گناہ چھپائے تھے اور آج بخشدیئے اب بہشت مین جا اور
ہمیشہ وہان رہ یہ سب اللہ تعالی کے حکم سے ہے اور عقل کو اس مین کچھ بھی دخل نہین ہے کہ
کہوے کہ کافر کو کیون بخشا اور کسواسطے ایک کو بخشا اور دوسرے کو پکڑا یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید

سلہ یہ آیہ سورہ حج مین ہے کرتا ہے اللہ جو چاہے اور یہ مائدہ مین ہے۔ ان اللہ یحکم ما یرید۔ بے شبہہ اللہ حکم
کرتا ہے جس چیز کا ارادہ کرتا ہے کوئی اُسکے فعل و حکم و ارادے کا منع کرنیوالا نہین ہے ۱۲ **سلہ** یہ آیہ سورہ مائدہ مین ہے۔ عذاب
کرے جسکو چاہے اور بخشدے جسکو چاہے اگر صغیرہ والے پر عذاب کرے تو کسکی مجال ہے کہ اُسکے عذاب سے چھڑالے اور جو کبیرہ
والے کو چھوڑدے تو کون اُسکی نجات مین خلل ڈال سکتا ہے ۱۲ **سلہ** اس حدیث مین بیان ہے کہ حق تعالی دعیون کو جنت
دیکر راضی کردیگا ۱۲ **سلہ** ایسی آسانیون کے باب مین بہت حدیثین ہین ایک یہ حدیث بھی اُنھین مین سے مشکوۃ
مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہو کہ سوال کیا کسی نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے قیامت کے دن
کی درازی مین کہ وہ پچاس ہزار برس کا دن ہے تعجب سے کتنا بڑا ہوگا پس آپنے فرمایا۔ والذی نفسی بیدہ انہ لیخفف
علی المومنین حتی یکون اہون علیہ من الصلوۃ المکتوبۃ یصلیہا فی الدنیا۔ قسم ہے اُس شخص کی جسکے ہاتھ مین
میری جان ہے بیشک وہ دن پچاس ہزار برس کا مومنون پر بہت آسان کیا جاویگا۔ یہان تک کہ ہلکا معلوم
ہوگا مومن کو ایک نماز فرض سے کہ پڑھتا تھا اُسکو دنیا مین یعنی اللہ تعالے اپنے فضل سے اُسکو دن آسان ۱۲

پس اس سے حقتعالے کے حکم کا ایسا طور ظاہر ہوا کہ وعدے مین خلاف نہین کرنیکا اور وعید مین چاہے خلاف کرے اور یہ اُسکی محض کرم سے ہے کہ کریمون کی ایسی ہی عادت ہوتی ہے کہ جب انعام واحسان کا وعدہ کرتے ہین اُس سے ضرور وفا کرتے ہین کہ اذکریم اذا وعد وفا اور جب غصے وعذاب سے ڈراتے ہین تو اُس سے درگزر کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ وہ وعدہ اور وعید دونون کا خلاف نہین کرنے کا نہین تو اُسکی خبرون مین جھوٹ لازم آوے اور وہ جھوٹ سے پاک ہے اسکا یہ جواب ہے کہ وعید کی خبرون مین ممکن ہے کہ اُسکے کرم کے تقاضی سے مشیت[ف۲] مقدر کی شرط ہو اور اُسکی تصریح نہ کی ہو اور وعدے جیسے ہونے والے تھے ویسے ہی ہون اور آیتین وحدیثین جن مین مشیت کا بیان ہو وہ بھی اسی کے قرینے ہون یا وعید کی خبرون سے استحقاق عذاب کا مراد ہو نہ اُسکا وقوع بالفعل یا فقط انشائی[ف۳] وعید مراد ہے نہ خبرون کی حقیقت ان سب صورتون مین کذب اور تبدیل لازم نہین آسکتا - والله[ف۴] الموفق وھو اعلم

ویجوز العقاب علی الصغیرة اور چھوٹے گناہ پر بھی عذاب[ف۵] جائز ہے اسلئے کہ جب کفر کے سوائے سب گناہون پر مواخذہ وعذاب اللہ تعالی کی مشیت پر موقوف ہے اور صغیرہ بھی گناہ ہے تو اُسپر بھی مواخذہ اور عذاب جائز ہوا -

والله تعالی ارسل رسلا من البشر الی البشر مبشرین ومنذرین ومبینین للناس ما یحتاجون الیه من امور الدنیا والدین

ف۱ یعنی جب وعدہ کرتا ہے وفا ہی کرتا ہے ۱۲ ف۲ غیاث مین کنز و منتخب سے نقل کیا ہے کہ مشیت میم کی زبر اور شین نقطہ دار کی زیر اور یے نیچے کے دو نقطے والی کی تشدید سے ہے اسکے معنی ہین چاہنا اور یہ لفظ خاص اللہ تعالے کی مرضی اور خواہش کے معنی مین مستعمل ہے اور خیابان مین ہے کہ مشیت کے معنی ارادہ الٰہی کے ہین اور بعضون کے نزدیک اللہ تعالے کے ارادون مین سے بعضے خاص ارادون کو مشیت کہتے ہین اور ایسا ہی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ بعضے ارادے اللہ تعالے کے انبیا علیہم السلام اور اولیا رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو گئے اور ہو جاتے ہین لیکن مشیت سے کسی کو خبر نہین ہوتی اور منتخب مین ہے کہ مقدر میم کی پیش اور دال بے نقط کی تشدید اور زبر سے ہے اسکے معنی ہین اندازہ کرنے والا پس مشیت مقدر کے معنی ہوئے چاہنا تقدیر کرنے والے یعنی اللہ تعالے کا ۱۲ ف۳ غیاث مین بہت کتابون سے لکھا ہے کہ انشا الف کی زیر سے ہے اور اسکے معنی پیدا کرنا اور شروع کرنا ہے اور اہل منطق کی اصطلاح مین انشا ایسے کلام کو کہتے ہین کہ جس مین صدق وکذب کا احتمال نہو اور اسکی کئی قسمین ہین جیسے امر - نہی - ندا - قسم تعجب وغیرہ پس اس عبارت کے یہ معنی ہوئے کہ بیان فقط عذاب کا حکم مراد ہے نہ واقع کی تحقیق ۱۲ ف۴ اور اللہ توفیق دینے والا اور وہی ہے جاننے والا ف۵ اللہ تعالے نے سورہ کہف مین فرمایا ہے - لایغادر صغیرة ولا کبیرة الا احصاها - قیامت کو اعمالنامہ دیکھکر کہین گے کیسی ہے یہ کتاب کہ کچھ چھوٹا گناہ نہ بڑا مگر اسمین گھیرا ہے اور یہ گھیر اور لکھنا گناہونکا سوال اور سزا کے لئے ہے سوائے اسکے اور بھی آیتین اور حدیثین اسپر دال ہین اور معتزلہ کہتے ہین کہ صغیرہ گناہ پر عذاب جائز نہین اور دلیل اسکی یہ

اور اللہ تعالے نے رسول بھیجے آدمیون مین سے آدمیون کی طرف جنت کی خوشی سنانیوالے اور دوزخ سے ڈرانے والے اور آدمیون کو دنیا اور دین کے وہ کام بتانے والے جنکی طرف انکو حاجت پڑے اللہ تعالے پر کوئی چیز واجب نہین ہے وہ خود فاعل ومختار ہے جو چاہتا ہے اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے کسی کو طاقت نہین ہے کہ اُسپر حکم کرے یا کوئی چیز اُسپر واجب کرے اور نہ اُسکو کسی چیز کی حاجت ہے کہ اُسکا کرنا اُسپر ضرور اور واجب ہو نہ عقل کسی چیز کی وجوب کا اُسپر حکم کرسکتی ہے کہ خود اُسکی محکوم ہے نہ حاکم لیکن اُس نے محض اپنے فضل وکرم سے وہ چیزین کہ عالم کے باقی رہنے کا اور آدمی کے کمال کا سبب ہون اور اُسکے دنیا وآخرت کے کامون کی درستی واصلاح اُن سے ہے آپ اپنے اوپر لازم ومقرر کرلین ہین اور اُنکا ضامن وکفیل ہوا ہے جیسے ہر جاندار کو رزق دینا اور بندون کی ہدایت کے واسطے پیغمبرون کو بھیجنا لیکن حقیقت مین یہ وجوب نہین ہے بلکہ اپنی سنت وعادت کا جاری کرنا ہے کہ اپنے فضل وکرم سے کرتا ہے اور چونکہ تمام خلائق کو اتنی استعداد اور ایسی قابلیت نہین ہے کہ وہ اللہ تعالے کی جناب سے بے واسطے فیضیاب ہوسکین اور انکو عالم ملکوت تک پہونچنا نہایت دشوار ہے اسواسطے انہین آدمیون مین سے بعضون کو برگزیدہ کیا اور انکو اپنی ذات وصفات وافعال کا علم سکھایا اور سب آدمیون کی دنیا وآخرت کی جن چیزون مین بھلائی تھی کل انکو سکھا دین اور پیغمبر بناکر انکو تمام آدمیون کی طرف بھیجا کہ انکو اللہ تعالے کی طرف بلاوین اور ہدایت کرین اور سیدھی راہ

(بقیہ صفحہ ۷۲) سلف کفر کی حالت مین کئے ہین اس ایمان لانے کی برکت اور اسلام کے سبب سے جیسا کہ اسکے مطابق اللہ تعالے نے سورہ انفال مین فرمایا ہے - قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف - یعنی کہہ دے جنہون نے کفر کیا کہ اگر باز آوین کفر سے بخشے جاوین انکے لئے پہلے گناہ تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ یہ دونون آیتین موافق ہین از شرح عقائد وغیرہ ۱۲ ؁۵۲ غیاث مین ہے کہ ملکوت میم ولام کی زبر سے بادشاہی اور فرشتون کا عالم اور صوفیون کی اصطلاح مین عالم ارواح کو کہتے ہین اور بعض نے کہا ہے کہ مراد عالم غیب سے ہے اور تصوف کے رسالون مین ہے کہ ملکوت فرشتون کی عبادت کا مقام ہے یعنی طاعت بے قصور اور بے فتور اور معراج المومنین مین ہے کہ آدمی کے کمال کے چار درجے اور مقام ہین پہلا عالم ناسوت اُسکو عالم خلق وعالم شہادت بھی کہتے ہین - دوسرا عالم ملکوت اُسکو عالم امر وعالم باطن بھی کہتے ہین تیسرا عالم جبروت اُسکو عالم ماہیات وعالم غیب الغیب بھی کہتے ہین چوتھا عالم لاہوت اُسکو عالم لامکان بھی کہتے ہین اور یہ بیان سے مستغنی ہے بس عالم ملکوت کہ عالم ارواح وعالم غیب ہے بغیر رہنما وپیغمبر کے وہان تک پہونچنا بہت مشکل ہے ۱۲ - اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ نے کیمیاء سعادت مین فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے آدمی مین سباع وبہائم وشیاطین وملائکہ کی صفتین پیدا کی ہین غضب یعنی غصہ تو اس مین سباع یعنے پھاڑنے والے جانورون کی صفت ہے اور شہوت وخواہش بہائم یعنی چارپایون کی صفت ہے اور مکر وحیلہ شیطانون کی صفت ہے اور عقل یعنی سمجھ

چیزون کی دنیا و آخرت مین اُنکو ضرورت ہو ساری اُنکو سکھلاوین دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے
بہشت کو پیدا کرکے اُس مین نیکون کا مقام مقرر کیا اور دوزخ کو بنا کر اُس مین بدون کا ٹھکانا ٹھہرایا
اور اُن کامون کا پہچاننا کہ جن کے کرنے سے آدمی دوزخ سے نجات پاوے اور بہشتی ہوجاوے
نری عقل سے ممکن نہ تھا اسلئے انبیاء علیہم السلام کو بنایا کہ وہ کام خلقت کو تعلیم کرین اور جو کام
دوزخ مین جانے کے ہین وہ بھی بتاوین تاکہ قیامت کے دن خلقت کو اللہ تعالےٰ کے روبرو کوئی
حجت باقی نہ رہے چنانچہ فرمایا لِئَلَّا یَکُونَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ [۱] اور فرمایا
وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ [۲] اور حقیقت مین یاد رہے اور جتنے سب علمون کی جو زمین اور
آسمانون سے متعلق ہین اور ہر علم کے کمالون کی اصلین حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام ہی سے تمام خلقت کو پہونچے ہین کیونکہ ابتدا اور خزانہ کل علمون کا وحی
آسمانی ہے اور تمام عالمون اور حکیمون نے اُسی مین سے ہر قسم کے علم چُنے ہین اور سب نے
اُسی سرچشمہ سے پانی پیا ہے اور پیتے ہین اور اُس مین قیاس اور اجتہاد اور ریاضتین [۳]
اور مجاہدے کرکے علمون کو بڑھایا ہے اور بڑھاتے چلے جاتے ہین اور اُسی کی شرح و تفسیر
کی ہے اور کرتے ہین اگر کہین کہ پھر کیا سبب ہے کہ بعضے علم شریعتون کے مخالف ہین اسکا یہ
جواب ہے کہ اول یہ ہے اللہ تعالےٰ کی حکمت بالغہ سے اُسکی سنت یون جاری رہی ہے
کہ ہر وقت کے موافق احکام مین تبدیل فرمائی ہے اور پہلی شریعتون کو منسوخ فرمایا ہے تو ہر وقت
مین جو لوگ اپنے پہلے نبی کے مذہب پر چلتے رہے اور نئے پیغمبر کی انہون نے متابعت نہ کی وہ
اس پیغمبر کی متابعت کرنے والون کے مخالف ہوئے بعضون نے تحریف [۴] و تصحیف کی اور

---

[۱] یہ آیہ سورہ نساء مین ہے تاکہ نہ رہے لوگون کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولون کے بعد ۱۲ [۲] یہ آیہ
سورہ انبیاء مین ہے اور نہین بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت واسطے عالمون کے کہ کفر کے اندھیرے سے خلقت کو نکالکر
اسلام کے نور مین پہونچایا اور دوزخ کے رستے سے بچایا اور جنت کا رستہ بتایا ۱۲ [۳] غیاث مین ہے کہ
ریاضت رے کی زیر سے رنج کھینچنا اور نفس کشی ہے اور مجاہدہ جہد سے ہے اسکے معنی کوشش اور مشقت کرنے
کے ہین ۱۲ [۴] غیاث مین ہے کہ تحریف کے معنی بات کو یا کسی چیز کو پھیرنا اسکی وضع و حالت سے اور تصحیف
کے معنی منتخب مین ہین کسی نوشتہ پڑھنے لکھنے ہوئے مین خطا کرنی ۱۲ اور یہان مراد تحریف کرنے اور بدل ڈالنے سے ہے
جیسے یہود اور نصاریٰ نے توریت اور انجیل مین کیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے اس فعل کی خبر
سورہ مائدہ مین دی ہے۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ ۔ اور پھیرتے ہین وہ کلمون کو اپنے ٹھکانون سے

اصل وحی مین زیادتی وکمی کی اور ایک جماعت ایسی ہوئی کہ اُنہون نے اپنی عقل سے اپنے وہمون اور خیالات باطلہ کے موافق قانون تراش لئے اور قیل وقال وبحث وجدال کے دروازے کھولدیئے اور ایک فرقہ کا یہ اعتقاد جم گیا کہ حکیمون اور عقلمندون نے صرف اپنی ریاضت واستدلال سے بے اسکے کہ اُنہون نے کسی اُستاد سے انکی اصلین سیکھی ہون خود ہی سب علم ایجاد کئے ہین اور انبیاء علیہم السلام کا علم اور اُنکی خبرون کا واسطہ اُنہون نے بالکل بیچمین سے اُٹھادیا لیکن یہ لوگ مطلب سے بہت دُور پڑگئے اسلئے کہ علم کے حاصل کرنے کا رستا فقط تعلّم یعنی اُستاد سے سیکھنا ہے باقی اُس سے اور مطالب جو حاصل ہوتے ہین اُنکو فہم واستنباط کہتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے انما العلم بالتعلم والحلم بالتحلم اس مین اشارہ ہے کہ علم وعمل وخلق کے حاصل کرنے کا رستا سیکھنا ہے اور حلم بردباری سے آتا ہے - وایدھم بالمعجزات الباھرۃ والآیات الساطعۃ المفیدۃ للیقین اور مدد دی پیغمبرون کو ظاہر معجزون اور چمکتی نشانیون کے ساتھ کہ ایمان لانے کو مفید ہین جبکہ ہر دعوی کے واسطے ایک دلیل چاہیئے تو انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم کے دعوی کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکی خلقت کے درمیان پیغمبری اور رسالت کا دعوی کرتے ہین سچی دلیل اور برہان انکے معجزے ہین اور معجزہ کہتے ہین خرق عادت کو

لہ سوا اسکے نہین کہ علم سیکھنے سے آتا ہے اور حلم بردباری سے ۱۲ لہ غیاث مین ہے کہ معجزہ میم کی پیش اور جیم کی زبر سے ہے اسکے معنی ہین عاجز کرنے والا ۱۲ لہ خرق عادت کے معنی متن مین لکھے ہین معراج المؤمنین وغیرہ تصوّف کی کتابون مین لکھا ہے کہ اُسکی چھ قسمین ہین اول جو پیغمبر سے ہو نبوت کے پہلے اسکو ارہاص کہتے ہین دوسرے بعد رسالت کے ہو وہ معجزہ کہلاتا ہے - تیسرے ولی سے پہلے ولایت کے ہو اسکو معونت کہتے ہین چوتھے بعد ولایت کے ہو وہ کرامت ہے - پانچوین کافر سے ہو اُسے استدراج کہتے ہین - چھٹے کافر سے اُسکی خواہش اور دعوے کے خلاف ہو وہ خذلان کہلاتا ہے ۔ ارہاص پیغمبری کی خبر دیتا ہے اور معجزہ مقابلہ والون کو عاجز کرتا ہے اور رسالت کو ثابت کرتا ہے اور معونت متقی وپرہیزگار کے اعمال صالح کی زیادتی مین اعانت کرتی ہے اور ولایت کی خبر دیتی ہے اور کرامت ولی کی بزرگی اور مرتبہ کی جو اللہ تعالیٰ کے ہان ہے خبر دیتی ہے اور ولایت کی تصدیق کرتی ہے اور استدراج ڈھیل دیتا ہے کافر کو جب اُس سے خرق عادت ہوتی ہے تو وہ اپنے تئین رستی پر جانتا ہے اور کفر وطغیانی مین بڑھتا ہے اور خذلان کافر سے آخر مین ہوتا ہے اُسکے چاہنے کے خلاف جس سے اُسکی شکست ہوتی ہے اور اُسکو ٹوٹا حاصل ہوتا ہے - جیسے مسیلمہ کذاب نے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ

کہ نبوت کے مدعی کے ہاتھ پر دعوی کرنے کے وقت ظاہر ہو اور سواے اُس نبی کے اُسکی مانند
معجزہ لانے سے عاجز ہوجاوین اور غرق عادت کے یہ معنی ہین کہ حکیم مطلق نے اس جہان
مین سب کامون کو انکے سببون کے ساتھ باندھا ہے اور اللہ تعالے کی سنت یون جاری ہے
کہ بغیر سببون کے کامون کو نہین پیدا کرتا اسکو عادت کہتے ہین اور کبھی اپنی قدرت سے اس
عادت کو توڑ کر بے سبب اپنے رسول کے ہاتھ پر اُس کام کو پیدا کر دیتے ہین کہ اُسکی رسالت پر
دلیل ہووے پس معجزہ اللہ تعالے کا فعل ہے نہ رسول کا کسلیئے کہ اللہ تعالے کی عادت کا توڑنا
بندے سے ممکن نہین ہے اور معجزہ نبی کے سچے ہونے کی یقینی دلیل ہے کہ معجزہ دیکھتے ہی نبی
کے سچے ہونے کا علم بے اختیار دل مین حاصل ہو جاتا ہے اور نفس اُسکی تصدیق مین لاچار ہوجاتا
ہے اور اُسکو انکار کی طاقت و مجال نہین رہتی اور یہ نفس کی جبلی و پیدائشی خاصیت ہے اور
نبوت کا دعوی ایک امر عظیم ہے اسلیئے بُرہان بھی ایسی ہی اعلے درجہ کی چاہیئے پس معجزہ اللہ تعالے
کی قدرت اور قہر کا نمونہ ہے اُسکے غلبہ اور رعب کے آگے کسی کا پاؤن نہین جم سکتا اور اختیار کی
باگ ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے بخلاف دلائل عقلی و نقلی کی کہ وہ گویا خیال کے تاگے مین چند گرہ
ہین کہ اُنکا کھُلنا مشکل ہے اسی واسطے دشمن کا الزام دینا اور اُسکا چپکا کرنا اُس سے نہایت
دشوار ہے اور اُس سے جھگڑے اور لڑائی کا رستا ہرگز بند نہین ہوتا اسکی مثال دلائل کلامیہ
اور فلسفیات سے ظاہر ہے پس اب معجزہ دیکھنے کے بعد بھی اگر کوئی کافر رہے تو یہ کفر اُسکا صرف
پہلی عناد اور ازلی بدنصیبی سے ہے **واول الانبیاء ادم علیه السلام واخر**
هم محمد صلى الله عليه واله وسلم سب پیغمبرون مین اول آدم علیہ السلام
اور اُنکی آخر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

---

۵۱ یعنی علماے علم کلام اور حکماے فلاسفہ کی تقریرین اور دلیلین اسقدر ہین کہ اُن سے کتابین بھر گئے ہین اور بھرتے جاتے ہین لیکن ابتک فیصلہ نہین ہوا اور نہ ہوتا نظر آتا ہے ۱۲ **۵۲** یہ آیہ سورہ احزاب مین ہے اسکا اول یہ ہے - ما کان محمدٌ ابا احدٍ من الرجالکم - نہین ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کا باپ تمہارے مردون مین سے اور لیکن رسول اللہ کا ہے اور ختم کرنے والا نبیون کا کہ اُسکے بعد کوئی نبی نہین ہونیکا یا مہر نبوت کے دفتر کی کہ آخر مین ہوتی ہے اور اُسکے بعد جو کچھ لکھا جاوے تو وہ صحیح نہین ہوتا اور ترمذی مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی - بیشک رسالت اور نبوت تحقیق منقطع ہوگئی میرے بعد کوئی رسول نہین ہونیکا اور نہ نبی یہ حدیث بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئیون مین سے ہے کہ اپنی وفات شریف کو قریب تیرہ سو برس کے عرصہ ہوا ابتک تمام جہان مین اور کسی ملک مین کوئی پیغمبر نہوا آپکی وفات کے بعد ہی جن لوگون نے دعوی نبوت کا کیا وہ ؟

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری سے دین کا مل کرنا اور مکارم اخلاق
کو پورا کرنا مقصود تھا جب وہ مقصود حاصل ہوگیا اور دین واخلاق دونو پورے و کامل[1] ہو چکے تو
آپکے بعد کسی اور پیغمبر کی احتیاج نہ رہی اور آپکے خلفاء اور دین کے علماء کہ اسلام کے مددگار
اور دین کی حفاظت کرنے والے ہین قیامت تک ملت کی نگہبانی اور دین کے چلانے کو کافی ہوئے[2]

والاولی ان لاتعین عددھم اور یہ اولیٰ ہے کہ انبیاء علیہم الصلواۃ
والسلام کی تعداد مقرر نہ کرین اگرچہ بعضی حدیثون مین ہے کہ تمام پیغمبر ایک[3] لاکھ چوبیس ہزار
ہوئے ہین لیکن قرآن مجید مین فرمایا ہے منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک
یعنی بعضے انبیاء کا قصہ ہمنے تجھ سے نہین کہا اور نہ انکا نام تجکو بتایا نہ اُنکا احوال تجھ سے بیان
کیا اور ممکن ہے کہ اس خبر کے بعد فرما دیا ہو لیکن قرآن مین نہین فرمایا پس ہر طرح اسکے اجمال اور
پوشیدہ رکھنے مین احتیاط ہے واللہ اعلم- اور ذوالقرنین کی نبوت مین اختلاف ہے بعضے کہتے
ہین کہ وہ پیغمبر تھا اور اکثر کہتے ہین کہ وہ بادشاہ مسلمان عادل تھا اور یہی پچھلا قول حق ہے
اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے اور بعضے اُسکو فرشتہ کہتے ہین
اور یہ بات نہایت بعید ہے اور اُسکے نام مین بھی اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ اُسکا نام اسکندر
ہے اور بعضون نے عبداللہ ومرزبان ومرزبی وہرمز سوائے انکے اور بھی بیان کئے ہین اور یہ اسکندر رومی
فیلقوس کا بیٹا ہے جسکی مصاحب حضرت خضر تھے اور جس نے آبحیات کے چشمے کی طلب کی اور نپایا اور

[1] اسکی خبر اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ مین دی ہے- الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً- آج پورا کرچکا مین تمہارے لئے تمہارا دین اور تمام کرچکا مین تمپر اپنی نعمت اور پسند کیا مینے تمہارے لئے دین مسلمانی ۱۲

[2] اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا- علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل- میری اُمت کے عالم بنی اسرائیل کے نبیون کی مانند ہونگے یعنی جسطرح اُنہون نے اپنے اپنے وقت مین دین کا کام سرانجام کیا اسی طرح یہ بھی اپنے اپنے زمانے مین قیامت تک اس کام کو انجام دینگے ۱۲- اس حدیث کو روایت کیا ہے

[3] ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کتنے نبی ہوئے ہین آپنے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پھر اُنہون نے پوچھا کہ اُن مین رسول کتنے ہوئے ہین آپنے فرمایا تین سو تیرہ اول آدم علیہ السلام اور آخر انکا تمہارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اُن مین سے چار عرب ہوئے ہین- ہود وصالح وشعیب ومحمد علیہم الصلوۃ والسلام ۱۲

[4] یہ آیہ سورہ مومن مین ہے یعنی پیغمبرونکا حال ہمنے تجھسے بیان کردیا اور انکا نام بتادیا اور بعضون کا حال نہین بیان کیا اسلئے تعداد کا معین نکرنا بہتر ہوا کہ اگر ہم اُنکی تعداد سے زیادہ مقرر کرین تو ہمکو داخل کرنا پڑے انہین اُنکو کہ انبیاء نہین ہین اور جو کم معین کرین تو ہمکو نکالنا پڑے اُن مین سے اُنکو کہ اُن مین ہین- یہ تقریر شرح عقائد مین لکھی ہے اور اسکی ایک شرح مین ہے کہ رسول صاحب کتاب آٹھ ہین آدم وشیث وادریس وابراہیم وداؤد وموسیٰ وعیسیٰ ومحمد م

رمضان شریف کی چھبیسوین شب کو قرآن مجید نازل ہوا اور شیث وادریس علیہما السلام کے صحیفون کے نزول مین بہت اختلاف ہے ۱۲ +

دوسرا سکندر یونانی تھا وہ یونان یافث کے بیٹے نوح علیہ السلام کے پوتے کی اولاد مین تھا۔
ارسطو اُسکا وزیر تھا اور اکثر کا قول ہے کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے مین
تھا بعض کہتے ہین کہ موسی علیہ السلام کے بعد ہوا ہے اور ابن عبدالحق کہ حدیث وتفسیر کے عالمون
مین سے ہے کہتا ہے کہ وہ عیسے علیہ السلام کے بعد ہوا ہے کہتے ہین کہ چار شخص مشرق سے مغرب تک تمام
دنیا کے مالک ہوئے ہین دو مسلمان ایک حضرت سلیمان علیہ السلام دوسرا ذوالقرنین۔ اور دو
کافر ایک نمرود دوسرا بخت نصر اور پانچوین امام مہدی علیہ السلام ہونگے کہ آخیر زمانے مین
پیدا ہونگے۔ اور سکندر کا نام ذوالقرنین ہونے مین بھی کئی قول ہین وہب بن منبہ کہتے ہین کہ
دو قرن زمین کا مالک تھا یعنی اُسکی دونون طرفونکا کہ ایک مشرق ہے اور دوسری مغرب یا ایک
روم ہے دوسری فارس یا ایک روم ہے دوسری ترک اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
کا یہ قول ہے کہ اُسکے دو گیسو تھے اسلیئے اُسکو ذوالقرنین کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اُسکے سر پر
دو سینگ بیل کی مانند تھے اور ایک قول یہ ہی کہ اُسنے دو قرن بادشاہت کی تھی اور حضرت علی رضی اللہ
سے روایت ہے کہ جہاد مین اُسکے سر پر دونون طرف دو زخم آئے تھے اسلیئے اُسکو ذوالقرنین کہتے ہین
اور ابن کواشی علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب مین سے ہین کسی نے اُن سے پوچھا کہ ذوالقرنین پیغمبر تھا
کہا کہ نہین لیکن ایک مرد صالح تھا خداتعالے کے رستے مین اُسکے سر پر داہنی طرف زخم آیا اور مر گیا
اللہ تعالے نے اُسکو زندہ کر دیا پھر بائین طرف آیا اور مر گیا خداتعالے نے پھر جلا دیا اُس وقت سے
اُسکا نام ذوالقرنین ہوگیا بعضے کہتے ہین کہ اُس نے خواب مین دیکھا کہ وہ آفتاب تک پہونچا اور اُسکے
دونون قرن یعنی دونون طرفون کا مالک ہوگیا جبسے اُسکا نام ذوالقرنین ہوگیا[1] واللہ اعلم۔ اور لقمان[2]

---

[1] اللہ تعالے نے ذوالقرنین کا قصہ سورہ کہف مین فرمایا ہے کہ ہمنے اُسکو زمین کا مالک کیا اور ہر چیز کا اسباب وسامان دیا یہان تک کہ وہ سورج کے غروب اور طلوع ہونے کی جگہ تک پہونچا یعنی اُسنے پچھم سے پورب تک دنیا کی سیر کی اور ہمنے اُس سے کہا چاہے دنیا مین لوگون کو تکلیف دے یا اُن مین نیکی رکھ اُسنے کہا ظالم کو سزا دونگا اور جب وہ اپنے رب کے پاس جاویگا تو وہ اُسکو اور بھی زیادہ عذاب کریگا اور جو ایمان لاویگا اور نیک کام کریگا وہ اچھا بدلا پاویگا پھر وہ دونو پہاڑون کے درمیان پہونچا اور وہان ایک قوم کی درخواست سے دیوار بنائی جس سے یاجوج و ماجوج کے آنے کا رستا بند ہوا اس قصے سے بھی اُسکا بادشاہ ہونا ثابت ہوتا ہے نہ پیغمبر ہونا ۲ واللہ اعلم

[2] لقمان کا قصہ سورہ لقمان مین فرمایا ہے۔ ولقد اٰتینا لقمان الحکمۃ اور بیشک دی ہمنے لقمان کو حکمت حکمت کے معنی لغت مین دانائی اور درست کرداری یعنی اچھے کام کرنے اور حکما کی اصطلاح مین موجودات کے احوال کا جاننا ہے بقدر طاقت بشری اور اُنہون نے اسکی تین قسمین کی ہین اول طبعی اسمین ایسی چیزون کے جاننے سے بحث ہوتی ہے کہ اُنکا وجود خارجی اور عقلی مادہ کا محتاج ہو جیسے عناصر یعنی پانی مٹی آگ ہوا اور اجسام بسیطہ ومرکبہ یعنی وہ بدن کہ ایک ہی چیز سے بنے ہون یا کئی چیزون سے ملکر۔ دوسرے ریاضی اس مین اُن

کی نبوت مین بھی اختلاف ہے یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بہن کا بیٹا یعنی بھانجا تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اُنکی خالہ کا بیٹا تھا بعضے کہتے ہین کہ وہ پیغمبر تھا اور صحیح یہ ہے کہ وہ حلیم اور ولی تھا کہتے ہین کہ اُس نے ایک ہزار پیغمبرون کی خدمت کی تھی اور اُنکی شاگردی سے فیضیاب ہوا تھا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی تھا بادشاہ نہ تھا غلام حبشی تھا اور بکریان چرایا کرتا تھا اللہ تعالےٰ نے اُسکو برگزیدہ کیا اور حکمت وعقل وجوان مردی عطا کی اور اپنی کتاب پاک مین اُسکا ذکر کیا اور حضرت خضر علیہ السلام صحیح یہ ہے کہ وہ نبی ہے معمر یعنی بہت عمر ڈالا سب کی نظرون سے محجوب کر کوئی نہین دیکھ سکتا اور قیامت تک زندہ رہیگا ابحیات کے پینے کے سبب سے اور بعضے کہتے ہین کہ ولی ہے لیکن جو کہتے ہین کہ فرشتہ ہے اُنکا قول باطل ہے اور جمہور اہل علم وصلاح کا یہی قول ہے کہ وہ زندہ ہے اور نہین مرنے کا جبتک کہ دنیا سے قرآن مجید نہ اُٹھایا جاویگا حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح مین کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ وہ نبی ہے اور سخاوی نے بہی یہی کہا ہے اور قسطلانی نے بخاری کی شرح مین لکھا ہے خضر خے کی زبر اور ضاد نقطہ دار کی زبر سے اور خے کی زبر اور ضاد کی سکون سے ہے اور اُسکا نام بلیا۔ ملکان کا بیٹا ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ فرعون کا بیٹا ہے یہ قول نہایت ہی غریب ونادر وشاذ ہے بعضے کہتے ہین مالک کا بیٹا الیاس کا بھائی ہے بعضے کہتے ہین آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہے واللہ اعلم حاصل کلام کا باتفاق صوفیہ وجمہور علماء خضر علیہ السلام زندہ ہے مگر ایک جماعت محدثین نے جیسے امام بخاری وابن مبارک وحرمی وابن جوزی اُسکی حیات کا انکار کرتے ہین اور انکی دلیل

سلہ بقیہ صفحہ ۷۷) بیشک شرک بڑا ظلم ہے تفسیر حسینی مین لکھا ہے کہ لقمان باغور کا بیٹا تھا اور تفسیر کے حوالی سے لکھا ہے کہ باغور یا غور کا بیٹا تھا اور یا غور تارخ کا اور تارخ ابراہیم علیہ السلام کا بھائی تھا اور امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اُسکی کنیت ابو الانعم ہے اور عین المعانی مین ہے کہ داؤد علیہ السلام کی سلطنت کے دسوین سال پیدا ہوا اور یونس علیہ السلام کے وقت تک جیا کہتے ہین کہ اُسکی ہزار برس کی عمر تھی بعضے پیغمبر کہتے ہین پر اکثر کے نزدیک ولی اللہ اور حکیم تھا کہتے ہین کہ دس ہزار کلمے اُس سے منقول ہین کہ ہر ایک نصیحت اُسکی دُر بے بہا ہے اُس سے پوچھا کہ کن چیز نے تجھے اس مرتبے پر پہونچایا کہا تین چیزون نے سچ بولنا اور امانت داری اور نکمے کامون کی ترک کرنے نے۔ اور اللہ تعالےٰ کی حکمت مین کا ایک ذرہ لقمان کو ملا تھا مولوی معنوی نے فرمایا۔ بیت۔ حکمت لقمان چو این پایہ نمود + تا چہ باشد حکمت رب الودود + سلہ خضر علیہ السلام کا قصہ بھی اللہ تعالےٰ نے سورہ کہف مین فرمایا ہے۔ فوجدا عبدا من عبادنا آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما ہ۔ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے جوان سے یعنی یوشع علیہ السلام سمیت خضر علیہ السلام کی تلاش کو نکلے تو مجمع بحرین کے کنارہ صخرہ کے پاس جہان مچھلی بھول گئے تھے پایا اُن دونوں نے ایک بندہ ہمارے

ہمارے بندون مین سے ... خضر علیہ السلام ... دی تھی ہم نے رحمت اپنے پاس سے اور سکھایا تھا اپنے پاس سے تفسیر حسینی ... سے علم حکمت ... مین اس ... یعنی وحی یا نبوت ... علم لدنی سے معنی اور علم لدنی ... خاص ... پوچھا ... جان ... بتلا ... اللہ تعالےٰ نے خضر ... علیہ السلام کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام ... علم لدنی ... کا حال اور ... اور انکے سوال وجواب سب مفصل بیان ... مین ... تفسیر ... کہا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے ... پیغمبر ... کہ تابع ہو ... سیکھ ... اپنے ... رحمت ... سیکھ ... فرمایا ۱۲

وہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت کے زمانے کے قریب فرمایا کہ کوئی جاندار روے زمین پر سو برس کے بعد نہین باقی رہنے کا اور اس حدیث مین تاویلین ہین اور خضر علیہ السلام کی ملاقات اولیاء اللہ سے شہرت کے درجے کو پہونچی ہے اور اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ہے اور بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم سے تعزیت کی ہے اور آپکا یہ قول کہ لوکان الخضر حیا لزارنی اُسکی ملاقات سے پہلے کا ہے اسلئے کہ اُس نے ایسی حدیثین نقل کی ہین اور بعض مشائخ رحمہم اللہ نے وہ حدیثین اُس سے سُنی ہین اور مریم و آسیہ و سارہ و ہاجرہ و حوا و یوخاند والدہ حضرت موسیٰ علیہ وعلیہن السلام کی نبوت مین بھی ایک قول آیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ نبوت خاص مردون کے لئے ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین فرمایا ہے وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیھم اگرچہ قرآن مین ان عورتون کی طرف بھی وحی کی نسبت واقع ہوئی ہے اور انکو پیغمبرون کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن اس سے انکی پیغمبری و نبوت پر حکم نہ کرنا چاہئے کہ وحی سے ان مقامون پر الہام و اعلام مراد ہین چنانچہ فرمایا واوحی ربك الی النحل اور انبیاء کے ساتھ انکا ذکر کرنا اُنکی بزرگی و اکرام کے لئے ہے وکلھم کانوا مبلغین عن اللہ صادقین معصومین غیر معزولین

جو کچھ پیغمبرون نے کہا سب سچ کہا اور جو کچھ لائے ہین خدا یتعالی کے پاس سے لائے ہین جو امر و نہی کیا حقتعالی کے حکم سے کیا گناہون سے پاک و معصوم ہین جب معجزے سے انکی رسالت کا

---

۵۱ بقیہ صفحہ ۷۸ ﴿وعلمناہ من لدنا علما﴾ پس یہ بیواسطہ علم سکھانا نبوت پر دلالت کرتا ہے تیسری وجہ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ھل اتبعك علی ان تعلمنے کہیے تو تیرے ساتھ رہون اسلئے کہ مجکو سکھا دے پس علم سیکھنے مین نبی غیر نبی کا اتباع نہین کرتا۔ چوتھی وجہ یہ کہ خضر علیہ السلام نے کہا۔ وما فعلتہ عن امری۔ اور نہین کیا مین نے اپنے حکم سے یہ بھی نبوت پر دال ہے ۱۲ واللہ اعلم **۵۲** غیاث مین ہے نادر اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی تنہا غریب اور عرب کے معنی اُسی مین لکھے ہین نادر اور اسمی مین ہے کہ شاذ ذال نقطہ دار کی تشدید سے ہے جُدا اور اکیلا رہا ہوا اور صرفیون کی اصطلاح مین وہ لفظ ہے کہ خلاف قیاس ہو اور قانون کلیہ کے مطابق نہو پس تینون لفظ آپس مین مترادف آتے ہین اور ایک ہی معنی مین مستعمل ہوتے ہین ۱۲ واللہ اعلم **۵۳** منتخب مین ہے کہ شہرت شین کی پیش سے آشکارا کرنا ہے اور محدثین کی اصطلاح مین اُس خبر کو مشہور کہتے ہین جو صحیح ہو اور تین یا اُس سے زیادہ راویوں سے ثابت ہوئی ہو ۱۲ **۵۴** اگر خضر زندہ ہوتا تو البتہ میری زیارت کرتا اور مجھسے ملاقات کرتا ۱۲ **۵۵** یہ آیہ سورہ یوسف و سورہ نحل مین ہے اور ہمنے تجھسے پہلے نہین بھیجی مگر مرد کہ ہمنے اُنکی طرف وحی کی ۱۲ **۵۶** سورہ اعراف مین ہے فکلا من حیث شئتما ولا تقربا ھذہ الشجرۃ ۔ اے آدم و حوا تم دونو جنت مین جہان چاہو کھاؤ لیکن درخت ممنوع کو نہ کھانا پھر جب اُنہون نے شیطان کے بہکانے سے کھا لیا تو فرمایا ونادٰھما ربھما الم انھکما اور پکارا اُن دونون کو اُنکے رب نے کہا ہمنے نہین منع کیا تھا تمکو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت حوا کو بلا واسطے پکارا اور ان سے کلام کیا اور اُنکو قرآن مجید مین آدم علیہ السلام کے ساتھ ذکر کیا کہ وہ پیغمبر تھے اور

دعوی ثابت ہوچکا تو اب جو کچھہ وہ کہتے ہین سب اللہ تعالی کی طرف سے کہتے ہین وما علی الرسول[۵] الا البلاغ اور جو جھوٹ بولین اُنکی رسالت کی حکمت باطل ہوجاوے اور جو خود اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرین اور گناہ کرین خلقت اُنسے نفرت پکڑے اور دور بھاگے اور نصیحت وارشاد صورت نہ پکڑے اور عصمت انکی جھوٹ اور کبیرہ گناہون سے مطلق ہے یعنی نہ قصداً نہ بھول کر اور صغیرہ گناہ بھی عمداً نہین کرتے اور بعضون کے نزدیک کبیرہ بھولے سے اور صغیرہ قصداً جائز ہے۔ لیکن وہ گناہ جو نفرت کا سبب ہو اور خست پر دال ہووہ کسی صورت مین جائز نہین ہے جیسے چوری ایک لقمے یا ذرہ سے چیز کی اور لین دین مین ایک رتی بھر کی کمی اور جمہور اہل سنت کے نزدیک مختار یہی ہے کہ معصوم ہین کبایرو صغائر سے عمداً و سہواً اور انکے مرتبے عالی اور منصب عظیم کے بھی یہی لایق ہے صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اور ایسا ہی ذکر کیا ہے بعض فقہا و محدثین مدینہ کے رہنے والون نے قصیدہ کی شرح مین اور احکام الٰہی پہونچانے مین اور اُن کامون مین جو رسالت کے متعلق ہین ہرگز ہرگز ان سے سہو نہین ہوتا سوائے انکے اور افعال مین سہو جائز ہے جیسا کہ سجود سہو کے باب مین معلوم ہوا ہے اور وہ جو خطائین اور لغزشین انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مذکور ہین بعضی اُن مین سے صحیح نہین ہین اور بعضی صحیح ہین مگر انکے محمل اور تاویلین[۶] ہین کہ کتابون مین مذکور ہین[۷] اُنکے ظاہر کا معتقد نہونا چاہئے[۸] اور انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم معزول نہین ہوتے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے جو رسالت و نبوت کا مرتبہ اُنکو عطا فرمایا ہے وہ اُنسے اُلٹا نہین چھینتا اور رسالت موت کے بعد بھی قائم رہتی ہے بلکہ انبیار علیہم السلام کو موت نہین ہے اور وہ زندہ و باقی ہین۔ پس انکے لئے وہی ہوتا ہے

(بقیہ صفحہ ۷۹) ۴ یہ آیہ سورہ مائدہ مین ہے اور نہین ہے رسول پر مگر پہونچانا ۱۲ ۵ حدود اللہ تعالی کا اُن سب پر ۱۲ ۶ غیاث مین ہین تاویل کے معنی کسی چیز کا پھیرنا اور خواب کی تعبیر اور حیلہ شرعی اور مفسرین کی اصطلاح مین بات کا پھیرنا ہے اُسکے ظاہر سے ایسے معنی کی طرف کہ اُسمین سے نکلتے ہون اور یہ لفظ نکلا ہے اول سے یعنی پھیرنا کلام کا پہلی طرف اور بیان کرتا اور عبارت سے ۱۲ ۷ منتخب و فرہنگ حسینی ۱۲ ۸ شرح عقائد نسفی مین ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام کا کوئی گناہ یا جھوٹ نقل کیا جاوے تو دیکھین اگر وہ حدیث خبر واحد یعنی ایک راوی کی روایت سے ثابت ہو تو مردود ہے اور جو تواتر کے طور پر ثابت ہو یعنی حدیث صحیح اتنے بہت راویون سے بیان کی ہو کہ عادتاً اتنے آدمیون کے کلام کو جھوٹ نہ سمجھتے ہون۔ جیسے پچاس یا چالیس تو اسکی تاویل کرنی چاہئے اگر ممکن ہو نہین تو وہ محمول کر کی جاوے ترک اولی پر یا نبوت سے پہلے زمانہ پر ۱۲ ؏

جو ایک شخص جوکہ پہلی امتون سے بعد رسولون کو انکے بدلے مین زیادہ کرینگے ہین اور جیسی حیات اُن کو دنیا مین تھی ویسی ہی عطا فرماتے ہین کہ وہ شہداکی حیوٰت سے بھی کامل ہوتی ہے کہ اُن کی حیات معنوی اور یہ شبہہ ہے اور نسخ ہونا شریعت کا نبوت سے معزول ہونا نہین ہے اور اولیا معزول ہونے کے خوف سے اور خاتمے کے ڈر سے دنیا مین بے خطر نہین ہین اگر ایمان پر گئے ہین مومن اور ولی ہین نہ یا خواب کی حالت ہین اور قبرون سے استعانت واستمداد مین فقہا کو کلام ہے یہ کہتے ہین کہ سوائے انبیا علیہم السلام کی قبرون کے اور قبرون کی زیارت صرف واسطے عبرت اور موت کے یاد کرنے کے ہے یا میّت کو نفع پہونچانے اور اُسکے لیے استغفار کرنے کے ہے جیسا کہ بقیع غرقد کی زیارت مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوتا ہے اور مشائخ صوفیہ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کہتے ہین کہ بعض اولیا کا تصرف عالم برزخ مین بھی باقی رہتا ہے اور اُنکی ارواح مقدسہ سے توسل اور استمداد ثابت اور فائدہ مند حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو اُسکی حیات مین اُس سے تبرک وتوسل کر سکتے تھے وہ اُسکے مرنے کے بعد بھی کر سکتے ہین اور اُسکے یہ دلیل ہے کہ مرنے کے بعد روح کا باقی رہنا حدیثوں اور اجماع سے ثابت ہے اور زندگی مین اور مرنے کے بعد ہر حال مین روح ہی متصرف ہے نہ بدن اور متصرف حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور ولایت کے معنی فنافی اللہ ہونا ہین اور بقا بھی اُسی سے ہے اور یہ نسبت موت کے بعد پوری اور کامل

(بقیہ صفحہ ۸۰) ۵۱ بموجب اس آیت کے کہ سورہ عنکبوت مین ہے کل نفس ذائقۃ الموت - ہر جان موت کی چکھنے والی ہے اور موت کے معنی ہین روح کا بدن مین سے نکل جانا جب ایک دفعہ نکل گئی موت چکھ لی پھر اُسکے بعد اللہ تعالےٰ چاہے اُسی وقت جلا دے چاہے مدت کے بعد ۱۲ ۵۲ اللہ تعالےٰ نے سورہ بقرہ مین فرمایا - بل احیاءٌ ولاکن لاتشعرون - یعنی جو لوگ اللہ تعالےٰ کے رستے مین قتل کیے جاوین اُنکو مردہ نہ کہو اسلیئے کہ وہ زندہ ہین لیکن تمکو اُنکی زندگی کا شعور نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ اُنکی زندگی پوشیدہ ہے ۱۲ ۵۳ غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ نسخ نون کی زبر سے دور کرنا اور زائل کرنا اور رد کرنا ایک چیز کا دوسری چیز سے کہ اُس سے بہتر ہو اور ایسا ہی سورہ بقرہ مین فرمایا ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا - نہین موقوف کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین تو پہونچا دیتے ہین اُس سے بہتر یا اُسکے برابر جیسے کوئی بادشاہ اپنے وزیر یا عامل کو کچھ حکم دے اور پھر اُس حکم کو موقوف کرکے اور بدل دے تو وہ حکم بدلا گیا پر کچھ وزیر اور عامل موقوف نہین ہوا ۱۲ ۵۴ منتخب مین ہے بقیع وہ جگہ جہان بہت سے درخت بہت ہون بقیع غرقد مدینے کا قبرستان کہ جہان غرقد کے درخت بہت تھے مین ۱۲ ۵۵ عباس رضی اللہ سے ترمذی مین روایت ہے - مر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقبور المدینۃ فاقبل علیہم بوجہہ فقال السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر - گزرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے کی قبرون پر پس اپنا منہ اُنکے منہ کے سامنے کیا اور فرمایا سلام ہے تم پر اے قبرون کے رہنے والو بخشے اللہ ہم کو اور تمکو تم ہم سے پہلے پہونچے ہو اور ہم پیچھے آتے ہین م

ہوجاتی ہے اور اہل کشف و تحقیق کے نزدیک یہ بات بھی ثابت ہے کہ زیارت کرنے والے کی روح اہل مزار کی روح سے انوار اور اسرار کا عکس قبول کرتی ہے جیسے آئینہ آئینہ کے مقابل رکھنے سے اولیا کو اپنی روح سے طالبون کی روحون کو ارشاد کرنے کی مشق ہوتی ہے اور منکر اپنے انکار پر کوئی برہان اور دلیل نہین رکھتے ایک بزرگ نے مشائخ رحمہم اللہ مین سے کہا ہے کہ مین نے اولیاء اللہ مین سے چار شخص ایسے دیکھے ہین کہ اپنی قبرون مین بھی ایسا تصرف کرتے ہین جیسا اپنی زندگی مین کرتے تھے یا اُس سے زیادہ اُن چار مین سے ایک خواجہ معروف کرخی ہین اور دوسرے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہما اور دو اور بیان کئے غرض یہ کلام شرح اور بسط کا طالب ہے خدا چاہے تو ایک رسالے مین تفصیل کے ساتھ اسکا بیان کیا جاویگا اور تھوڑا سا کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین کہ مدینہ منورہ کے بیان مین ہے لکھا گیا ہے واللہ اعلم وَاَفْضَلُ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور سب پیغمبرون مین افضل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین آپ کی نبوت معجزات ظاہر اور آیات روشن سے ثابت ہے کہ اُنکی نقل تواتر کے درجے کو پہونچی ہے اور ہر پیغمبر کے معجزے ایک یا دو جنس خاص مین ہوئے ہین اور آپ کے معجزے ہر جنس کے نہایت کثرت سے ہوئے ہین اس سے ظاہر ہوا کہ آپ کو عالم زمین و آسمان و ملک و ملکوت کے تمام اجزا مین تصرف حاصل تھا تمام انبیائے سابق علیہم السلام کی ذاتون مین جو جو کمالات تھے وہ سب آپکی ذات عالی مین اکٹھے تھے

بقیہ صفحہ (۸۱) ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسلم مین روایت ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلما کان لیلتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخرج من آخر اللیل الی البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ماتوعدون غداً موجلون وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقد۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُنکے ہان رہنے کی رات ہوتی تو آخر رات مین آپ بقیع کی طرف نکلتے کہ مدینے کے مقبرے کا نام ہے اور وہان جاکر فرماتے سلام ہے تمپر اے قوم مومنون کی اور آئی تمہارے پاس وہ چیز جسکا تم وعدہ دیئے جاتے ہو یعنی ثواب و عذاب کل کو یعنی قیامت کو تم ڈھیل دیئے گئے ہو مدت معین تک اور تحقیق ہم اگر اللہ نے چاہا تم سے ملنے والے ہین یا الٰہی بخشدے بقیع غرقد کے رہنے والون کو پہلے وہان غرقد کا درخت تھا اسلئے اُسکو بقیع غرقد کہتے ہین ۱۲ اِس اسی طرح زیارت کرنی سنت ہے ۱۲ سلہ اللہ پاک کرے اُنکے بھید ۱۲ سلہ منتخب مین ہے بسط بے نقطہ دار کی زبر سے فراخی اور بچھانا اور ہاتھ دراز کرنا اور جا سے کشادہ کرنا ہے اور یہان مراد ہے مضمون کھولکر بڑی لمبی عبارت سے بیان کرنا ۱۲ سلہ اس کتاب کے پندرھوین باب مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل اور ایسی استمداد کرنے کا بیان دراز ہے اس مین سے ایک اعرابی کا قصہ نقل کیا جاتا ہے علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپکی وفات کے تیسرے دن ایک اعرابی آیا اور آپ کے مزار شریف پر گر پڑا اور اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا کہ رسول اللہ جو کچھ آپ نے خداتعالیٰ سے سنا ہمنے آپ سے سنا اور جو کچھ آپنے خدا سے لیا ہمنے آپسے لیا یہ آیت انہین سے ہے جو تمپر خدا نے اُتارا ہے۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا الرحیما۔ یہ آیہ سورہ نساء مین ہے اور اگر ان لوگون نے جب اپنے اوپر ظلم کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول اُنکو بخشوا تا البتہ پاتے اللہ کو معاف کرنیوالا مہربان یعنی نے اپنے اوپر ظلم کیا آپ

مصرع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری مصرع سارے خوبون مین جو خوبی تھی ہیں تجھ مین رہی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا - انا سید ولد آدم ولا فخر ولد آدم اور بنی آدم کا لفظ جنس آدم کے معنی مین مستعمل ہے۔ پس آدم علیہ السلام بھی اُس مین داخل ہوئے اور اس حدیث سے بھی یہی مطلب سمجھا جاتا ہے آدم ومن دونہ تحت لوائی اور بعد آپ کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت اور بزرگی ہے اُنکے بعد موسیٰ و عیسیٰ و نوح علیہم السلام کو غرض یہ پانچ رسول سب پیغمبرون مین افضل اور بزرگتر ہین اور اللہ تعالیٰ کے رستے مین ان کا مجاہدہ و صبر سب سے زیادہ ہے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بڑا معجزہ قرآن عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اور اُسکا کلام قدیم ہے اور قیامت تک دنیا مین باقی ہے اور معجزے ماضی ہوکر گزر گئے پر اُنکی نقل متواتر کہ سُننے والون کے لئے دیکھنے والون کے برابر ہی موجود ہے اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قرآن مجید کے سچے ہونے پر بڑی دلیل اور واضح برہان یہ آیت ہے کہ قریش کی تمام فصاحت و بلاغت مین کاملون کے روبرو کہ کل عرب کی فصاحت و بلاغت والون کے پیشوا اور دین اسلام اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اشد اور نہایت سخت دشمن تھے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ اور اُسوقت سے اب تک کسی سے اسکا جواب نہ بن آیا اور ملک عرب مین اُسوقت عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کا نہایت چرچا تھا اور اس فن کے بہت بڑے بڑے کامل اُسوقت موجود تھے کہ اُنکی فصاحت و بلاغت

بقیہ صفحہ (۸۲) ہین جو زمین پر پائی جاتی ہین اور اُنکی تین قسمین ہین حیوانات یعنی جانداروں کا عالم اور نباتات یعنی زمین سے اُگنے والی چیزونکا عالم اور جمادات یعنی بے جان چیزون کا عالم جیسے پتھر اور ہر قسم کی دھاتین اور جواہرات جو زمین سے نکلتے ہین اور عالم آسمان اسکو عالم علوی بھی کہتے ہین اور یہ عبارت ہے آسمانون کے اجرام اور ستارون اور فرشتون اور روحون وغیرہ سے جو آسمانون پر اور اُن مین ہین اور ملک میم کی پیش سے تمام ممکنات یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کل موجودات کو کہتے ہین اور ملکوت میم اور لام کی زبر سے فرشتون اور روحون کے عالم مین تصرف و بادشاہی کرنے کو کہتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وہ معجزے عطا فرمائے ہین جو ان سب عالمون مین واقع ہوئے ہین جانورون اور درختون اور پتھرون نے آپکی رسالت پر گواہی دی ہے آسمان پر شق القمر ہوا روحین آپکی دعا سے ایک صحابی کے دونون ٹکڑون مین اُلٹی پھر کر آئین فرشتون کو معراج مین آپکے ساتھ رہنے کی طاقت نہ رہی ہے ۱۲ **ف** مین آدم علیہ السلام کی سب اولاد کا سردار ہون اور یہ کچھ فخر یہ نہین ہے ۱۲ یہ حدیث ترمذی مین ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے اور آگے اس کے تمامی بہت ہے ۱۲ **ف** ترمذی نے جو ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی یہ اسکا ٹکڑا ہے آدم اور سوا اُسکے سب میرے ہی جھنڈے کے تلے ہونگے قیامت کو پس اس سب بیان سے ثابت ہوا کہ آپ سب نبیون سے دنیا و آخرت مین افضل ہین - غزل از افکار عاصی مترجم عفی اللہ عنہ + ہین بادشاہ دو جہان حضرت محمد مصطفےٰ + ہین باعث کون و مکان حضرت محمد مصطفےٰ + ہوتے نہ سارے انس و جان اور یہ زمین و آسمان + لاتے نہ گر تشریف یہان حضرت محمد مصطفےٰ + تھا سب سے پہلے وہان عیان یہ نور حضرت پر یہان + ہین خاتم پیغمبران حضرت محمد مصطفےٰ + آدم تا عیسےٰ یہان ہین افضل پیغمبران + پیغمبر آخر زمان حضرت محمد مصطفےٰ + تن ہے یہ گویا کل جہان اور ہے خدا اس تن کی جان + اور جان جان

کا دعویٰ تمام روے زمین کیا آسمان تک پہونچا تھا اسلیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسی جنس کا یہ معجزہ عطا کیا کہ اکثر پیغمبروں کو اُسی جنس کے معجزے عطا ہوئے
ہیں جو اُن چیزوں میں اُنکے ملکوں کے رہنے والوں کو نہایت درجہ کا کمال و تفاضل و تفاخر ہوا
جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سحر اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں طب کا
بہت چرچا تھا تو اُنکو اسی قسم کے معجزے عنایت ہوئے اسی طرح آپکے عہد میں عرب کو فصاحت
و بلاغت میں کمال حاصل تھا تو آپکو قرآن مجید کا معجزہ عنایت ہوا ذرا غور کا مقام ہے کہ وہی حرف اور لفظ وہی حرف
وہی اُنکی زبان کہ خاص و عام اور چھوٹے اور بڑے سب اُسکو جانتے تھے اور ہر وقت استعمال کرتے تھے قرآن مجید کے
مقابلے میں ایسے عاجز ہوئے کہ سارے کے سارے ملکر بھی ایک آیت ایسی بنا کر نہ لا سکے - روایت
ہے کہ جب سورہ **اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ** کہ قرآن مجید کی پہلی آیتیں ہیں نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے فرمانے سے اُسکو خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دیا بموجب عادت فصحاے عرب کے
کہ جب کسی کلام کو وہ بہت اچھا سمجھتے تھے اور اُسپر اُنکو فخر ہوتا تھا تو وہ اُسکو وہاں لٹکا دیتے
تھے کہ ہر شخص دیکھے پس جب ہر شخص کی نظر اُس کلام ربانی پر پڑی سب نے اُسکو دیکھا اور اُس
کلام کی متانت اور طرز سخن میں غور کی تو حیران رہ گئے اور یہی کہا کہ یہ کلام آدمیوں کا نہیں ہے
اور ایسا کلام لانا آدمی کی قدرت سے باہر ہے معتزلہ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ قرآن کی مانند

بقیہ صفحہ ۸۲ (۲) ف باوجود بار بار پڑھنے اس کلام کے اور اُس جوش و خروش کے جو پڑھنے والے کے دل میں
اس کلام کے پڑھنے سے پیدا ہوتا ہوگا اور ان خیالات کے غلبہ کے کہ اگر ہم اسکے مقابلہ میں تھوڑا سا کلام بھی نہ بنا سکتے تو
سخت شرمندگی اور خیالات ہمکو انتہائی بیزاری ہوگی کوئی بھی آجتک ایک آیت بھی نہ بنا سکا ۱۲ ف غیاث میں ہے ایک کا
دوسرے سے زیادہ ہونا اور ایک کا دوسرے پر بڑائی کرنا ۱۲ ف عرب کے فصحا کا دستور تھا کہ اچھی تصنیف کو بیت اللہ
کے دروازہ پر لٹکاتے تھے چنانچہ انہوں نے وہاں سات قصیدے لٹکائے تھے جنکو سبع معلقات کہتے ہیں وہ قصیدے
نہایت فصیح اور پر مضمون تھے کہ اُنکو سب پسند کرتے تھے اور دور دور سے اُنکے مطالعہ کو آتے تھے حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان سورہ علق کی آیتوں کو کہ اول ہی نازل ہوئی تھیں وہاں لٹکوا دیا - اقرأ باسم ربک
الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم - پڑھ اپنے رب کے
نام سے جس نے آدمی بنایا لہو کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو وہ
جو نہیں جانتا تھا ان آیتوں کے آگے اُنکے سب قصیدے گرد ہوگئے اور سب نے کہا کہ یہ کلام آدمی کا نہیں ہے اسی کے مطابق
وہ حکایت ہے کہ امرا القیس نامی ایک بڑا شاعر تھا اسکو یہ مشق تھی کہ ہر شخص کے کلام سے اُسکے اپنے کلام کا ایک ٹکڑا ایسا تضمین
کرتا تھا کہ قافیہ سے قافیہ اور مضمون سے مضمون لفظوں سے لفظ زبان سے زبان ملا دیتا تھا اسطرح کہ تمیز نہ ہو سکتا
تھا کہ یہ دوسرے کا کلام ہے - جب وہ آتا تھا بیت اللہ میں جتنے قصیدے لٹکے ہوتے سب کو پڑھکر اُنکے آگے اپنی عبارت لکھ دیتا
تھا ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سورہ شریف لکھوا کر لٹکوا دی - انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک

کلام تالیف کرنیکی وہ لوگ طاقت رکھتے تھے لیکن اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ نے قرآن مجید کے
معاوضہ اور مقابلہ سے انکی ہمتون کو پست کر دیا اور دلوں کو پھیر دیا تھا اور انکے منھوں پر مہر
لگا دی تھی اس سبب سے وہ اُسکے مانند ایک آیت بھی نہ بنا سکے اور اس میدان مین ایک قدم بھی
نہ رکھ سکے اصل مقصود تو اس سے بھی حاصل ہے کہ باوجودیکہ اُنکو ایسے کلام کے تالیف کرنے کی
قدرت تھی اور اس بات مین مقابلہ اور معارضہ کرنیکی نہایت حرص رکھتے تھے اُنکی ہمتون کا
اس طرف سے پھر جانا اور ان سب کی زبانون کا بالکل بند ہوجانا یہ بھی تو اعجاز ہے مگر منکر اسکا
یہ کلام سراسر بیہودہ اور سوداویہ ہے انہون نے کس طرح اور کس دلیل سے جانا کہ وہ قرآن کی
سی فصاحت کا کلام بنانے کی قدرت رکھتے مین حق یہ ہے کہ کوئی شخص سواے اللہ تعالےٰ کے ایسے کلام
کے بنانے کی ہرگز قدرت نہین رکھتا اور نہ اُس وقت سے اب تک کوئی نہ کوئی تو کچھ نہ کچھ بناتا
اس مضمون کو خود قرآن مجید بلند آواز سے پکارتا ہے سنو اور غور کرو قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ
ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا[1] اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نیک عادتین اور خصلتین اور صفتین اور اخلاق حسنہ دیکھین اور غور کرین تو یقین
کامل ہوجاوے کہ آپکا وجود پاک سر سے پاؤن تک تمام اللہ تعالےٰ کی نشانی اور اعجاز ہے اور
بالکل حسن و اعجاز ہے اور رباعی — ہر جلوۂ جمال ترا ناز دیگر است * ہر نغمۂ کمال ترا ساز دیگر است
اعجاز حسن یوسف ہست اشتہار * ہر غمزۂ ز چشم تو اعجاز دیگر است * رباعی — ہر جلوۂ جمال
مین ایک ناز نیا * ہر نغمۂ کمال کا اک ساز ہے نیا * کیا شرح ہو سکے تیرے اعجاز حسن کی * ہر آنکھ کا
اشارہ ایک اعجاز ہے نیا * وقولہ مبعوث الی کافۃ الخلق[2] حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم تمام خلقت کے رسول ہین آدمیون کے اور جنون کے واسطے آپکے رسول الثقلین ہین

---

[1] یہ آیہ سورہ بنی اسرائیل مین ہے ترجمہ اگر جمع ہوین آدمی اور جن اسپر کہ لاوین ایسا قرآن نہ لاوینگے ایسا قرآن اور چہ مدد کرین ایک کی ایک یعنی اگر سارے جہان کے آدمی اور جن اکٹھے ہوکر چاہین تو بھی اس قرآن کی مانند ایک سورہ یا دس آیتون کی یا ایک آیت کی مانند ساری عمر مین بھی بنا کر نہین لا سکتے اسلئے کہ یہ قرآن اللہ تعالےٰ کا کلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے [2] پہلے ایک ایک قوم یا ایک ایک شہر یا ملک کے الگ الگ پیغمبر ہوتے تھے پس انکی رسالت خاص انہی قوم یا شہر یا ملک کے لئے ہوتی تھی اور زمانے کے ساتھ ہی مخصوص ہوتی تھی کہ انکے بعد اسی ملک مین یا شہر یا قوم مین اور رسول بھیجے جاتے ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ہر طرح سے عام ہے اور کسی قوم یا ملک یا زمانے کے ساتھ مخصوص نہین ہے یعنی مشرق سے مغرب تک تمام جہان مین کل آدمیون اور جنون پر آپ کے وقت سے قیامت تک آپ ہی کی رسالت ہے بلکہ اپنے پیدا ہونے سے پہلے کیا آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ہی آپ پیغمبر ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے

اور آپکی خدمت مین جنون کا حاضر ہونا اور ایمان لانا اور آپ سے قرآن مجید سننا اور اپنی قوم مین جاکر اونکو اسلام کی دعوت کرنی یہ سب قرآن مجید مین موجود ہے اکثر علما کے نزدیک یہ عام ہونا رسالت انس اور جن پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے خاص ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ اس مین شک نہین ہے کہ جن ہمیشہ سے مکلف ہین اور کوئی تکلیف نہین دیا جاتا مگر کسی پیغمبر یا سچے راوی کے سنانے سے اور اتفاق ہی اسپر کہ جنون مین سے کوئی پیغمبر نہین ہوا اور قرآن مجید مین جنون کا قول نقل فرمایا ہے[1] انا سمعنا کتابًا انزل من بعد موسٰی مصدقًا لما بین یدیہ یہدی الی الحق والی طریق مستقیم اس آیت کا ظاہر کہتا ہے کہ یہ جن پہلے سے موسے علیہ السلام کی شریعت پر ایمان رکھتے تھے اور اُسپر چلتے تھے پس معلوم ہوا کہ اور پیغمبرون پر بھی جن ایمان لاتے تھے مگر اُنکے روبرو حاضر نہین ہوتے تھے فقط کتاب اللہ کو سنکر اور شریعت کے احکام معلوم کرکے عمل کرتے تھے اور اُن پیغمبرون کو بالمشافہ جنون کی دعوت میسر نہین ہوئی جسطرح نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکے اور آپ نے اُنکو خطاب کیا اور دعوت فرمائی پس یہ امر آپ کی خصوصیات مین سے ہے اور کہا ہے سیوطی نے کہ یہی مذہب ہے ضحاک کا اور یہ ظاہر ہے انتہٰے اور بعض نے کہا ہے کہ آپکی

---

[1] یہ آیہ سورہ احقاف مین ہے کہا جنون نے اپنی قوم سے اے قوم ہماری ہمنے سنی ہے ایک کتاب جو اُتری ہی موسیٰ کے بعد سچا کرتی ہے سب اگلون کو سمجھاتی اور بتاتی ہے سچا دین اور سیدھی راہ ۱۲ [2] اس دعوت کا بیان اللہ تعالے نے سورہ جن مین فرمایا ہے - قل اوحی الیّ انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنًا عجبًا یہدی الی الرشد فآمنا بہٖ کہہ وحی کی گئی ہے میری طرف کہ بیشک وہ قرآن جنون کی ایک جماعت نے سنا پھر کہا بیشک ہمنے سنا ہے قرآن عجب وہ دکھاتا ہے صواب اور بہتری کی - پس ایمان لائے ہم اس کلام پر تفسیر فتح العزیز مین اس آیت کا شان نزول یون بیان کیا ہی کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید اُترنے کا زمانہ قریب آیا اور قرآن مجید لوح محفوظ سے بیت العزت مین کہ آسمان دنیا پر ہے نقل کیا گیا تو اللہ تعالی کے حکم سے جنون کا آسمان پر جانا موقوف ہوگیا اور اسمین یہ حکمت تھی کہ یہ قرآن جنون اور آدمیون پر نازل ہوگا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہوگا ایسا نہو کہ کوئی جن فرشتون سے اسکی کوئی آیت سنکر کسی کاہن سے کہدے اور وہ آپکے مقابلہ مین پیش کرے یا کوئی جن خود پیش کرے غرض اُس وقت سے جن حیران تھے اور اُنھون نے کئی گروہ جنون کے اس سبب کے دریافت کرنے کو بھیجے تھے کہ وہ عالم مین تلاش کرتے پھرتے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری ہوئی اور آپ نے دس برس تک مکے مین قریش کو سمجھایا اور وہ ایمان نہ لائے مگر تھوڑے تو آپ اپنے کئی یارون سمیت طائف مین تشریف لائے اور وہان عبد یالیل و مسعود و حبیب ابن عمرو ان تینون سردارون نے آپکو جھٹلایا تو آپ وہانسے سوق عکاظ کو روانہ ہوئے یہ ایک بازار کا نام ہے کہ بیسوین شوال سے دسوین ذیقعد تک ہر سال پینٹھ کے طور پر لگا کرتا تھا اور دور دور کے آدمی وہان آتے تھے راہ مین نخلہ کی منزل مین آپ نے ایک مقام کیا تھا وہان آپ صبح کی نماز پڑھا رہے

رسالت فرشتون کو بھی شامل ہے پر یہ قول شاذ ہے؎ اور اہل تحقیق کے نزدیک آپکی رسالت عالم کے سب اجزا اور ٹکڑون پر اور موجودات کی سب قسمون پر ہے جمادات ہون یا نباتات یا حیوانات اور موجودات کے کل ذرون اور تمام چھپی ہوئی چیزون کے مربی اور کامل کرنے والی ہے کہ پتھرون کا سلام کرنا اور درختون کا سجدہ کرنا اور جانورون کا آپکی رسالت پر گواہی دینا اسپر گواہ فرق یہی ہے کہ آدمیون اور جنون کو اپنے افعال مین ارادے اور اختیار والا پیدا کیا ہے اس سبب سے کفر اور گناہ اُن سے صادر ہوئے اور باقیون سے سوائے طاعت اور ایمان کے اور کچھ ظاہر نہین ہوا جیسا کہ فرشتون سے اور یہ آیت شریف بھی اسپر دلالت کرتی ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَمِعْرَاجُهٗ فِى الْيَقَظَةِ بِشَخْصِهٖ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ اِلٰى مَا شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَقٌّ؎ اور معراج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاگتے مین جسم مبارک سمیت آسمان تک اور اُس سے آگے جہانتک اللہ تعالے نے چاہا حق ہے ایمان کا امتحان معراج کی تصدیق مین ہے کہ اتنی تھوڑی سی دیر مین بیداری کی حالت مین مع جسد شریف کے عرش اعظم سے اوپر بلکہ لامکان مین ان حکایتون اور خصوصیتون کے ساتھ کہ صحیح حدیثون مین مذکور ہین آپ نے سیر فرمائی اس نسبت کی تحقیق اللہ کے عالم روحانیات کی معرفت سے کہ وہ زمانے اور جہت کی تنگی سے باہر ہی ہو جاتی ہے کہ اہل کشف وشہود نے بیان کیا ہے کہ ایمان وہی ہے کہ اس خبر کے سُنتے ہی بے توقف و تاخیر اور بغیر دریافت اُسکی کیفیت وحقیقت کے یقین کامل ہو جاوے اور ذرا سا بھی تردد

(بقیہ صفحہ ۸۶) اور آپ نے اُن جنون سے اُس گروہ کی خبر لے جانے کا حال اور اُنکے حاضر ہونے کی سب کیفیت بیان فرمادی وہ سب آپپر ایمان لائے۔ سوائے اسکے اور بھی کئی بار آپ کی خدمت مین جن حاضر ہوئے ہین ایک دفعہ کوہ حرا پر جسکو جبل نور بھی کہتے ہین۔ آپ تمام رات جنون کی تعلیم مین مصروف رہے صبح کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آگ وغیرہ اُنکے نشان دیکھے اور یہ جن ایک جزیرہ کے باشندے تھے۔ اور ایک دفعہ آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے گئے جب آپ نے یہ آیت پڑھی۔ فبای الاء ربکما تکذبان ۔ یہ آیہ سورہ الرحمن مین ہے پس کس کس نعمت کو اپنے رب کے جھٹلاؤگے اے آدمیون اور جنو تو جنون نے پکار کر کہا کہ ہم تیری کسی نعمت کی ناشکری اے رب نہین کرتے ۱۲ ؎ یہان تک سیوطی کا کلام تھا ۱۲ ؎ غیاث مین شاذ کے معنی لغت مین اکیلا اور محدثین کی اصطلاح مین اُس خبر کو کہتے ہین کہ جسکا راوی اکیلا ہو اور جماعت کو چھوڑ دے ۱۲ ؎ اس آیت کا ترجمہ اوپر گذرا ۱۲ ؎ اکثر علما کہتے ہین کہ نبوت سے بارھوین سال ماہ ربیع الاول مین معراج ہوئی ہے۔ بعض کہتے ہین ہجرت سے ایک سال اور پانچ مہینے پہلے اور راوی مشہور ستائیسوین شب رجب کی اور سترھوین رمضان اور ستائیسوین ربیع الاول کی بھی آئی ہے اور ایک جماعت اسپر ہے کہ نبوت سے

خلجان[1] باقی نہ رہے پھر اگر اس حالت کا ادراک اور اس مرتبے کی حقیقت حاصل ہو جاوے
اور اللہ تعالے اسپر اطلاع بخشے تو یہ رستا دوسرا ہے کہ اسکو اللہ تعالے کی معرفت کی درگاہ
کے خاص بندے اور اپنے اوپر سے بشریت کی چادر کے دور کرنے والے جانتے ہیں محبت[2] و تسلیم
و ایمان کے عالم میں تصور و تکلف و تامل کی کہان فرصت ہے یہان تو سنتا اور ایمان لانا توام
یعنی ملے ہوئے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب اسی روز سے صدیق ہوا کہ انہون نے بے تامل
و توقف معراج کے سننے کی تصدیق کی اور فوراً ایمان لائے اور کتنے ہی مسلمان ایسے شک
میں پڑے کہ ان میں سے بعضے مرتد ہوگئے اور صدیق رضی اللہ عنہ جب نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر ایمان لائے اسوقت بھی کوئی معجزہ اور دلیل نہیں طلب کی اگرچہ حضرت سے
معجزات و آیات کا ظہور اسوقت چمک رہا تھا مگر انہون نے کچھ نہ دریافت کیا فوراً بے توقف
ایمان لائے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج سے تشریف لائے اور اللہ تعالے کے
دیکھنے کا حال آپ سے پوچھا تو آپ نے بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایسا جواب دیا جسمین

---

[1] غیاث میں برہان سے نقل کیا ہے کہ یہ فارسی کا لفظ ہے خلیدن سے [illegible] کے معنی ہیں اور تردید و تفکر و وسواس کے معنی ہیں [illegible] منقول ہے اور بہار عجم میں ہے کہ عربی کا لفظ ہے رمضان کے وزن پر اور فارسی والے کبھی لام کے سکون سے [illegible] اور یہان یہ معنی ہیں کہ معراج کا حال سنتے ہی اسپر ایمان لانا چاہیے بلکہ دین اسلام میں جو چیزین ایسی ہیں کہ عقل میں نہیں آسکتیں فوراً سب پر ایمان لانا واجب ہے تفکر اور وسواس کو اسمین دخل نہ دینا چاہیے [illegible] عاصی [illegible] رضی اللہ عنہ عزل محمد مصطفے پر جب [illegible] نے اپنی رحمت کی مد چلا کر عرش پر انکو [illegible] کی + [illegible] جب آپ نے اپنا قدم میدان قربت میں [illegible] کی شوق تھا [illegible] فرشتون سے
[illegible] سبقت کی + مجازاً قاب قوسین کہا حق نے کہ انسان کی + سمجھ میں آ نہین سکتی حقیقت ایسی قربت کی +
[illegible] آنکھون سے + عنایت آپکو ہے خاص کر حق نے یہ دولت کی + جو کہنا تھا کہا سارا جو دینا
تھا دیا سب کچھ + شرف تسلیم سے بخشا نبی نے جب تحیت کی + نمازین فرض کین پانچون کیا معراج میں ساجھی +
کری جب آپ نے حق سے سفارش اپنی امت کی + وہان سے جب پھرے آگے ملے سب انبیا آ کر + پھر اسکے بعد
کی سب سیر دوزخ اور جنت کی + یہ سیر آسمان تھی اور زمین پر آپ کیسے سے + گئے بیت المقدس اور نبیون کی امامت
کری یہ سیر بیداری میں جسم پاک سے ساری + لگی اس جانے آنے میں نہ مہلت ایک ساعت کی + ہوئی کفار کو
حیرت سنا جب ماجرا سارا + مگر سنتے ہی یہ صدیق اکبر نے صداقت کی + کسوٹی ہے ترے ایمان کی معراج رسول اللہ
وہی مومن ہے کی تصدیق جس نے اس کرامت کی ۱۲

[2] غیاث میں محبت میم کی زبر سے دوستی اور پیش سے غلط مشہور ہے اور منتخب میں ہے تسلیم کے معنی قبول کرنا اور گردن رکھنا اور ایمان کے معنی اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ بس دوست کو دوست کے اور فرمان بردار کو آقا کے اور مومن کو حق تعالے کے حکم میں چون و چرا اور تامل کی کیا گنجائش ہے اور تصور کے معنی دل میں صورت باندھنی اور یہان مراد سوچ سے ہے اور تکلف کے معنی اپنے اوپر رنج رکھنا

کھلی حقیقت تھی اور بعض کو مجازؔ کے پردے مین جواب دیا اور ہر شخص سے اُسکی حالت اور استعداد کے موافق کلام کیا یہان سے معلوم ہوگیا کہ ہر کوئی اس قابل نہین ہوتا ہے کہ حقیقت ظاہر کی جاوے اور بھید کھولا جاوے - بات تو ایک ہی ہے لیکن عبارت اور لفظون کا تفاوت ہے اور حق یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کو سر کی آنکھون سے دیکھا جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے ورنہ دل کی آنکھون سے تو ہر حال مین ہر شخص کو دیکھنا جائز ہے معراج کی کیا خصوصیت ہے بعضے کہتے ہین کہ دل کی آنکھون سے دیکھنا سوائے اسکے جو دل نے جانا ہے واللہ اعلم وَاُمتہ خیر الامم اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت سب اُمتون سے بہتر ہے جیسا کہ آپ سب پیغمبرون سے بہتر وافضل ہین قرآن مجید مین فرمایا ہے کنتم خیر اُمۃٍ اخرجت للناس[۳] حدیث شریف مین آیا ہے کہ تمہاری عمر اور بقا کا زمانہ پہلی اُمتون کی عمرون اور بقا کے زمانے کی نسبت ایسا حکم رکھتا ہے جیسا عصر سے مغرب تک کا وقت کہ باوجود تھوڑے ہونے وقت کے تم کو اوروں سے زیادہ ثواب دینگے اور تمہارے حال کی یہود اور نصاریٰ کے حال کی نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص نے کئی مزدورون سے مزدوری کرائی ایک مزدور سے صبح سے ظہر کے وقت تک اور اس سے ایک قیراط مزدوری کا اسقدر کے لئے معین کرلیا اور دوسرے سے ظہر سے عصر تک اور اُسکے لئے بھی اتنی دیر کا ایک قیراط مقرر کر

---

[۱] غیاث مین ہے کہ مجاز میم کی زیر سے رستے اور جگہ سے گزرنا اور حقیقت کی ضد ہے اور کلمے کو اُسکے حقیقی معنی کے سوا اور معنی مین استعمال کرنا بشرطیکہ حقیقی معنی متروک نہون اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اس باب مین جواب فرمائے ہین اُن مین سے ایک یہ ہے کہ مشکوۃ مین یہ حدیث مسلم سے بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ ابوذر نے کہا کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا - ہل رایت ربک قال نورٌ انّیٰ اراہ - کیا دیکھا ہے آپ نے اپنے پروردگار کو یعنی شب معراج مین آپ نے فرمایا کہ پروردگار نور ہے پس کیونکر دیکھون مین اُسکو اس کتاب کے اکثر نسخون مین انّیٰ الف کی زبر اور نون کی تشدید سے ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ اوپر مذکور ہوا اور بعضے نسخون مین ہے نورانی یے کی تشدید سے اور اس صورت مین یے نسبت کے لئے ہے اور الف و نون مبالغے کے لئے تو معنی یہ ہوئے کہ اپنے فرمایا اللہ نورانی یعنی بہت نور والا ہے مین نے اُسکو دیکھا ہے - یہ حدیث دونون فرقون کی دلیل ہے جو کہتے ہین کہ آپنے اللہ تعالے کو اپنے سر کی آنکھون سے دیکھا ہے جیسے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اُنکا گروہ اور جو کہتے ہین نہین دیکھا یا سر کی آنکھون سے نہین دیکھا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا اور اُنکا گروہ - الحمد عار نور کے حقیقی معنی روشنی اور اجالا ہے اور اللہ تعالے ان سے پاک ہے لیکن وہ آسمان و زمین کا روشن کرنے والا اور انمین جو ستارے وغیرہ کی روشنیان ہین سب اوسی کا ظاہر کرنے والا ہے اسواسطے اُسکو مجازاً نور کہتے ہین - سورۂ نور مین ہے - اللہ نور السموات والارض [۱۲]

اور تیسرے سے عصر سے مغرب تک اور اسکے دو قیراط ٹھیرائے جب شام ہوئی تو انکو ایک
ایک قیراط اور اسکو دو قیراط دیئے پس وہ دونون بہت غصے ہوئے اور جھگڑنے لگے کہ اس
تفاوت کا کیا سبب ہے ہم دونون نے اس سے بہت زیادہ مزدوری کی اور ایک ایک قیراط
پایا اور اسکو تھوڑی مزدوری پر دو قیراط ملے اسکا کیا باعث اُس شخص نے جواب دیا کہ
تم سے جو مزدوری ٹھیرائی تھی وہ تمہارے حوالے کردی اور اسکو ہمنے اپنے فضل سے
زیادہ دیا کہ ہمکو اپنے مال کا اختیار ہے جسے چاہین دیدین سو اول سے یہود کی طرف اشارہ
ہے اور دوسرے سے نصاریٰ کی طرف اور تیسرے سے اس امت مرحومہ کی طرف کہ
پیدائش مین یہ اُمّت متاخر ہے اور کثرت فضائل اور ثواب مین متقدم ہے[1] اور اس امت
کے ثواب مین بہت حدیثین[2] آئی ہین اور حقیقت مین جو علوم و معارف[3] و حقائق و عجائب و غرائب
کہ اس امت کے ہر ہر شخص سے ظاہر ہوئے ہین کسی اُمّت سے نہین ہوئے اور یہ ظاہر ہے
وَشَرِيعَتُهٗ اَكْمَلُ الشَّرَائِعِ وَدِيْنُهٗ نَاسِخُ الْاَدْيَانِ شریعت محمدی اپنے سے پہلی سب شریعتون
سے زیادہ کامل اور جامع ہے اور اُنکا دین سب دینون کا ناسخ ہے جب آپ خاتم انبیاء
اور آخر رُسل ہوئے تو آپ کے بعد کوئی دین اور شریعت نہین ہو سکتی اس سبب سے
اس دین کو سب سے زیادہ کامل کردیا اور فرمایا[4] بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ موسیٰ علیہ السلام
کی شریعت مین قہر و جلال بہت تھا جیسے توبہ کے لئے نفسون کا قتل کرنا پاک چیزون کا حرام ہونا

[1] اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید مین فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و آمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ — اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ — پس دیگا تمکو دو حصہ اپنی رحمت سے - پس اس اُمت نے اپنے نبی کی تصدیق کی اور اگلے نبیون کی بھی اسلیئے دوہرا ثواب ملا ۱۲ [2] اللہ تعالیٰ نے سورہ بقر مین فرمایا ہے — وکذالک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس — اور اسی طرح کیا ہمنے تمکو امت معتدل کہ گواہ ہو لوگون پر اور تمہارا رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمپر گواہ ہو اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہٰذہٖ اُمّۃٌ مرحومۃ — یہ اُمّت مرحوم ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے - لایزال من اُمتی اُمۃٌ قائمۃٌ بامر اللہ لایضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتیٰ یاتی امر اللہ وہم علیٰ ذلک — میری اُمت مین سے ایک گروہ ہمیشہ قائم رہیگا اللہ کے حکم پر نہین نقصان کریگا انکا یعنی انکے دین کا وہ شخص کہ مدد نکرے اُنکی اور وہ جو اُنکی مخالفت کریگا یہانتک کہ آوے خدا کا حکم یعنی موت یا اُنکے عہد کا ختم اور وہ اپنے اُسی کار پر ہونگے ۞ اور اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران مین فرمایا ہے — ولتکن منکم اُمۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ۞ اور ہوگی تم سے ایک جماعت کہ بلاوینگے بھلائی کی طرف اور امر کرینگے

مزا چکھا ... منع کر ... معلوم ہوا کہ ... اور دینداروں سے خالی نہیں رہیگی اور اسلام کی شریعت قیامت تک جہان میں رہیگی اگر ایک طرف ضعف ہوگا تو دوسری طرف قوت ہوگی اور اسی باب میں اور بہت حدیثیں ہیں ... ۱۲ [3] معارف ... معنی اللہ تعالیٰ کی پہچان ... اور حقائق حقیقت کی جمع ہے ...

غنیمت کا مال منع ہونا عذابون مین جلدی ہونی اور موسیٰ علیہ السلام مین عظمت وہیبت اور غصّے کی شدت اور اعداے دین پر سختی کرنی اسقدر تھی کہ کسی کو اُنکی طرف دیکھنے کی طاقت نتھی اور عیسےٰ علیہ السلام لطف و مہربانی کا مظہر تھے اور اُن کی شریعت مین فضل واحسان بہت تھا کہ قتال وعذاب کا اُس مین بالکل حکم نہ تھا بلکہ اُنپر قتال حرام تھا انجیل مین لکھاہے کہ اگر کوئی تمہارے ایک رخسارے پر طمانچہ مارے تو دوسرا رخسارہ بھی اُسکے آگے کردو جو کوئی تمہاری چادر کے کونے کو ہاتھ سے پکڑے تو وہ چادر اُسکو بخشدو جو کوئی ایک میل تک تیری ہنسی وحقارت کرے تو دو میل تک ساتھ جاو اور اُسپر احسان کر۔ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات مین ہر کمال کے مظاہر کو پورا کردیا اور جمال و جلال کی صفتون کو اکٹھا کردیا تھا لطف و قہر کو ملادیا تھا موسیٰ علیہ السلام کی قوت وصلابت وعدل وشدت کا بھی آپ مین کمال تھا اور عیسےٰ علیہ السلام کا لطف وکرم اور فضل وحلم بھی آپ مین بیحد تھا۔ اس سبب سے ہر چیز مین اعتدال تھا چنانچہ آپنے فرمایا انا الضحوک القتول یعنی ہمیشہ ہنستا رہتا ہون اور عین ہنسی مین قتل کرتا ہون یہ کمال ہے آپکی جامعیت کا ✣

بیت۔ بخندۂ بکہین دلبری وجان بخشی ✣ تبارک اللہ این چہ خندہ وچہ لب ست ✣ بیت

ایک تبسّم سے لیا دل اور جان بخشی کری ✣ کیا تبسم اور کیا لب ہین خدا کی شان ہے ✣

یہ آیت بھی آپکی شریعت کی عدالت اور توسط کی طرف اشارہ کرتی ہے ویحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث

بقیہ صفحہ ۹۰) ۵۱ مفصل اوپر بیان ہوچکے ہین اور عجائب کے معنی وہ چیزین جو تعجب کا باعث ہون اور غرائب کے معنی وہ چیزین جو نادر وکمیاب ہون اور یہ دونون عجیب وغریب کی جمع ہین ۱۲ اغیاث وغیرہ ۵۲ اُٹھایا گیا یعنی پیغمبری دی گئی مجکو واسطے پورے کرنے خوبیون اخلاق کے ۱۲ ۵۳ اس مجموعے ہونے اور تعدیل کی صفت کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے سارے اصحاب رضی اللہ عنہم اور آپکی اس شریعت مین کمال ہے اور ان صفات مین یہ سب کامل ہیں سختی کے موقع پر سختی اور نرمی کے موقع پر نرمی نہایت درجے کی ان مین ہے لیکن بےموقع کوئی چیز استعمال نہین کی جاتی اللہ تعالے نے آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان مین سورہ فتح مین فرمایا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ سخت ہین یہ کافرون پہ اور رحم کرنے والے ہین آپس مین یعنی اہل اسلام پر اسواسطے کہ جو خدا سے پھرے ہوئے ہین اور اللہ اُن سے ناراض ہے وہ سخت ظالم ہین اُنکے ساتھ مین سختی نہ برتی جاوے تو پھر اُسکا کون محل ہے اور اہل اسلام اگرچہ گناہ گار بھی ہون لیکن جب اصل ایمان کے سبب سے اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہے ممکن ہے انکے گناہ بھی ایمان کی بدولت بخشدے اُنپر سختی کا کیا کام ہے بلکہ سراسر رحم کا ہی مقام ہے بس دونون کو اپنے اپنے مقام پر خرچ کرنا اولی ہے اسلئے کہ بعضے مقام پر رحم وحلم زہر کا اثر رکھتے ہین اور سختی تریاق کا جیسے چھوٹے بچون کی تعلیم مین اسی طرح کافر بھی تادیب سے ایمان لے آتے ہین یہ سختی اُنکے لیے تریاق ہے اور حلم اُنکے

اور آپکی خصلتون اور صفتون اور وضع اور شریعت اور احکام کے معلوم کرنے اور اُنپر چلنے کے بعد اس شریعت کے معتدل ہونے کی ساری حقیقت کھل سکتی ہے [ف] و باللہ التوفیق وَاَصْحَابُهٗ خَیْرُ الْاُمَّةِ [ف] اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپکی ساری امت سے بہتر اور افضل ہین کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی صحبت و نصرت و اعانت کے لئے برگزیدہ کیا اور اس دین قویم کی تقویت اور اس ملت عظیم کی اعانت اُن سے کروائی وَکَانُوا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا اسقدر حدیثین صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدح اور بزرگی مین آئی ہین کہ اُنکے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ انکا مرتبہ ساری اُمت سے زیادہ ہے اور اُنکا ثواب سب سے بڑا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمت کو فرمایا کہ اگر تم مین سے کوئی جبل احد کی برابر سونا خدا کی راہ مین خرچ کرے تو انکے آدھا پیمانہ جو دینے کی برابر ثواب مین نہین ہوسکتا اور حدیث خیر القرون قرنی بھی اسی مدعا پر دلالت کرتی ہے اور سوائے انکے اور بھی بہت دلیلین ہین اور اس سے زیادہ کھلی کونسی دلیل ہوگی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال بے واسطے دیکھا اور آپکی خدمت مین حاضر رہے اور قرآن مجید اور احکام دین آپکی زبان مبارک سے سُنے اور بے واسطے اللہ تعالیٰ کے احکام امر و نہی آپ نے

[ف] اور اللہ ہی کے ساتھ توفیق ہے ۱۲ [ف] یہ آیہ سورہ فتح مین ہے اور تھے وہ یعنے اصحاب بہت حق دار اور اُسکے لائق یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور امداد اور انکے بعد مین آپکی خلافت اور دین کے نصرت کی لیاقت اللہ تعالیٰ نے انکو دی تھی اور تھا اللہ ہر چیز کو جاننے والا ۱۲ [ف] یہ حدیث بخاری اور مسلم سے مشکوۃ مین نقل کی ہے اور ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسکی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصیفه۔ نہ برا کہو میرے اصحاب کو پس اگر ایک تمہارا اللہ کے رستے مین احد کی برابر سونا خرچ کرے تو نہین برابر ہونے کا ثواب مین اُس پیمانے جو کے جو آپ کے صحابہ خرچ کرین بلکہ اُنکے آدھے پیمانے کے خرچ کرنے کی برابر بھی نہین ہونے کا ۱۲ [ف] یہ حدیث روایت کی ہے سب قرنون سے میرا قرن بہتر ہے اور عمران بن حصین نے جو حدیث روایت کی ہے اُس مین یون ہے۔ خیر اُمتی قرنی۔ میری تمام امت سے میرا قرن بہتر ہے یعنی میرے صحابہ کا زمانہ رضی اللہ عنہم پھر اُسکے آگے فرمایا۔ ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔ پھر اُنکے بعد وہ لوگ بہتر ہین جنکا زمانہ صحابہ کے زمانہ سے لگا ہوا ہے اُنکو تابعین کہتے ہین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے دیکھنے والے اور دین کے کامون اور اُنکے پیچھے آنے مین انکا اتباع کرنے والے پھر اُنکے بعد وہ لوگ بہتر ہین جنکا زمانہ تابعین کے زمانے سے ملا ہوا ہے اُنکو تبع تابعین کہتے ہین یعنی تابعین کے دیکھنے والے اور امور دین مین اور اُن کے پیچھے آنے مین اُنکی پیروی کرنے والے اور ان تینون زمانون کو قرون ثلاثہ کہتے ہین اسکے آگے حدیث بڑی ہے اور اُس مین فرمایا کہ آگے کذب اور جہالت لوگون مین ظاہر ہوگی غرض سب زمانون سے بہتر ہے

اُنکو پہونچائے اور اپنے خطاب کا اُنکو مخاطب بنایا اور اُنہون نے اپنی جانین اور مال اللہ تعالیٰ کے رستے مین صرف کئے اور صحابی وہ مومن ہوتا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان کی حالت مین دیکھا ہو اور دنیا سے بایمان گیا ہو اگرچہ ایک نظر دیکھا ہو اور بعضون نے اس مین شرطین زیادہ کی ہین کہ بہت مُدّت تک آپ کی صحبت مین رہا ہو اور جہاد وغزون مین آپ کے ساتھ شریک رہا ہو اور کم سے کم اس حاضری کی مدت چھ مہینے مقرر کئے ہین اور جس نے ایک نظر دیکھا ہو یا ایک ساعت آپ کے پاس بیٹھا ہو اُسے وہ صحابی نہین کہتے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابی تو سب ہین لیکن خیریت اور افضلیت جو بیان ہوئی اسی جماعت کے ساتھ مخصوص ہے نہ عام اور جمہور علما کے نزدیک جس نے صرف ایک نظر آپ کو دیکھا ہو وہ بھی اس افضلیت مین شامل ہے اور حقیقت مین آپ کے جمال مبارک کا ایک بار دیکھنا اور ایک ساعت آپ کی مجلس مین بیٹھنا اور آپ سے بات سنّی ایسی مفید ہے اور اس سے وہ مطالب حاصل ہوتے ہین کہ اورون کے پاس مدتون خلوتون مین بیٹھنے اور چلّے کھینچنے سے بھی نہین حاصل ہوتے ایسا ہی قوت القلوب مین مذکور ہے اور ابوعمر ابن عبدالبر نے کہ حدیث کے مشہور علما مین سے ہے اصحاب رضی اللہ عنہم کے تمام امت سے افضل ہونے مین کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ امت مین سے کوئی شخص ایسا پیدا ہو کہ صحابہ کی برابر ہو یا اُن سے بہتر ہو اور اُس نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے مثل اُمّتی مثل المطر لا یدریٰ اوّلہ خیرٌ ام آخرہٗ اور دوسری یہ حدیث ہے کہ آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ف یہ حدیث مشکوٰۃ مین ترمذی سے نقل کی ہے بروایت انس رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کی مثال ایسی ہے جیسے مینہ کا حال ہے کہ پہلے نہین معلوم ہوتا کہ اول اُسکا بہتر ہے یا آخر اُسکا اور اسی کے موافق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ امام باقر رضی اللہ عنہ سے اور اُنہون نے اپنے دادا امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابشروا وابشروا انما مثل امتی مثل الغیث لا یدریٰ آخرہ خیرٌ ام اولہ او کحدیقۃٍ اطعم منہا فوجٌ عاماً ثم لعل آخرہا فوجاً ان یکون اعرضہا عرضاً واعمقہا عمقاً واحسنہا حسناً کیف تہلک اُمّۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح آخرہا ولکن بین ذلک فیجٌ اعوج لیسوا منی ولا انا منہم — خوش ہو اور خوش ہو دو بار تاکید کے لئے فرمایا سوا اسکے نہین کہ میری اُمت کا حال اور قصہ مینہ کے حال اور قصہ کی مانند ہے یعنی منفعت کے حاصل ہونے مین مینہ کی قسمون کے مشابہ ہے نہین جانا جاتا کہ اُسکا اول بہتر ہے یا اُسکا آخر بہتر ہے یا مانند ایک باغ کے ہے کہ کھلائی گئی اُسکے پھلون سے ایک فوج ایک برس پھر کھلائی گئی اُسکے دوسرے ٹکڑے کے پھلون سے ایک دوسری فوج دوسرے سال ہو سکتا ہے اور نزدیک ہے کہ آخر باغ کا از روے جماعت کے زیادہ ہووے چوڑا از روے چوڑائی کے یا زیادہ گہرا ہو از روے گہرائی کے اور بہت اچھا از روے خوبی کے کیونکر

کوئی ہمسے بھی کہ ہم آپ پر ایمان لائے ہین اور ہمنے آپ کے ساتھ جہاد کئے ہین بہتر ہے آپنے فرمایا نعم یعنی ہان بہتر ہے وہ قوم کہ تمہارے بعد پیدا ہونگی اور مجھ پر بے دیکھے ایمان لاوینگے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال اُسپر کہ جسنے آپکو دیکھا ہے ظاہر و روشن ہے لیکن ایمان اُنہین کا فاضلتر ہے کہ بے دیکھے آپ پر ایمان لاوینگے اور بعضے مفسرون نے یومنون بالغیب کی تفسیر مین یہی معنی لکھے ہین اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ آخر زمانے مین سنت پر چلنا ہاتھ مین جلتی چنگاری لینے کی برابر مشکل ہوگا جو کوئی اُسوقت سنت پر چلیگا اُسکا اجر پچاس آدمیون کی برابر ہوگا پوچھا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم پچاس آدمی ان مین سے یا ہم مین سے فرمایا بلکہ ہم مین سے اور اسی کی مانند ایک اور حدیث مین آیا اور تحقیق مختار وہی ہے کہ جمہور علما کا مذہب ہے اور یہ خیریت جو پچھلون کے لئے ثابت کی ہے ایک خاص وجہ یعنی غیب پر ایمان لانے کے سبب سے ہے اور فضل کُلی صحابہ ہی کے لئے ہے اور فضل جزئی فضل کُلی کے ساتھ مخالفت نہین رکھتا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے عام معنی پر اکتفا کیا ہے اور آپ کے جمال مبارک پر ایک نظر کرنے والے کو بھی صحابی کہا ہے خلاف ابن عبد البر کے کہ آپ کے ہمیشہ کے مصاحبون و ہمنشینون کو اصحاب کہتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک پر نظر کرنے کے برابر کوئی فضیلت نہین ہے اگرچہ اولیاء اللہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باطنی صحبت حاصل ہے۔ واللہ اعلم۔

وَالْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ اَفْضَلُ الْاَصْحَابِ اور آپکی چار یار باصفا کہ خلفاے راشدین اور آپ کے جانشین ہین رضی اللہ عنہم آپ کے تمام اصحاب سے فاضلتر ہین اور آپ کے سب دوستون سے زیادہ نزدیک ہین اور اسلام مین اُنکے فضائل[۳] و مناقب و محامد و مآثر اسقدر ہین کہ تمام اصحاب

---

[۱] یہ آیہ سورہ بقرہ مین ہے متقی وہ ہین جو یقین کرتے ہین بن دیکھا ۱۲ [۲] یعنی سبنے اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ [۳] غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ فضائل جمع فضیلت کی اور فضیلت کے معنی افزونی و بخشش کی زیادتی اور بعضون نے کہا ہے کہ باطن کی نعمتون کو فضائل اور ظاہر کی نعمتون کو فواضل کہتے ہین اور مناقب میم کی زبر اور قاف کی زیر سے ہے اسکے معنی اوصاف حمیدہ ہین اور محامد میم کی زبر سے اچھی تعریفین اور مآثر اچھے اثر اور اچھے نشان اور صحابہ خاصکر خلفاے اربعہ کے فضائل اور بزرگیان بہت حدیثون مین الگ الگ ہین اور اکثر وہی بیان ہین کہ مُنکی گنجایش اس مختصر مین نہین ہے مگر اُن مین چھوٹی چھوٹی ایک ایک دو دو حدیثین یہان نقل کی جاتی ہین۔ احمد نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اخی فی الدنیا وصاحبی فی الغار۔ ابی بکر رضی اللہ عنہ دنیا مین میرا بھائی ہے اور غار مین میرا یار ہے۔ محمد ابن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ مین نے پوچھا اپنے باپ علی رضی اللہ عنہ سے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُل آدمیون مین سب سے بہتر اور اچھا کون ہے۔ قال ابوبکر قلت ثم من قال عمر۔ کہا ابوبکر پھر کہا مینے کہ اُنکے بعد کون ہے کہا عمر ہے ۱۲

مین سے کسی کے نہین ہین کہ احادیث واخبار کے دیکھنے سے معلوم ہوتے ہین - وَفَضْلُهُمْ عَلٰى تَرْتِيْبِ الْخِلَافَةِ وَالْمُرَادُ بِالْاَفْضَلِيَّةِ اَكْثَرِيَّةُ الثَّوَابِ اور بزرگی اُنکی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے اور اس بزرگی سے ثواب کی زیادتی مراد ہے یہان دو مقام ہین اول مقام یہ ہے کہ بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق خلیفہ برحق ہین اُنکے بعد عمر فاروق اُنکے بعد عثمان ذی النورین انکے بعد علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اور یہ مسئلہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یقینیات مین سے ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ثابت کرنے کا یہ طریق ہے کہ بعضون کے نزدیک وہ نص صریح اور حدیث صحیح سے ثابت ہے اور جمہور علماے سنت و جماعت کے نزدیک اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے یعنی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا اور اُنکی اطاعت اور تابعداری قبول کی اور دنیا و آخرت کے سب کامون مین اُنکے احکام کی موافقت و متابعت اختیار کی اور اُسی پر چلے اور انہین مین تھے ابوذر و عمار و سلمان و صہیب اور انہین جیسے اور صحابہ کہ دین کے رستے سے ذرا سے بھی میل اور مداہنت کو ان کے حال مین بالکل دخل نہ تھا اور ان کی شان مین یہ آیت وارد ہے - لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اور اگرچہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور عباس ابن عبد المطلب

بقیہ صفحہ ۹۴) سلہ ان دونون کی خلافت پر دلالت کرتی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو - یا عثمان انہ تعل اللہ یقمصک قمیصاً فان ارادہ علی خلعہ فلا تخلع لہم اے عثمان بیشک اللہ تعالےٰ پہناویگا ایک دن تجکو کرتا یعنی خلعت خلافت پس اگر ارادہ کرین اور تجپر جبر کرین لوگ اُسکے اتارنے کا تو اُنکے کہنے سے اُسکو نہ اُتاریو تو - کہا ترمذی نے کہ اس حدیث مین قصہ دراز ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپکے ساتھ ابوبکر اور عمر اور عثمان تھے اُسوقت وہ پہاڑ آپ کے آنے کی خوشی سے ہلا آپنے فرمایا - اثبت اُحُد فانما علیک نبیٌّ و صدیقٌ و شہیدان ٹھیر جا اے احد بس سوا اسکے نہین کہ تیرے اوپر نبی ہے اور صدیق ہے یعنی ابوبکر اور دو شہید ہین یعنی عمر و عثمان رضی اللہ عنہم اور سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا انت منّی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبیّ بعدی - تو مجھسے ہارون کی مانند ہے موسیٰ سے یعنی آخرت اور قرب و مرتبے مین مگر فرق یہی ہے کہ میرے بعد نبی نہین ہوسکتا پس اتصال اُنکا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہین ہے رسالت مین اور نہ خلافت مین کہ ہارون علیہ السلام کی وفات موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس برس پہلے ہوچکی تھی پس خلیفہ ہوگئے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مین انکے اہل بیت پر جب آپ غزوۂ تبوک کو تشریف لے گئے تھے اور زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - من کنت مولاہ فعلی مولاہ - جسکا مین دوست ہون پس اُسکا دوست علی ہے شیعہ اس حدیث سے علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی سند پکڑتے ہین اور اسکے جواب مطولات مین مذکور ہین یہ سب حدیثین حدیث کی صحیح کتابون سے مشکوٰۃ مین نقل کی ہین ۱۲

اور اور صحابہ نے جیسے طلحہ و زبیر و مقداد ابن اسود کہ بڑے صحابیون مین سے تھے رضی اللہ
عنہم تمام اصحاب کی بیعت کرنے کے وقت بیعت نہین کی تھی لیکن دوسرے وقت ان سبھون نے
بھی بیعت کی اور آپ کی اطاعت قبول کی اور ہمیشہ آپکی موافقت مین رہے اور حضرت ابو بکر
رضی اللہ عنہ نے انکو اپنے پاس بلایا اور تمام صحابہ کو جمع کیا اور خطبہ پڑھا اور کہا یہ علی ابن
ابی طالب موجود ہین ہین انکو اپنی بیعت کی تکلیف نہین دیتا اور انکو اپنا اختیار ہے اور
تمکو بھی اپنا اپنا اختیار ہے اگر کسی کو مجھسے اولی سمجھتے ہو اور اُس مین مصلحت دیکھتے ہو
تو سب سے پہلے مین اُسکے ہاتھ پر بیعت کرنے کو طیار ہون ۔ اُسوقت علی مرتضی اور جو لوگ
آپکے ساتھ تھے رضی اللہ عنہم سبنے کہا کہ ہم آپ کے سوا اور کسی کو اولی و بہتر نہین جانتے۔
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دین کے کام مین پیشوا کیا اور اپنی حیات کے
آخر دن مین آپ کو نماز کا امام بنایا اور باوجودیکہ ہم اہلبیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وارباب[1] مشاورت واجتہاد تھے آپنے کسی سے نہ پوچھا اس سببسے ہم جانتے ہین کہ آپ
لائق اور حقدار امامت کے ہین ۔ بس علی مرتضی اور آپ کے ہمراہ جو اصحاب تھے رضی اللہ
عنہم سب نے علانیہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اجماع منعقد ہوا
اور ان صاحبون نے بیعت کرنے مین اسواسطے تاخیر کی کہ یہ امر عظیم تھا اسلئے انہین تامل[2] و
اجتہاد وتحری کی اور بعضون نے کہا ہے کہ اس سبب سے تاخیر کی کہ علی رضی اللہ عنہ اول
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز[3] وتکفین مین رہے اُسکے بعد حزن[4] ومصیبت کے سبب خلوت مین رہے

---

[1] غیاث مین ہے کہ مشاورت میم کی پیش اور واو کی زیر سے مشورت کرنے اور ارباب مشاورت وہ
ہین جن سے ہر کام مین مشورت کی جاوے اور اجتہاد کے معنی لغت مین کوشش اور سیدھا رستا ڈھونڈھنے
کے ہین اور فقہا کی اصطلاح مین مسائل شرعیہ اپنے قیاس سے کلام اللہ اور حدیث اور اجماع مین سے
چننے کو کہتے ہین ۱۲ [2] تامل کے معنی فکر کرنا اور سوچنا اور اجتہاد کے معنی اوپر گذرے اور غیاث مین ہے
کہ تحری تسلی کے وزن پر ہے اسکے معنی راہ صواب ڈھونڈھنا اور کسی جگہ دیر کرنے اور قبلے کی طرف
قصد کرنا ۱۲ [3] غیاث مین ہے کہ تجہیز تجویز کے وزن پر مردے اور دلہن کا اسباب درست کرنا
اور تکفین کفن پہنانا ۱۲ [4] غیاث مین ہے کہ حزن حے کی پیش اور زی نقطہ دار کی جزم اور

اور قرآن مجید کے جمع کرنے مین مشغول ہوئے اور ان کامون مین چھ ماہ کا عرصہ منقضی ہو گیا اور بعد وفات حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے آپنے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور صحیح یہ ہے کہ اسقدر مدت دراز نہ تھی بلکہ اُسی دن کی شام کو یا دوسرے دن آپنے بیعت کی اور ہمیشہ مطیع و فرمان بردار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رہے اور فرض نمازون و جمعون و عیدون مین اُنکا اقتدار کرتے رہے اور غزوہ بنی حنیفہ مین کہ مسیلمہ کذاب اُس مین قتل ہوا آپ صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور غزوے کی غنیمت مین سے آپ نے ایک لونڈی لی تھی کہ اُس سے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اگر وہ اُس غزوے مین امام برحق کے ہمراہ نہوتے تو اُسکی غنیمت مین تصرف جائز نہوتا اور کوئی عاقل نہین کہنے کا کہ علی مرتضی خدا کے شیر اور اولیا اللہ کے امام اور حق کے دائرہ کے مرکز[1] ہوکر باوجودیکہ اُنکے ساتھ قرآن تھا اور یہ وہ قرآن کے ساتھ تھے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے - القرآن مع علیؓ و علیؓ مع القرآن[2] ایک مدت دراز تک نماز اور سب عبادات بدنی و مالی مین ایسے شخص کی تابعداری کرین کہ اُسکی جانب حق نہو بلکہ جانتے ہون کہ حق اپنی جانب ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی شان مین حکم قطعی خلافت کا سُن چکے ہون اور پھر حق کی طلب نکرین اور مہر سکوت اپنے مُنہ پر لگا کر تمام عمر اپنے تئین اہل باطل و اصحاب ہوا کی قید مین رکھین آخر حضرت معاویہ سے کہ اُنہون نے آپ کے ساتھ ناحق جھگڑا کیا اور خلافت چاہی کیون لڑے اور کسلئے حجت کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے کہ وہ آدمی کی جانکا پیدا کرنے والا اور زمین سے دانے کا اُگانے والا ہے کہ اگر پیغمبر خدا نے مجھ سے عہد کیا ہوتا یا مجکو حکم فرمایا ہوتا تو ابی قحافہ کے بیٹے کو اس مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممبر کے نیچے کے پائے پر بھی قدم نہ رکھنے دیتا جبکہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجودیکہ مین حاضر تھا اور آپ میرے مرتبے کو بھی جانتے تھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

[1] غیاث مین ہے کہ مرکز کسی چیز کے درمیان اور اُسکے کھڑے کرنے کی جگہ کو کہتے ہین اور دائرہ کے درمیان کے نقطے کو کہتے ہین اور یہ رکز سے اسم ظرف کا صیغہ ہے اور رکز رے کی زبر سے ہے اسکے معنی نوکدار چیز کے زمین مین چبھوتے کے ہین اسی واسطے پرکار کے دائرے کے نقطہ درمیانی کو مرکز کہتے ہین کہ وہ پرکار کے پھل کے چبھنے کی جگہ ہے اور یہان یہ معنی ہین کہ آپ حق کے دائرہ کے مرکز ہین یعنی حق کو ایک دائرہ فرض کرین تو آپ اُسکے میان ہین اور آپ کے چارون طرف حق ہی حق ہے بلکہ حق کا مدار آپ کے اوپر ہے ۱۲

[2] قرآن علی ہی کے ساتھ ہے اور علی رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ ہین یعنی ہر دو کسی حالت مین جدا نہین ہونگے ۱۲

کو امام کیا اور آپنے مع تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے اُنکے پیچھے نماز پڑھی اُسوقت مجکو کچھ بھی نزاع
کی مجال نہوئی جب آپنے دین کے کام میں اُنکو اختیار کیا اولےٰ اور بہتر ہے کہ ہم دنیا کے کاموں میں
بھی اُنہیں کو اختیار کریں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ علی مرتضیٰ نے یہ سب کام تقیہ[۲] سے کئے تھے کہ اُن کو
دشمنوں کا خوف اور اپنی جان کا ڈر تھا اس تقیہ کی حقیقت اگر انصاف کی نظر سے دیکھی جاوے
تو سراسر عیب اور نقصان ہے کہ علی مرتضیٰ نے حق کی طلب نہ کی اور سکوت اختیار کیا اور دشمنوں
سے ڈرے کہ اُنکو ہلاک نہ کر ڈالیں باوجود اُس کمال ایمان ویقین کے کہ لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُن لینے کے بعد کہ میرے بعد تو ہی میرا خلیفہ ہے اور اس
بشارت کے یہی معنی ہیں کہ میرے بعد دین کے احکام کے جاری کرنے کا تو ہی متکفل ہوگا اور
اس کام کو تو ہی کریگا اور پھر وہ آدمیوں سے ڈرتے اور خیال کرتے کہ اگر میں خلافت کی طلب
کرونگا تو قتل کیا جاؤنگا دوسرے یہ تقیہ ایسی جگہ ہوتا ہے کہ صاحب حق ضعیف و مغلوب عاجز
ہو اور یہاں ایسا نہیں ہے۔ علی مرتضیٰ ایسے شجاع و قوی اور خدا تعالیٰ پر پورا توکل کرنیوالے

---

[۱] غیاث میں ہے کہ نزاع نون کی زیر سے لڑائی اور جھگڑا کرنا اور آرزو کرنی ۱۲ [۲] تقیہ کے معنی لغت میں ڈرنے کے ہیں اور شیعوں کی اصطلاح میں یہ معنی ہیں کہ ڈر کے مارے اپنا حق چھوڑ دینا اور کلمۂ حق زبان پر نہ لانا اور جہاں دوسرے مذہب والوں کا غلبہ ہو وہاں اپنا مذہب چھپانا جیسا کہ اس زمانے کے شیعوں کا دستور ہے اور اس تقیہ کی اصل ان کے مذہب کی ابتدا سے برابر چلی آتی ہے چنانچہ اسکا حال مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں مفصل لکھا ہے اسکا خلاصہ یہاں بھی درج کیا جاتا ہے۔ جب اہل اسلام کو قدرت ہوئی اور یہود و نصاریٰ و مشرکین پر جہاد کرنے لگے تو وہ لڑے اور جب لڑائی سے عاجز ہوئے تو اپنی جانیں اور مال بچانے کے لئے ظاہر میں مسلمان ہو گئے اور باطن میں کافر رہے یہیں منافقوں میں ایک یہودیوں کا بڑا عالم تھا عبد اللہ ابن سبا اُس نے سوچا کہ اگر اہل اسلام کے عقائد میں خلل پڑے اور آپس میں مخالفت پیدا ہو جسکے سبب سے انکے کئی ٹکڑے ہو جاویں اور یہ آپسمیں لڑنے لگیں تو کافروں کے ہاتھوں سے چھوٹ جاویں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اُنکا کچھ بس نہ چلسکا اور ہمیشہ وقت کے منتظر رہے مگر عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں جب بلوا ہوا تو انکو موقع ہاتھ لگا اور بلوائیوں سے مل گئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں نہایت کوشش کی اور انکی شہادت کے بعد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں لڑائی کے باعث ہوئے اور امیر معاویہ کے فساد میں شریک رہے جب یہ سب معاملے طے ہو گئے تو اُس مکار نے موقع پاکر اپنے تئیں اہلبیت اور علی رضی اللہ عنہ کا دوست قرار دیا اور اس پیرایہ میں فسادِ عقیدہ کی بنیاد ڈالی اور عین خلوت میں اپنے بعض معتقدین سے کہا کہ بہت بڑا بھید تم سے کہتا ہوں بشرطیکہ کسی سے نہ کہو اور بعد تاکید کے انسے کہا کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب اصحاب سے علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں پھر اُنہیں سے جو زیادہ معتقد تھے اُن سے کہا کہ خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا اور خلفائے اولین نے ان پر ظلم کیا لیکن یہ بات دل میں رکھنا اور کسی سے نہ کہنا جب اُنکا عقیدہ اسپر مضبوط دیکھا تو اُن میں جو خاص تھے اُن سے کہا کہ

اور حضرت خاتون جنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ایسی عظمت اور عالی مرتبے والی آپکی زوجہ اور حسن وحسین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے تمام مناقب کے مجموعہ آنکے بیٹے اور عباس عبد المطلب کے بیٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ایسے عالی درجے والے اور زبیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھپی کے بیٹے ایسے شجاع و بہادر اور تمام بنی ہاشم کہ شوکت وشجاعت وغیرت بے نہایت رکھتے تھے سب آنکے بھائی اور تابع وہمراہ تھے پھر ضعف اور نامردی کا وہان کیا دخل تھا اور روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے ثقیفہ کی مدت میں علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہاتھ نکالیئے کہ مین آپکے ہاتھ پر بیعت کرون تا کہ اہل عالم جان جاوین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے انکے چچا کے بیٹے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کی کہ کسی کو آپکی مخالفت کی مجال نہ رہی اور ابو سفیان اموی نے کہا کہ اے عبد مناف کے بیٹو تم کو کیا ہو گیا جو تم اس بات پر راضی ہوئے کہ ایک تیمی تمہارا سردار ہو جاوے اور تیمی سے مراد ابو بکر صدیق تھے کہ بنی تیم میں سے تھے اور کہا کہ اگر تم دعوی کرو تو مین اسقدر سوار و پیادے اکٹھے کر سکتا ہون کہ تمام جنگل بھر جاوے اور انکا بھیجا نکال ڈالون حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُنکو منع کیا اور جھڑکا کہ یہ اہل اسلام کی دشمنی ہے اور فتنے اور فساد کا سبب ہے اب بتائیے یہان تقیہ کی کیا گنجایش ہے اور ان شیعون نے پیغمبرون پر تقیہ جائز بلکہ واجب سمجھا ہے کہتے ہین کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو خوف و تقیہ کے مقام پر کفر کا اظہار کرنا جائز ہے یہانتک کہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دل مین علی مرتضی کو نماز کا امام مقرر کیا تھا لیکن خوف اور تقیہ نے اسکے اظہار کو منع کیا جبکہ اس قسم کے بیہودہ احتمال خاص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین روا رکھتے ہوں پھر اور کسیکی کیا حقیقت ہے

بقیہ صفحہ ۹۸) سلہ اور بہت فرقے ہین اور ہر ہر فرقے کی وجہ تسمیہ اور سب کا حال کتاب مذکور مین مشرح ہے بس یہان سے معلوم ہو گئی اصل اس مذہب کی اور وجہ تقیہ کرنے کی بلکہ اگرچہ اس نے چھپانے کی تاکید مین کسر نہین کی جب بھی رفتہ رفتہ یہ راز اسی وقت مین کچھ تھوڑا سا فاش ہو گیا تھا اور مرتضی رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھکر کئی بار خطبہ فرمایا کہ جو کوئی مجھے شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل دیگا مین اُسے سزا دونگا اور حد لگاؤنگا اور وہ مردود اس خوف سے بھاگ گیا لیکن یہ مذہب اور تقیہ آجتک موجود ہے ۱۲ سلہ اگر وہ نہ اُٹھاتا نہ زیادہ ہوتا تجکو یقین ۱۲ سلہ غیاث مین ہے شوکت کے معنے قوت وتیزی و شہرت و ہیبت اور غیرت کے معنی نہایت حیا اور شجاعت کے معنی بہادری کہ توسط ہی جبن اور تہور کا ۱۲ سلہ غیاث مین ہے ضعف ضاد نقطہ دار کی پیش سے سستی اور ناتوانی اور زبون زے نقطہ دار کی زبر سے اخیر ضعیف وخوار وبیچارہ اور بیچ اسمین نسبت کی ہے ۱۲

سلہ تبعھم اللہ ما جہلھم و افسد اعتقادھم اگر انبیاء علیہم السلام حق کو چھپاوین تو پھر حق کس جگہ ظاہر
ہو اور اُسکو کون ظاہر کرے نوح علیہ السلام کی قوم سے زیادہ نافرمان اور متکبر اور نمرود و فرعون
سے زیادہ کون ظالم و متمرد[سلہ] ہوگا حضرات نوح و ابراہیم و موسی علیہم السلام نے حق کا اظہار کیا
اب تقیہ کہان رہا پس ثابت ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا اور جس چیز پر سارے صحابہ و علماء و مجتہدین اس
امت مرحومہ کے اجماع کرین وہ یقیناً حق ہوتی ہے اسلئے کہ اگر الگ الگ اجتہاد کرین تو اُس مین
خطار کا احتمال ہوتا ہے کہ المجتہد[سلہ] یخطی و یصیب لیکن سب کے اجماع اور اتفاق مین یہ خاصیت
ہے کہ وہ ضرور حق و ثواب پر ہوتا ہے اور اس مین خطا کا احتمال نہین ہوتا اللہ تعالے نے فرمایا
[سلہ] لتکونوا شہداء علی الناس اور فرمایا[سلہ] و یتبع غیر سبیل المومنین الایہ اور نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا لن یجتمع امتی علی الضلالۃ پس جس چیز پر ان سبنے اجماع کیا بیشک وہ
حق ہے اور جو روا ہو وے کہ تمام یا اکثر صحابہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ خلافت کی بیعت
کرنے مین جانکر خطا کی اور ظلم کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی اور جان بوجھ کر
حق کو چھپایا تو اس کلام کا فساد اور نتیجہ تمام دین اور ملت مین پہونچیگا اور سرایت کریگا اور

سلہ خراب کرے اُنکو اللہ جیسا کہ اُنہون نے جہل کی اور اپنے عقیدون کو خراب کیا ۱۲ سلہ ظالم ظلم کرنے والا اور غیاث
مین ہے کہ ظلم ظ کی پیش سے ستم اور بے محل کسی چیز کا رکھنا اور متمرد ر سے بے نقطہ کی زیر سے متولا کے وزن پر نافرمانی اور سرکشی
کرنے والا اور باغی ۱۲ اور یہان یہ معنی ہین کہ نوح علیہ السلام کی اُمت نے اُنکو کتنی ایذا کتنی دراز مدت تک پہونچائی اور جتنا اُنہون نے
خدا کی طرف بلایا اُتنے ہی وہ بھاگے اور اُنکے کلام نہ سننے کے واسطے اپنے کانون مین اُنگلیان کرتے تھے پر نوح علیہ السلام اللہ تعالی
کا حکم پہونچانے اور کلمہ حق کہنے سے باز نہ آئے اگرچہ آپ کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی مسلمان ہوئے تھے اور وہ سارا جہان تھا لیکن
نہ ڈرے نہ تقیہ کیا اور ساری عمر کلمہ حق کہتے رہے اور بتون کی ہجو اور اللہ تعالی کی وحدانیت بیان کرتے رہے اور نمرود تمام جہان
کا بادشاہ تھا اور سب اُسکا لشکر حتی کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ اور گھر والے بھی اُسی مردود کے ساتھ تھے لیکن اکیلے ابراہیم علیہ
السلام نے اُسکا کیسا کیسا مقابلہ کیا اور اُسنے آپکو کیسی کیسی ایذا دی کہ آگ مین بھی ڈالدیا لیکن آپ اُس سے نہ ڈرے نہ تقیہ کیا
اور ہمیشہ کلمہ حق کہا کئے اور حکم الٰہی پہونچایا کئے اور ایسا ہی فرعون مصر کا بادشاہ تھا اور بنی اسرائیل کو اپنے غلامون کی مانند
سمجھتا تھا اور اُنپر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا اور موسی و ہارون علیہما السلام فقط دو آدمی اتنے بڑے بادشاہ سفاک ظالم
کے روبرو ہمیشہ اللہ کی توحید اور عظمت بیان کرتے رہے اور اُس متکبر کو کہ خدائی کا دعوی کرتا تھا رب العالمین حقیقی کی بندگی
کی طرف بلاتے رہے نہ ڈرے نہ تقیہ کیا اور کیسے کیسے مقابلے ساحرون سے کئے ذرا بھی خوف و ہراس نہ آیا۔ غرض مردان خدا کہین
جان و مال کے خوف سے کلمہ حق ترک کرتے ہین چہ جائیکہ شیر خدا کہین ایسا کام کرتے تھے اُنکو یقین کامل ہوتا ہے کہ اُنکی مدد
پر خدا ہے پھر وہ کسی سے نہین ڈرتے اور اللہ تعالے نے سورہ آل عمران مین ایسا ہی فرمایا ہے۔ فلا تخافوہم وخافون ان کنتم مومنین

شرع کی مضبوطی بالکل جاتی رہیگی کہ تمام احکام شریعت کے اور قرآن مجید اور حدیث کل ہمکو انہین اصحاب رضی اللہ عنہم کے واسطے سے پہونچے ہین اور جب تمہارے گمان کے بموجب یہ ظالم اور فاسق اور حق کے چھپانے والے تھے تو اب اس سے بڑھکر اور کونسی قباحت اور خرابی ہے۔ نعوذ باللہ من الجہالۃ والغباوۃ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ نے اپنی بعض تصنیفات مین ایک عجیب بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت سے۔ لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کا چیونٹا رافضی سے زیادہ عقل رکھتا تھا اسلیئے کہ اُسنے اور وچیونٹون سے کہا کہ اپنے گھرون مین گُھس جاؤ کہ سلیمان علیہ السلام کا لشکر نادانستہ تمکو پائمال نہ کر ڈالے۔ پس چیونٹے نے تجویز نہ کیا کہ سلیمانؑ کے لشکری جو پیغمبر کے اصحاب اور اُنکی خدمت مین رہنے والے ہین جان بوجھ کر چیونٹون کو پامال کرینگے اور ایسا ظلم ان پر روا رکھینگے اسلیئے اُس نے لا یشعرون کا لفظ کہا اور رافضی کہتے ہین کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق عمداً اور دیدہ و دانستہ برباد کر دیا اور اُنکی اہلبیت پر ظلم کیا اور اتنا نہ سمجھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا ظلم پر اتفاق[۵۷] نہین ہو سکتا حاصل یہ کہ دین کے سب کام صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ مین تھے اور دین کے تمام احکام اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سب انہین کو سپرد تھی۔ پس اُن سب کے اجماع[۵۸] کی برابر اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے

(بقیہ صفحہ ۱۰۰) (۵۱) اور یہود و نصاریٰ بعض کو نہین دوسرے یہ کہ تمہارا قبلہ کعبہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے مقرر ہے اور ابراہیم علیہ السلام سب کا پیشوا ہے پس تم اسی پر ثابت رہو جب پورے ہو اور وہ ناقص تو اُنکو حاجت ہے کہ تم اُنکو بتاؤ اور تمکو حاجت نہین کہ کوئی اُمت تمکو بتاوے مگر تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ (۵۲) یہ آیہ سورہ نسا مین ہے جو کوئی مخالفت کرے رسول کی اور چلے وہ رستا جو مسلمانون کے رستے کے سوا ہے باقی آیت یہ ہے۔ نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ ہم اُسکو حوالے کرین وہی طرف جو اُس نے پکڑی ہے اور ڈالینگے اُسکو دوزخ مین اور بہت بری جا سے پہونچا ۱۲ (۵۳) ہرگز نہین اکٹھے ہونگی میری اُمت فساد اور گمراہی پر ۱۲ (۵۴) پناہ مانگتے ہین ہم اللہ کے ساتھ جہالت یعنی ایسی نادانی سے کہ حق اور باطل مین تمیز نہ کر سکے اور ایسی کُند ذہنی سے جو طبیعت کو مدعا تک پہونچنے سے باز رکھے ۱۲ (۵۵) یہ آیہ سورہ نمل مین ہے نہ پیس ڈالے تمکو اور اُسکا لشکر اور اُنکو خبر نہو یعنی تمہارے چیونٹی چھتنے کے سبب نہ دیکھ سکین اور اُنکی انجانی مین تم اُنکے پیرون کے تلے آکر پس جاؤ ۱۲ (۵۶) غیاث مین ہے الف کی زیر سے موافقت کرنی اور یہان صحابہ رضی اللہ عنہم کے اتفاق اور اکٹھے ہونے سے مراد ہے کہ وہ اکٹھے ہو جاوین کسی چیز کے حکم لگانے مین ۱۲ (۵۷) غیاث مین ہے کہ اجماع الف کی زیر سے اتفاق کرنا ایک جماعت کا کسی کام پر اور فقہا کی اصطلاح مین یہ معنی ہین کہ کسی کام یا حکم پر جو دین سے متعلق ہو ساری اُمت کے علما اور اخیار جمع ہو جاوین اور سبکے نزدیک اُس بات مین وہی حکم درست ہو اور یہ اُس مسئلے مین ہوتا ہے جو قرآن شریف اور حدیث مین صاف صاف نہ آیا ہو اور اجماع امت کے لفظ مین اگرچہ ساری امت

اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے دین اور دنیا کے سب احکام مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کی اطاعت و فرمان برداری اختیار کی اس سے زیادہ اور کیا حجت ہے اب علی مرتضی رضی اللہ
عنہ کے فضل و کمال کی جو دلیل ہے وہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی برہان قوی
ہے کیلئے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے باوجود اسقدر فضل و کمال و ہدایت و حقانیت اور دین کی تائید
کی اُنکی متابعت اور اُنکے ہاتھ پر بیعت کی اس سے بڑھکر اور کیا حجت ہوگی آخر وہی حکایت
ہوئی کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ پہلے تینون خلفاء رضی اللہ
عنہم کی خلافت مین نہایت انتظام رہا اور کسی طرح کی مخالفت نہونے پائی اور آپکی خلافت کے
زمانے مین اسقدر ہرج مرج اور اختلاف واقع ہے آپنے جواب دیا کہ اُنکے عہد مین ہم اُنکے ناصر
و مددگار رہتے اور ہمارے تم ناصر و مددگار ہو اور سچ یون ہی ہے اور عقل سلیم کو بھی یہی
اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اتفاق اور اجماع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم
کا بیشک صواب پر ہے نہ یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آخر زمانے کے پیغمبر اور کل آدمیون
اور جنون کے ہادی اور تمام خلائق کے رسول ہین اور اُنکی اُمت مین فقط چند صحابی ہدایت
اور حق پر ہون اور سیدھا رستا اُنکو ملا ہو اور باقی اُنکے تمام اصحاب و یار کہ ساری عمر
اُنکی صحبت مین رہے ہون اور اُن سے فضائل و کمالات اُنہون نے حاصل کئے ہون سب کے
سب باطل و ظلم و گمراہی پر ہون اور آپکے بعد ایسے کام مین خطا کرین اور گمراہی و ظلم کا

(بقیہ صفحہ ۱۰۱) ؎ اس خلافت کے مسئلے مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے
اجماع کیا ہے اور اوپر ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرن سب قرنون سے بہتر تھا تو ایسے قرن کا
اجماع بھی سب قرنون کے اجماع سے بہتر اور افضل ہوا پھر ایسے اجماع مین خطا اور چوک کو ہرگز دخل نہین ہو سکتا ۱۲
؎ غیاث مین منتخب اور صراح سے نقل کیا ہے کہ ہرج ہے کی زبر سے اور رے بے نقط اور جیم عربی کے سکون سے ہے
اسکے معنی فتنہ و آشوب ہین اور مرج میم اور رے بے نقطہ کی زبر اور جیم عربی سے ہے اسکے معنی فساد و تباہی مگر جب لفظ ہرج
کے ساتھ جمع ہوتا ہے تو رے کو ساکن پڑھتے ہین یعنی ہرج مرج ۱۲ ؎ غیاث مین ہے عقل عین بے نقطہ کی زیر سے
خرد و دانش اور وہ نفس انسان مین ایک قوت ہوتی ہے جس سے وہ اچھے برے مین تمیز اور ہر چیز کی باریکیان
دریافت کر سکتا ہے اور منتخب و صراح سے نقل کیا ہے کہ سلیم کے معنی درست اور سلامتی والے کے ہین اور عقل
سلیم کے معنی وہ عقل کہ کجی اور اندیشہ ناصواب سے اکثر سلامت رہتی ہو اور اللہ تعالے نے سورہ صافات
مین ابراہیم علیہ السلام کا حال فرمایا۔ اِذ جَاءَ رَبَّہُ بِقَلبٍ سَلِیمٍ ۰ جب آیا اپنے رب کے پاس ساتھ دل سلامتی والے
کے یعنی اُنکے دل مین ایسی عقل سلیم تھی کہ جسکے سبب سے اُنہون نے اپنے رب کو پہچانا تا اور شرک سے بچا ۱۲ +

رستا چلین کہ جس پر دین کے انتظام کا مدار ہو پس اگر ایسا ہے تو نقصان اسکا دین کے سب کاموں مین سرایت[1] کرتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچتا ہے اس سے یقیناً معلوم ہوگیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح و درست ہے اور ایک فرقہ زیدیہ[2] ہے کہ انکے سب فرقون مین زیدیہ معتدل گنا جاتا ہے وہ کہتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقرر کرنے مین مصلحت[3] تھی اسواسطے کہ علی رضی اللہ عنہ کی تلوار پر سے ابھی دشمنون کا خون نہین سوکھا[4] تھا اور انکی عداوت دلون مین بیٹھے ہوئی تھی اگر انکو خلیفہ کرتے دین مین ہرج و مرج واقع ہوتا اور اسلام کے کامون کا سرانجام اچھی طرح سے نہوتا پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے سے سب شعلے فساد دب گئے اور بنیاد اس مذہب کی علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر ہے اور اس بات پر کہ افضل و اکمل کا خلیفہ کرنا واجب ہے اور علمائے سنت کو ان دونون باتون مین کلام ہے کہتے ہین کہ واجب نہین کہ خلیفہ اپنے زمانے والون مین افضل و اکمل ہو بلکہ ضرور ہے کہ قریش[5] مین سے ہو اور حلال و حرام کا عالم ہو اور دین اسلام کی مصلحتون اور سب امور سے واقف ہو اور پرہیزگار

---

[1] غیاث مین منتخب اور صراح سے نقل کیا ہے کہ سرایت سین بے نقطہ کی زیر سے ایک چیز کی تاثیر اور اثر کا دوسری چیز مین پہونچنا اور کسی چیز سے گزر جانا اور یہان یہ معنی ہین کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم پر دین کے سب کامون کا مدار ہے اور انہی سے قرآن اور حدیث ہم کو پہونچے ہین اور انہی کی کوشش سے دین اسلام مشرق سے مغرب تک پہونچا ہے اگر انکو ظالم و غاصب قرار دین تو اس عقیدہ فاسدہ کا برا اثر بموجب اس اعتقاد کے انکے ہر کام مین پھیلیگا اور یہی خیال ہوگا کہ جب وہ ایسے تھے تو انہون نے قران و حدیث مین بھی کمی و زیادتی کی ہوگی اور جہاد اور ملک گیری مین بھی بڑے بڑے غصب و ظلم کئے ہونگے اور نعوذ باللہ منہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسون کو اپنا دوست بنایا تو آپ کو بھی یہ باتین پسند ہونگی پس قرآن و حدیث اور دیگر سب احکام کا اعتبار اٹھ جاویگا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معصومیت مین بھی خلل آئیگا پس یہ سب اثر اس برے اعتقاد کا ہوا جو کہان تک پہونچا۔ اللہم احفظنا منہا ۱۲ [2] تحفہ اثنا عشریہ مین ہے کہ یہ فرقے اپنے تئین زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے ساتھ نسبت کرتے ہین اور ان کے ۹ فرقے ہین اول صرف زیدیہ کہ زید بن علی کے صحابہ ہین کہ انکے ہاتھ پر انہون نے بیعت کی اور عبدالملک بن مروان کی اولاد پر خروج کے باب مین یہ فرقہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو کلمہ خیر سے یاد کرتے ہین اور سب امور مین اہل سنت و جماعت کے متفق ہین مگر امام مین بنی فاطمہ ہونے کی شرط لگاتے ہین اور انکے سب فرقون کا حال کتاب مذکور مین مفصل ہے ۱۲ [3] غیاث مین ہے مصلحت میم کی زبر سے کسی کام کا سنوارنا یہ مفسدے کی ضد ہے ۱۲ [4] یعنی ابھی تازہ جہاد کیا تھا جس سے دشمنون کے دلون مین دشمنی کے زخم ہرے تھے وہ آپکو خلیفہ نہ دیکھ سکتے تھے اور اور جھگڑے پھیلاتے اور ہرج مرج کے معنی اس سے پہلے صفحے پر گزرے ۱۲ [5] اس باب مین بہت سی حدیثین آئی ہین جنکی یہان گنجایش نہین ہے ان مین سے ایک چھوٹی سی یہ حدیث ہے کہ بخاری و مسلم سے مشکوۃ مین نقل کی ہے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وعدالت[1] وشہامت وکفایت امامت کے لائق اور خلافت کے مستحق ہونے کو کافی ہین اور
یہ سب صفتین ابوبکر رضی اللہ عنہ مین موجود تھین چنانچہ روایت وآثار کی نقل سے قطعی
ثابت ہوچکا ہے اور بعضے علماء ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نص[2] سے ثابت کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی خلافت پر تنصیص[3] کی ہے لیکن اہل
تحقیق کا یہ مذہب ہے کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما دونون مین سے کسی کی
خلافت کے لئے نص قطعی وارد نہین ہوئی ہے اگرچہ سُنّی اور شیعہ دونون فریق اپنے اپنے
مذہب کے موافق نصوص لائے ہین اور اپنے اپنے مخالفین کی نصوص کے اُنھون نے جواب دیئے
ہین اسلئے کہ اگر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص موجود ہوتی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر
اجماع نہوتا اور وہ اُس نص کے بیان کرنے سے اور حق کے ظاہر کرنے سے کیون سکوت کرتے
اور خلافت کی طلب کیون ترک کرتے اور جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ہوتی
تو مہاجرین اور انصار مین کیون گفتگو ہوتی کہ منا امیر ومنکم امیر[4] اور اُسوقت ردّ وبدل
کی کیا حاجت تھی جیسا کہ نصب خلافت کے قصے مین کتابون مین مذکور ہے اور اگر کہین کہ شاید
یہ گفتگو بحث کے تحقیق کرنے اور نص کے دریافت کرنے مین ہو کہ وہ بعضے اصحاب پر پوشیدہ ہو اور
سب اُسکو نجانتے ہون اُسکا یہ جواب ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر تفضیل اور اور صحابہ رضی اللہ عنہم
سے کہا کہ تم مختار ہو جسکے ہاتھ پر کہو سب بیعت کرین پس جو امر نص سے واجب ہو اُس مین

---

[1] عدالت کے معنی اوپر گذرے ہین اور غیاث مین ہے کہ شہامت شین نقطہ دار کی زیر سے بزرگی وتوانائی وشادمانی وچستی ودلیری ہے اور اُسی مین منتخب سے نقل کیا ہے اور کفایت کاف کی زیر سے بس اور کافی ہونا اور فائدہ پکڑنا اور چوتھا حرف ہمزہ ہو تو قوم مین ایک دوسرے کی مانند ہونا۔ [2] نص کے معنی اوپر گذرے ۱۲ [3] منتخب مین ہے کہ تنصیص دو صاد بے نقطہ سے ظاہر کرنا اور یہان نص سے لیا ہے یعنی ظاہر سند لانی ۱۲ [4] انصار رضی اللہ عنہم نے مہاجرین رضی اللہ عنہم سے کہا کہ ہم مین سے ایک امیر ہو اور تم مین سے ایک امیر ہو یہ دونون ملکر خلافت کا کام سرانجام کرینگے۔ بس انصار کا یہ قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے رد کیا گیا کہ آپنے فرمایا ہے کہ قریش کے سوا کوئی خلیفہ نہین ہوسکتا اور اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین ایک حدیث اُن مین کی اوپر گذری اور ایک یہ ہے مشکوٰۃ مین ترمذی سے نقل کی ہے کہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ الملک فی قریش والقضاء فی الانصار والاذان فی الحبشۃ والامانۃ فی الازد۔ خلافت اور بادشاہی قریش مین ہے اور قضا انصار مین اور اذان حبشی کی قوم اور امین کرنا ازد کی قوم مین مراد یہ ہے کہ یہ منصب انکو دینے چاہئین اور آپنے اپنی حیات مین ایسا ہی کیا کہ انصار مین سے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی کرکے بھیجا اور بلال رضی اللہ عنہ آپکے موذنون کے سردار تھے اور وہ حبشی تھے

ایسی تواضع[1] اور تخیر کی کیا گنجایش تھی چنانچہ نقل کیا گیا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق و ابو عبیدہ ابن جراح کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُنکو امین اُمت فرمایا ہے رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور انصار سے کہا کہ امامت قریش کا حق ہے اور سوائے قریش کے اور کسی کو امامت کا دعویٰ نہین پہونچتا پس تم ان دونون شخصون مین سے جسے چاہو قبول کرو پس اگر اس بات پر نص ہوتی تو وہ ایسا کیون کرتے حق یہی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتہاد و اجماع سے مقرر ہوئی ہے اور اجماع کے لئے سند چاہیے اور نص ظنی غیر قطعی[2] بھی اجماع کرنے کے لئے سند کو کافی ہے چنانچہ علم اصول[3] فقہ مین مقرر ہے اور دونون طرف کی دلیلین اور گفتگو بڑی کتابون مین مذکور ہین اور اس رسالے کی وضع سے خارج ہین اسی واسطے اُنکو یہان ترک کیا اور اور کتابون پر موقوف رکھا واللہ الموافق جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اجماع سے ثابت ہوئی اور اُنکے حکم کی طاعت سب مسلمانون پر واجب ہوئی اور اُنہون نے اپنی رحلت کے وقت عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپی اور اُنکو خلیفہ کیا اور عہد نامہ اُنکے نام لکھدیا اور اُسمین سب کو اُنکی اطاعت کا حکم اور متابعت کا امر کیا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کی اور کہا بایعنا[4] من فیہ ذات کان عمر پس خلافت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی اجماع سے

[1] غیاث مین ہے تواضع ضاد نقطہ دار کے پیش سے عاجزی و فروتنی اور تخیر کے معنی اچھائی و بہتری ڈھونڈھنی ۱۲
[2] جو یقینی نہو ۱۲ [3] یہ وہ علم ہے جسپر علم فقہ کی بنا ہے ۱۲ [4] بیعت کی ہمنے اُس شخص کے ہاتھ پر جسکا اُسمین نام ہے یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس شخص کا نام اس عہد نامے مین لکھدیا ہے ہمنے اُسی کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اگرچہ اُس مین عمر ہی کا نام لکھا ہو یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہے تو اُنکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اگر کسی اور کا لکھا ہے تو اُسی کے ہاتھ پر کرلی - غرض ہم صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریر کا خلاف نہین کرنے کے جو کچھ اُنہون نے اُسمین لکھدیا ہے وہی منظور ہے جب دیکھا تو اُس مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام تھا ۱۲ - اس عبارت سے ٹپکتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی ہی متابعت کرتے تھے اور اُنکے حکم کے نہایت مطیع تھے کہ جو اُنکا حکم ہوتا تھا بے تاخیر اور تفتیش اُسکو مانتے تھے - اور فوراً بجا لاتے تھے اور یہ نتیجہ اُسی اعتقاد کا ہے کہ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بزرگی کا علی رضی اللہ عنہ کے دل مین راسخ تھا جس سبب سے اُنکی اتنی اطاعت کرتے تھے دوسرا یہ بھی اسی مین سے نکلتا ہے کہ سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی علی رضی اللہ عنہ کو کمال محبت تھی اور اُنکے ساتھ حسن ظن کامل تھا کہ کسی کی متابعت کو اپنے اوپر عار نہ سمجھتے تھے جو فرمایا کہ کوئی ہو اُسی کے ہاتھ پر بیعت کی تیسرا یہ امر بھی ظاہر ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے مرتبے کو سب سے بڑا بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جانتے تھے اور جانتے تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک

ثابت ہوئی اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کے وقت خلافت کو ان چھ صحابیون مین
مشترک کیا عثمان و علی و عبد الرحمن ابن عوف و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ
عنہم کہ سب کی اور ان چھیون کی راے سے انہی چھیون مین سے ایک شخص خلیفہ ہونا
چاہیے اور ان سب نے اپنی رائے کو عبد الرحمن ابن عوف کی راے پر منحصر کر دیا اور کہدیا
کہ ہم سب مین سے جسے یہ کہدین وہی خلیفہ ہے اور انہون نے عثمان رضی اللہ عنہ کو
اختیار کیا پس علی مرتضی اور کل صحابہ رضی اللہ عنہم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر
بیعت کی اور انکے حکم کے مطیع ہوئے اور دین و دنیا کے کامون مین انکو اپنا امیر و حاکم جانتے
رہے پس عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی اجماع سے ثابت ہوئی انکے بعد علی مرتضی رضی اللہ
عنہ اپنے زمانے کے سب صحابہ سے افضل و اکمل تھے باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم خلیفہ برحق
و امام مطلق مقرر ہوئے اور انکے زمانے مین جھگڑا و مخالفت جو مخالفین سے ظہور مین آیا وہ
خلافت کے استحقاق و امامت کے باب مین نہ تھا بلکہ اس لڑائی و بغاوت کا منشاء اجتہاد
مین خطا تھی کہ انہون نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کی سزا مین جلدی چاہی تھی -
دوسرا مقام یہ ہے کہ ان چارون خلفاء کی افضلیت انکی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے

لہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ مین شیعون کے فرقون کی تعداد مین جو عبارت لکھی ہے
اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اصلین اس مذہب کی پانچ ہین شیعہ اولی و غلات و کیسانیہ و زیدیہ و امامیہ - شیعہ اولی
کے دو فرقے ہین اول فرقہ مخلصین کہ اہل سنت و جماعت ہین اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کہ مرتضی رضی اللہ عنہ
کی خدمت مین رہنے والے اور آپکے مددگار مہاجرین و انصار مین سے سب اسی فرقے مین تھے انکا یہ مذہب ہے کہ
علی رضی اللہ عنہ امام برحق ہین بعد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور انکی اطاعت تمام جہان پر فرض تھی اور وہ
اپنے زمانے کے سب آدمیون سے افضل تھے جس نے انکے ساتھ امر خلافت مین مخالفت کی وہ مخطی و باغی تھا اور جس نے
انکو خلافت کے لائق نہ جانا وہ ضال و گمراہ تھا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و طلحہ و زبیر وغیرہ رضی
اللہ عنہم نے جو آپکے ساتھ مناقشہ کیا وہ خلافت کے باب مین نہ تھا فقط عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون سے
قصاص لینے کی تقدیم و تاخیر مین یہ نزاع واقع ہوا تھا اور قریب تھا کہ صلح ہو جاوے اُسے عبد اللہ ابن سبا نے جو اس
مذہب کا بانی ہے اور اسکا قصہ اس مذہب کی پیدایش کے بیان مین مذکور ہو چکا ہے اور اسکے ہمراہیون نے
طرفین کے سردارونکی بے مرضی لڑائی شروع کر دی آخر بعد قتال کے مرتضی رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مین عثمان رضی اللہ
عنہ کے قاتلون کو بالکل نہین جانتا ہون اور نہ مین نے انکو چھپایا ہے آپس مین فیصلہ ہو گیا - غرض یہ فرقہ مرتضی
رضی اللہ عنہ کے قابل خلافت نہونے کا ہرگز معتقد نہین ہے بلکہ یہ انکو اپنے عہد مین سب سے بہتر و افضل جانتے ہین

یعنی سب اصحاب سے افضل ابو بکر صدیق ہین اُنکے بعد عمر فاروق اُنکے بعد عثمان ذی النورین
اُنکے بعد علی مرتضی رضی اللہ عنہم اور افضلیت سے ثواب کی زیادتی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے
نزدیک اور علمار نے اس مسئلے مین یون لکھا ہے کہ جب ہم کہین کہ فلانا اپنے غیر سے افضل
ہے تو اس سے اُس فلانے کی زیادتی و رجحان اپنے غیر پر لازم آتا ہے یہ زیادتی تمام صفتون
مین جُدا جُدا ہو جیسے ہر ہر صفت مین یہ افضل اپنے غیر سے زائد و کامل ہو یا مجموع صفات
و فضائل مین جیسے اس افضل کی صفتون کا مجموعہ اپنے غیر کی صفتون کے مجموعے سے زیادہ
ہو اس صورت مین ممکن ہے کہ اس افضل مین بعضی کمال کی صفت نہو جو اسکے غیر مین ہو
اور یہ بھی ممکن ہے وہ رجحان و زیادتی کسی خاص صفت یا وجہ کے سبب سے ہو اور
اس مسئلے مین یہی وجہ خاص اختلاف کا باعث ہے کسلیئے کہ عرف عام مین علم کی زیادتی اور
نسب کی بزرگی اور ملکات نفسانیہ کی قوت جیسے شجاعت سخاوت شہامت وغیرہ کو فضیلت
کہتے ہین اور ثواب عند اللہ ان صفتون کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ ثواب کی کثرت کے
اسباب وہ فضائل ہین کہ اُنکے منافع اور نتیجے دین اسلام کو پہونچین اور مفید ہون جیسے
ایمان لانے مین سبقت اور دین کی نصرت اور اسلام کی تقویت اور مسلمانون کی امداد اور
نیکیون کی کثرت اور خلقت کو ہدایت کرنی اور کفار سے دور رہنا اور اُنپر سختی کرنی اور
مانند انکے اور یہ صفتین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات مین بہت تھین کتب سیر
سے معلوم ہوا کہ آپ جب سے ایمان لائے ہین اسلام کی دعوت اور دین کی نصرت ہمیشہ آپکا

(بقیہ صفحہ ۱۰۶) کل انتی فرقے ہوئے اس بیان سے کھل گیا کہ نزاع جو اصحاب اور مرتضی رضی اللہ عنہم مین واقع ہوا وہ خلافت کے مقدمے مین نہ تھا ۱۲ ۲ غیاث مین ہے افزونی و غلبہ و فوقیت و بہتری ۱۲ ۳ غیاث مین ہے کہ ملکات میم اور لام کی زیر سے ملکہ کی جمع ہے اور ملکہ ایک قوت کا نام ہے جس سے ہر چیز طبیعت مین حاصل ہوتی ہے ۱۲ ۴ جیسا کہ سورہ فتح مین اصحاب رضی اللہ عنہم کی صفت فرمائی۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ زور آور ہین کفار پر اور نرم دل ہین آپس مین ۱۲

۵ غیاث مین ہے کہ سیر سین بے نقط کی زیر اور یے نیچے کر دو نقطے والی کی زبر سے جمع سیرۃ کی ہے اسکے معنی خصلتین اور اچھی عادتین ہین اور علم تواریخ کے معنی مین بھی مستعمل ہے کہ اُس مین پیغمبرون کی سیرتین اور حالات بیان ہوتے ہین

پیشہ رہا ہے۔ عثمان و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف و عثمان ابن مطعون رضی اللہ عنہم کہ بڑے صحابیون مین سے ہین اور مہاجرین کے سردار ہین آپ ہی کے ہاتھ پر ایمان لائے ہین اور آپ ہمیشہ دین کی ترقی اور کفار کے جھگڑے دفع کرنے مین مصروف رہے ہین نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات مین بھی اور آپ کی وفات کے بعد بھی اور صحیح بخاری مین روایت ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیغمبری کی ابتدا مین کہ کسیکو اُسوقت شعائر[۵۱] دین کے ظاہر کرنے کی مجال نہ تھی اپنے دروازے پر مسجد بنالی تھی اور اُس مین آپ نماز و قرآن پڑھتے تھے اور لڑکے اور جوان اور عورتین قریش کے وہان اکٹھے ہوتے تھے اور قرآن سُنتے تھے جب یہ مطلب لکھ چکے تو اب اسکی تقریر[۵۲] شروع کرتے ہین اور اس باب مین جو علماء کے اقوال آئے ہین اُنکو نقل کرتے ہین جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب تو اسی ترتیب کے موافق ہے کہ بیان کی گئی اور امام مالک اور بعضے متقدمین اہل سنت سے عثمان اور علی رضی اللہ عنہما مین توقف[۵۳] روایت کیا گیا ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تمام اُمت مین کون افضل ہے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہا ابو بکر پھر عمر رضی اللہ عنہما پھر کہا گیا کہ علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے باب مین کیا کہتے ہو کہا مین نے دین کے پیشواؤن سے بہت پوچھا ایسا کوئی نہ ملا کہ ایک کو دوسرے پر تفضیل دیتا ہو اور امام الحرمین کا مذہب بھی ان دونون کے باب مین توقف ہے اور ابو بکر بن حزیمہ سے عثمان ذی النورین پر علی مرتضی کی تفضیل نقل کی گئی ہے اور جواہر الاصول مین لکھا ہے کہ اہل کوفہ سے بھی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل عثمان رضی اللہ عنہ پر منقول ہے

---

[۵۱] دین کے نشان اور علامتین غیاث مین ہے کہ عبادتین اور قربانیان اور یہ جمع ہے شعرہ کی اور شعرہ کے معنی منتخب مین ہین کہ قربانی حج کی اور وہ نشان جو قربانی پر کر دیتے ہین ۱۲ [۵۲] غیاث مین تقریر کے معنی منتخب سے نقل کیے ہین کہ بات کہنی اور کچھ چیز مقرر کرنی اور کسی سے اقرار کرانا ۱۲ اور یہان یہ معنی ہین کہ خلفائے اربعہ کے باب مین دو امر اعتقاد کرنے چاہئین ایک یہ کہ خلافت چارون خلفا کی افضلیت انکی خلافت کی ترتیب کے بموجب ہے پس یہ دونون امر دو مقام مین بیان کیے ہین اور پہلے مقام کا بیان اور تقریر تحریر ہو چکی اور دوسرے مقام کا بیان تو ہو گیا یہ اسکی تقریر باقی ہے یعنی وہ باتین جو اس باب مین اہل سنت و جماعت کے علما نے بیان کی ہین سو اُنکو بھی اس مقام پر درج کر دیتے ہین واللہ اعلم ۱۲ [۵۳] توقف کے معنے منتخب مین کھڑے ہونے کے لکھے ہین اور دیر کرنے اور امید رکھنے اور اہل فقہ کی اصطلاح مین جس مسئلے مین ایسا اختلاف ہو کہ اُس کے دونون طرفون مین سے کسی ایک طرف پر بھی حکم نہ لگا سکین تو اس حکم کے نہ دینے کو توقف کہتے ہین پس یہان ۱۲

اور ابن حزیمہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور شیخ ابن عمر ابن الصلاح کے مقدمے مین بھی مذکور ہے کہ اہل کوفہ کا مذہب علی کی تقدیم عثمان پر ہے رضی اللہ عنہما اور سفیان ثوری بھی اسی کے قائل ہین اور علمائے حدیث مین سے محمد بن اسحاق بن حزیمہ نے تقدیم علی کی عثمان پر بیان کی ہے رضی اللہ عنہما اور امام محی الدین نووی نے مسلم کی شرح مین لکھا ہے کہ کوفے کے بعضے اہل سنت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقدیم کے علی رضی اللہ عنہ پر قائل ہین مگر صحیح و مشہور یہی قول ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ مقدم ہین علی رضی اللہ عنہ پر اور امام نووی رحمۃ اللہ نے اصول حدیث مین کہا ہے کہ سب اصحاب سے افضل مطلق ابو بکر ہین اُنکے بعد عمر رضی اللہ عنہما باجماع اہل سنت اور خطابی نے کہ علمائے اہل سنت مین سے کوفے کا رہنے والا ہے علی رضی اللہ عنہ کی تقدیم عثمان رضی اللہ عنہ پر نقل کی ہے اور ابو بکر بن زبیر بھی اسی طرف مائل ہے اور قسطلانی نے بخاری کی شرح مین کہا ہے کہ بعضے متقدمین نے علی رضی اللہ عنہ کی تقدیم عثمان رضی اللہ عنہ پر کی ہے اور سفیان ثوری بھی انہیں مین سے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ اُنھون نے آخر عمر مین اس سے رجوع کیا ہے واللہ اعلم اور بیہقی نے کتاب الاعتقاد مین کہا ہے کہ ابو ثور نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین مین سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تفضیل و تقدیم مین اختلاف نہین کیا ہے سب کے نزدیک ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ پر تفضیل و تقدیم یکسان ہے[۵۱] اختلاف ہے

---

[۵۱] ان دونون صاحبون کے الگ الگ فضائل بھی حدیثون مین آئے ہین اور اکٹھے بھی اور جہان اکٹھے فضائل ہین وہان ہر جگہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا ہے تاکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بزرگی چھپی نہ رہے دو روایتین چھوٹی چھوٹی یہان بھی لکھی جاتی ہین۔ مشکوۃ مین ترمذی سے نقل کیا ہے خدیجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا باللذین من بعدی ابو بکر و عمر۔ بے شک نہین جانتا ہون کہ کتنی زندگی ہے میری تم مین یعنی بہت مدت ہے یا تھوڑی پس پیروی کرو اُن دو شخصون کی کہ میرے پیچھے میرے خلیفہ ہونگے۔ وہ ابو بکر اور عمر ہین۔ اور بخاری و مسلم مین عمرو عاص کے بیٹے سے روایت ہے کہ حاضر ہوا مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین اور عرض کیا کہ۔ ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلتُ من الرجال قال ابوہا قلت ثم من قال عمر فعد رجالاً فسکتُّ مخافۃ ان یجعلنی فی آخرہم۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو ذات السلاسل کا امیر کرکے بھیجا تھا جب وہان سے آئے تو پوچھا آپ سے کہ سب آدمیون مین آپ کو کون زیادہ محبوب ہے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا۔ پھر کہا مین نے مردون مین فرمایئے فرمایا اُنکا باپ یعنی مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر پوچھا مین نے پھر کون زیادہ پیارا ہے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ پس گنے آپ نے بہت آدمیون کے نام [illegible] پس چپ ہو رہا مین اس ڈر سے کہ مجھکو سب سے پیچھے [illegible]

تو عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی تفضیل و تقدیم مین ہے۔ حاصل یہ کہ اہل سنت کے مشایخ اسپر ہین کہ تمام صحابہ پر ابو بکر و عمر کو تقدیم ہے رضی اللہ عنہم اور ان مین بھی ترتیب ہے اور اس مین اختلاف نہین ہے لیکن بعضے فقہا و محدثین نے چنانچہ قصیدہ امالیہ کی شرح مین نقل کیا ہے کہ چارون خلفاء کی بزرگی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے بعد ہے اور ابن عبد البر نے کہ حدیث کے مشہور علماء مین سے ہے استیعاب مین بیان کیا ہے کہ پہلون نے اختلاف کیا ہے ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما کی تفضیل مین اور سلمان و ابوذر و مقداد و خباب و جابر و ابو سعید خدری و زید ابن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سب سے اول ایمان لائے ہین لیکن ابو طالب کے خوف سے انہون نے چھپایا اور کہا گیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ جماعت علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ رضی اللہ عنہم پر تفضیل دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ابن البر کا کلام مقبول ہے پر معتبر نہین ہے اسواسطے کہ روایت شاذ مخالف قول جمہور کے معتبر نہین ہوتی اور جمہور امامون نے اسباب مین اجماع نقل کیا ہے اور اسی کی مانند علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی تفضیل مین اور روایتین بھی آئی ہین جیسا کہ خطابی نے بعض مشائخ رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ ابو بکر خیر من علی و علی افضل من ابی بکر اور امام تاج الدین سبکی نے کہ شافعیہ کے بڑے علما مین سے ہین طبقات کبری مین بعض متاخرین سے نقل کیا ہے کہ وہ حسنین رضی اللہ عنہما کو تفضیل دیتے ہین اسلئے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹکڑے کے ٹکڑے ہین اور شیخ جلال الدین سیوطی نے کتاب خصایص مین امام علم الدین عراقی سے نقل کیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور انکے بھائی ابراہیم چارون خلفاء سے باتفاق افضل ہین اور مالک رحمہم اللہ سے روایت ہے ما افضل علی بضعۃ من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احدا یہ سب روایتین بھی اصل مقصود کو کچھ ضرر نہین پہونچاتین اور ہمارے مدعا کی منافی نہین ہین جیسا کہ اوپر لکھ چکے کہ یہ ایک خاص وجہ کی افضلیت ہے اور وہ فضیلت اور وجہ سے ہے اور یہ اسکی منافی نہین ہے اور یہ فضائل ذات جو نقل کئے گئے ہین کثرت ثواب اور اہل اسلام کا نفع ان سے نہین ہے بلکہ شرف نسب اور جوہر ذات ہے اور بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ: اسیطرح علی بن ابی طالب کو بتیرے افضل کہتے ہین ... رضی اللہ عنہم ... علی افضل ہین جیسے علی افضل ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... *

کی اولاد آپکی ذات مبارک کے ٹکڑے اور آپکے جگر پارے ہین اور جو شرف و شان ان مین
ہے شیخین مین نہین ہے یہان کس کو انکار کی مجال ہے لیکن باوجود انکی اس بزرگی کے
شیخین کا ثواب بہت ہے اور نفع انکا اسلام اور اہل اسلام کو عظیم اور بہت بڑا ہے اور خطابی
نے جو اپنے بعض مشایخ سے نقل کیا ہے ابوبکر خیرٌ من علی و علی افضل ابی بکر اس سے
معلوم نہین ہوتا کہ اسکا کیا مقصود ہے اور خیریت و فضلیت سے کیا مراد ہے اگر خیریت سے
مراد اور چیز ہے اور افضلیت سے اور تو کچھ خلاف ہے نہ محل نزاع اور جو خیریت سے مراد کثرت
ثواب ہے اور افضلیت سے مراد شرف ذات و کرامت نسب وغیرہ ہے تو بھی مقصود کے
مخالف نہین ہے اور جو کچھ اور غرض ہے تو جبتک بیان نہ کرے کیا معلوم کہ حقیقت حال کیا
ہے واللہ اعلم - اب یہ بات باقی رہی کہ ترتیب فضلیت کا مسئلہ یقینی ہے کہ برہان قاطع
اسپر گزری ہے جیسی کہ ترتیب خلافت پر گزری یا ظنی ہے کہ دلیل اسکی نشان اور قرینی ہین
جیسے اولویت معلوم ہوتی ہے بعض کہتے ہین کہ قطعی ہے اور اکثر محققون کے نزدیک مختار
یہی ہے کہ ظنی ہے امام الحرمین نے ارشاد مین بعد علی الترتیب ثابت کرنے خلافت کے یہ
سوال لکھا ہے کہ بعض صحابہ کو بعضون پر تفضیل دیتے ہین یا مسئلہ تفضیل سے اعراض
و سکوت کرتے ہین پھر اسکا جواب لکھا ہے کہ تفضیل کے مسئلہ کی بنا اسپر ہے کہ امامت
مفضول کی باوجود فاضل کے جائز نہین ہے اور اہل سنت و جماعت کے پہلے اسپر ہین
کہ امام افضل چاہیے اگر افضل کے مقرر کرنے مین کچھ ہرج و مرج واقع ہوتا ہو یا کوئی فتنہ و
فساد برپا ہوتا ہو تو مفضول کو امام مقرر کرین اگر امامت کے لائق ہو اور امامت کی شرطین
رکھتا ہو اور شرطین یہ ہین قریشی ہو حرام و حلال کا علم رکھتا ہو دین اسلام کے کامون
کی مصلحتین جانتا ہو عادل و پرہیزگار ہو - پھر کہا ہے کہ میرے نزدیک یہ مسئلہ قطعی
نہین ہے کہ افضل کا مقرر کرنا اولی ہے اور اس امامت کبری کے سوا جس مین ہم کلام
کر رہے ہین نماز کی امامت کے باب مین کہ اسکو امامت صغری کہتے ہین خبر احاد وارد ہوئی
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا یؤمکم اقرأکم یعنی نماز مین وہ امام ہووے کہ حاضرین
سے قرآن اچھا پڑھتا ہو اور علم فقہ حاضرین سے زیادہ جانتا ہو اور اس سے بھی حکم

قطعی نہین نکلتا پس صحیح یہ ہے کہ امامت اور خلافت مین افضلیت شرط نہین ہے اور امامت افضلیت کی دلیل نہین ہوسکتی اور ہمارے پاس کوئی دلیل ایسی نہین ہے جو قاطع ہو اور بعضے آئمہ کی تفضیل کو بعضون پر دلالت کرتے ہو کہ عقل تو اسکو دریافت کر ہی نہین سکتی اور اخبار جو انکے فضائل مین وارد ہوئی ہین وہ آپس مین متعارض ہین اب توقف اور سکوت کے سوا اور کونسا رستا ہے لیکن ظن غالب یہ ہی ہوتا ہے کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر رضی اللہ عنہ سب خلقت مین افضل ہین اُنکے بعد عمر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہین اور عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کے باب مین ظن متعارض ہین اور کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے سب مین بہتر بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابوبکر اور عمر ہین اور اُنکے بعد خدا جانتا ہے کہ کون بہتر ہے یہان تک امام الحرمین کے کلام کا ترجمہ ہے۔ اور وہ کہتے ہین کہ یہ وہ قول ہے کہ جو ہمنے اور ہمارے امرا نے اختیار کیا ہے اور ہم تقلید کے رستے سے علیحدہ ہو کر کھلے حق کی طرف چلے ہین انتہی اور بعض فقہا و محدثین مدینہ طیبہ کے رہنے والون نے قصیدہ امالیہ کی شرح مین نقل کیا ہے کہ شیخ احمد رزوق نے کہ ملک مغرب کے بڑے فقیہ اور شیخ اکبر ہین عقیدے کی شرح مین کہا ہے کہ علماء کا اختلاف ہے کہ یہ تفضیل قطعی ہے یا ظنی۔ اشعری کہتا ہے قطعی ہے اور باقلانی کہتا ہے ظنی ہے اور اس مین بھی اختلاف ہے کہ یہ تفضیل

ف (بقیہ صفحہ ۱۱۱) ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یؤم القوم اقرأہم لکتاب اللہ فان کانوا فی القرأۃ سواءً فاعلمہم بالسنۃ فان کانوا فی السنۃ سواءً فاقدمہم ہجرۃً فان کانوا فی الہجرۃ سواءً فاقدمہم سنا ولا یؤمن الرجل فی سلطانہ ولا یقعد فی بیتہ علی تکرمتہ الا باذنہ ۔ امام قوم کا وہ ہو جو قرآن مین اچھا قرآن پڑھتا ہو اور جو قرأت مین دونون برابر ہون تو وہ امام ہو جو حدیث کو زیادہ جانتا ہو کہ وہ نماز کے احکام و مسائل خوب جانتا ہوگا اور اس مین بھی دونون یکسان ہون تو وہ امام ہو جس نے پہلے ہجرت کی ہو اور قرأت و علم و ہجرت ان مین سب ایک سے ہون تو وہ امامت کرے جو زیادہ عمر مین ہو اور کوئی کسی کی امامت نہ کرے اُسکی حکومت کی جگہ یعنی حاکم یا اُسکے نائب پر پیشی نہ کرین اور نہ بیٹھے اُسکے گھر مین اُسکی مسند پر مگر اُسکے حکم سے امام احمد اور ابو یوسف رحمہما اللہ کا مذہب اسی کے مطابق ہے کہ قاری عالم پر مقدم ہے اور امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و محمد کا یہ مذہب ہے کہ زیادہ علم والا اچھی قرأت والے پر مقدم ہے اسلئے کہ قرأت کی احتیاج ایک ہی رکن مین ہے اور علم کی ساری نماز مین اور اُسوقت مین قرآن احکام کے ساتھ سیکھتے تھے پس جو اقرأ ہوتا تھا وہ ہی اعلم ہوتا تھا۔ اسی واسطے آپ نے اقرأ کو مقدم فرمایا اور ہمارے زمانے مین ایسا نہین ہوتا پس مقدم کیا ہمنے اعلم کو اور ہجرت اب منقطع ہوگئی ہے اُسکی جگہ ہجرت باطنی

[illegible]

ظاہر اور باطن دونوں میں ہے یا نری ظاہر میں اور یہاں[1] دونوں قول ہیں انتہے اور قاضی عضد نے مواقف میں اول علی رضی اللہ عنہ کے وہ سب فضائل بیان کئے ہیں جنسے شیعہ آپکی افضلیت پر استدلال کرتے ہیں بعد اُسکے اُن سبکا جواب دیا ہے اور افضلیت کو کثرت ثواب پر حمل کیا ہے جاننا چاہئے کہ یہ مسئلہ افضلیت کا ایسا ہے کہ جزم اور یقین[2] کی تو اس میں امید ہی نہ رکھنی چاہئے اور عقل ایسی افضلیت کو کہ اُسکے معنی کثرت ثواب ہیں نہیں دریافت کرسکتی پس سوائے نقل کے اُسکی سند نہیں ہوسکتی اور یہ مسئلہ عمل کے متعلق بھی نہیں ہے کہ نرا ظن عمل کرنے کو کافی ہووے بلکہ علم اور اعتقاد کے متعلق ہے کہ اُس میں جزم و یقین درکار ہے اور نصوص جو طرفین سے مذکور ہوئی ہیں وہ آپسمیں متعارض ہیں دلالت قطعی اُن سے نہیں نکلتی غایت یہ کہ وہ ثواب کے اسباب کی کثرت پر دلالت کرتی ہیں اور ثواب کے سببوں کی زیادتی ثواب کی کثرت کا باعث قطعاً نہیں ہوسکتی اسلئے کہ اجر اور ثواب اللہ تعالے کے فضل پر موقوف ہے نہ کسی سبب پر اگر وہ چاہے نافرمان بردار کو زیادہ ثواب دے اور فرمان بردار کو اُس سے تھوڑا دے جیسا کہ اوپر عقائد میں گزر چکا ہے اور امامت اگرچہ دلیل قطعی سے ثابت ہے لیکن اُس سے افضلیت کا قطعی ہونا لازم نہیں آتا مگر ظن غالب کے طور پر کسواسطے کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک

---

[1] بعضی کہتے ہیں یہ تفضیل ظاہر و باطن دونوں میں ہے اور بعضے کہتے ہیں نری ظاہر میں ہے ۱۲ [2] غیاث میں ہے کہ جزم جیم کی زبر سے وہ عزم ہے کہ اُسکا کرنے والا اُٹھا نہ پھرے اور یقین کو بھی کہتے ہیں اور یقین کے معنی ہیں بے شبہہ اور موت کے معنی میں بھی آتا ہے اسواسطے کہ اُسکے آنے میں شبہہ نہیں ہے اور یقین کے تین مرتبے ہیں پہلا علم الیقین دوسرا عین الیقین تیسرا حق الیقین ـ علم الیقین کسی چیز کا جاننا ہے ثقہ لوگوں کے کلام سے کہ تواتر کے درجے کو پہونچا ہو اور اُس میں شک و شبہے کو ذرہ بھی گنجایش نہ رہتی ہو اور عین الیقین یہ ہے کہ کسی چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو ـ جس سے اُسکی ماہیت کا یقین حاصل ہوگیا ہو ـ اور حق الیقین یہ ہے کہ کیفیت اور ماہیت کسی چیز کی جیسی کہ چاہئے دریافت کی ہو اور یہ قسم یقین کی سب قسموں میں سے اعلے درجے کی ہے ۱۲ [3] کسی حدیث میں کسی کا اجر زیادہ فرمایا کسی حدیث میں کسیکا مرتبہ بڑا فرمایا ـ رزین سے مشکوٰۃ میں نقل کی ہے اور عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ـ ہل تکون لاحدٍ من الحسنات عدد نجوم السماء قال عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر ـ کیا ہیں کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر آپنے فرمایا ہاں عمر کی نیکیاں ہیں کہا میں نے پھر ابو بکر کی کتنی نیکیاں ہیں آپنے فرمایا تمام نیکیاں عمر کی ابو بکر کی ایک نیکی کی برابر ہیں اس حدیث سے دونوں کی نیکیوں کی کثرت اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کی زیادتی عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں سے معلوم ہوئی اور مشکوٰۃ میں ترمذی سے نقل کی ہے ـ طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باوجود فاضل کے مفضول کی امامت جائز ہے لیکن سلف کے کل مشایخ کو ہمنے یہی کہتے پایا کہ سب سے
افضل ابوبکر صدیق ہین انکے بعد عمر فاروق انکے بعد عثمان ذی النورین انکے بعد علی مرتضی و
حسن[له] ہین رضی اللہ عنہم اور ہمارا ظن بھی تقاضا کرتا ہے کہ ہم اعتقاد کرین کہ اگر یہ متقدمین
اسپر دلیل نہ رکھتے تو ہمکو اسکا حکم نہ کرتے اور اسپر اتفاق نہ کرتے پس اس مسئلے مین ہم انکا
اتباع کرتے ہین اور انکے رستے پر چلتے ہین اور حقیقت امر کی خدا تعالی کے علم پر سونپتے ہین
اور ہروی کہ اصول فقہ اور کلام کا بہت بڑا عالم ہے کہتا ہے کہ مراد تفضیل سے یہ ہے کہ
ایک شخص مین کوئی صفت اور ہنر کی ایسی ہو کہ وہ اورون مین نہو جیسے کہ عالم علم کی صفت
مین جاہل سے افضل ہے کہ اس مین یہ صفت موجود ہے اور جاہل مین نہین ہے یا ہو مگر
نقصان کے ساتھ اور اس مین کمال کے ساتھ ہو پر اصل فضیلت مشترک ہو جیسے ایک
شخص اورون سے زیادہ علم رکھتا ہو اور علم سب کو ہو مگر اورون کو اتنا نہو پس جو
کمال اسکو حاصل ہے وہ اورون کو نہین ہے اگرچہ اصل علم سب مین مشترک ہے
پس اس معنی کر کے صحابہ رضی اللہ عنہم مین تفضیل قطعی نہین ثابت ہو سکتی کہ جو

له مشکوۃ مین ترمذی سے نقل کیا ہے بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک روز
حجرے شریف سے باہر آئے اور داخل ہوئے مسجد مین اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما [illegible] دونون مین
ایک آپکے داہنے طرف تھے اور دوسرے بائین طرف [illegible] اور آپ انکے ہاتھ پکڑے ہوئے [illegible]
تھے اسوقت آپنے فرمایا [illegible] قیامت [illegible]
اور یہ بھی ترمذی مین ہے بروایت [illegible] نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ
عنہما کو دیکھا اور فرمایا [illegible]
یہ دونو بمنزلہ شنوائی اور بینائی کے ہین [illegible] یا دین اسلام ایک
جسم ہے اور یہ دونو اسکی شنوائی و بینائی کی جگہ ہین [illegible] یہ دونون میری شنوائی و بینائی ہین کہ مین انکے واسطے سے
دیکھتا اور سنتا ہون یعنی یہ دونون بمنزلہ وزیر اور وکیل کے ہین جیسا کہ ایک حدیث شریف مین آیا ہے کہ میرے چار
وزیر ہین دو دنیا مین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور دو آسمان پر جبرئیل و میکائیل علیہما السلام یا حق بات کے سننے
اور اتباع کرنے مین اور اس جہان مین حق تعالی کا مشاہدہ کرنے مین یہ دونون ایسے کامل ہین کہ گویا ہمہ تن شنوائی و
بینائی بن گئے ہین اور بخاری و مسلم سے بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ انہون نے کہا کہ مین
کھڑا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز ایک قوم مین یعنی انکے یارون مین کہ تجہیز و تکفین کو آئے
تھے پس دعائے خیر کی انکے واسطے تمام قوم نے جب وہ رکھے گئے اپنے تخت پر نہلانے کو ناگہان میرے پیچھے ایک
آدمی کھڑا تھا اور اس نے اپنی کہنی میرے مونڈھے پر رکھی تھی اور عمر رض کی طرف خطاب کر کے یون کہتا تھا ترحمک اللہ انی

فضیلت ایک ہین ہے دوسرا بھی اُسمین شریک ہے اور جو اُس مین شریک نہین ہے تو اُسکے لئے اور فضیلت خاص ہے جس مین یہ شریک نہین ہے پس یہ فضیلت اُسکے مقابلے مین آپڑتی اور فضیلتون کی کثرت پر بھی ترجیح نہین دے سکتے اسواسطے کہ بعضی ایک فضیلت شرف اور نفاست کی زیادتی کے سبب سے دوسری سو فضیلتون پر راجح ہو سکتی ہے جیسا کہ ایک جوہر قیمت مین لاکھ درہم سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے پس ممکن ہے کہ بعضے ایک فضیلت والے کو اللہ تعالے کے ہان اتنا بڑا ثواب ملے کہ اور بہت سے فضائل والون کو نہ ملے پس افضلیت کے معنے کثرت ثواب لیے جاوین تو اسپر بھی قطعی یقین نہین ہو سکتا یہ مواقف اور اُسکی شرح کا ترجمہ ہے اور مولانا سعد الدین تفتازانی نے عقاید نسفی کی شرح مین یون کہا ہے کہ ہمنے علماء سلف کو اسی پر پایا اور یہ ظاہر ہے کہ اگر اُنکے پاس دلیل نہوتی تو ہمکو حکم نہ کرتے اور ہمنے دلیلین دونون طرفون کی متعارض پائی ہین اور یہ مسئلہ اعمال کے متعلق بھی نہین ہے کہ اس مین توقف کرنا کسی واجب کا مخل ہوتا ہے اور محقق دوانی نے بھی عقائد عضدیہ کی شرح مین ایسا ہی کہا ہے اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین کہ شیعون کا رد نہایت سختی سے کیا ہے اور تشدد و تعصب مذہب کی داد دی ہے یون کہا ہے کہ شیخ ابو الحسن اشعری اسپر ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تفضیل سارے صحابہ رضی اللہ عنہم پر قطعی ہے اور ابوبکر باقلانی نے کہا ہے کہ ظنی ہے اور

(بقیہ صفحہ ۱۱۳) جاتا ہین یعنی فلانے مکان مین اور ابوبکر اور عمر اور کیا مین نے اور ابوبکر اور عمر نے یعنی فلانا امر امور عبادت یا رسوم عبادت مین سے اور چلا مین اور ابوبکر اور عمر یعنی فلانے مکان کی طرف اور داخل ہوا مین اور ابوبکر اور عمر یعنی مسجد و غیرہ مین اور نکلا مین اور ابوبکر اور عمر یعنی گھر وغیرہ مین سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما پس پیچھے پھر کر دیکھا مین نے تو وہ شخص علی مرتضی تھے رضی اللہ عنہ یہ شمہ ہے ان حدیثون کا جس سے نکلتا ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سب سے افضل ہین اور ابوبکر مقدم ہین عمر پر رضی اللہ عنہما اور عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت مین بھی بہت حدیثین ہین ۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مشکوۃ کی شرح مین ابن عساکر سے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث مرفوعاً نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ لکل نبی خلیل فی امتہ وان خلیلی عثمان ابن عفان ہر نبی کا ایک دوست ہوتا ہے اُسکی امت مین اور بے شبہہ میرا دوست عثمان رضی اللہ عنہ ہے عفان کا بیٹا اور ایک حدیث اور گزری ۔ لکل نبی رفیق و رفیقی عثمان معی فی الجنۃ اور اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بعد عثمان ذی النورین کو سب صحابہ پر فضیلت ہے بخاری مین عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ۔ کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احداً ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نفاضل بینہم ۔ ابن عمر نے کہا تھے ہم یعنی صحابہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین نہ برابر کرتے تھے ابی بکر کے ساتھ

ارشاد مین امام الحرمین نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے اور صاحب مفہم شرح صحیح مسلم نے بھی
ظنیت ہی پر جزم کیا ہے اور استیعاب مین ابن عبد البر نے عبد الرزاق سے نقل کیا ہے کہ
معمر نے کہا ہے اگر کوئی کہے کہ عمر ابوبکر سے افضل ہے رضی اللہ عنہما اُسے منع نکرون اور نہ اُس پر
سختی کرون اور جو یون کہے کہ علی ابوبکر سے افضل ہے رضی اللہ عنہما اُسپر بھی سختی نہ کرون۔
اگر شیخین کی بزرگی کا اقرار کرے اور ان سے محبت رکھے اور انکی مدح و ثنا جیسکے یہ لائق ہین
کرے پھر عبد الرزاق نے کہا کہ یہ کلام معمر کا مین نے وکیع سے کہا وہ بھی خوش ہوا اور اُسے
آفرین کہی شیخ ابن حجر کہتا ہے کہ منع نہ کرنا اور سختی نہ کرنی اس سبب سے ہے کہ تفضیل مذکور ظنی
ہے اور قطعی نہین ہے اگر کہین کہ اس تفضیل کی ظنیت اُنہین کے نزدیک ہے جو اجماع کا
دعوی نہین کرتے اور مخالف اجماع کے جو روایات شاذہ نقل کی ہین اُن پر کان رکھتے ہین اور
اگر اجماع کا دعوی کرین کہ راجح و مختار ہے تو ظنیت کا حکم کیونکر درست ہے کہ اجماع دلیل قطعی
ہے اسکا یہ جواب ہے کہ اصول فقہ مین مقرر ہو چکا ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہے لیکن اجماع کی
سب قسمین دلیل قطعی نہین ہین بلکہ وہی قسم ہے جس مین ذرا سا بھی اختلاف نہوا اور جس
مین اختلاف ہوا اگرچہ شاذ و نادر ہو وہ قسم قطعیت سے نکل جاتی ہے اور ظنی ہو جاتی ہے
اگرچہ اتنا تھوڑا اختلاف بسبب شاذ و نادر ہونے کے اجماع کے انعقاد کو مانع نہین
ہو سکتا لیکن بالکل بے تاثیر بھی نہین ہوتا اور اسکو قطعیت کے درجے سے گرا دیتا ہے
پس یہان اسی قسم کا اجماع ہے اسی لئے یہ فضیلت ظنی ہے اور اہل اجماع نے بھی اسکو
قطعی نہین کہا جیسا کہ اماموں کے کلام سے اشارتاً سمجھا جاتا ہے پس ظنیت کی صفت

(بقیہ صفحہ ۱۱۵) فرمایا۔ انا دار الحکمۃ و علی بابہا۔ مین حکمت کا گھر ہون اور علی اُسکا دروازہ
ہے اور ایک روایت مین ہے۔ انا دار العلم و علی بابہا۔ مین گھر علم کا ہون اور علی اُسکا دروازہ ہے اور ایک
روایت مین۔ انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ مین علم کا شہر ہون اور علی اُسکا دروازہ ہے اور ایک حدیث اوپر گزری
کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ۔ اور اسمین کسی کو اختلاف نہین
ہے بعد ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم۔ علی رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل ہین اور حسن رضی اللہ عنہ علی
رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہین اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جگر پارے کے لخت جگر انکی افضلیت مین کسکو شبہہ ہے
ترمذی مین ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ الحسن و الحسین سید شباب
اہل الجنۃ۔ حسن اور حسین دونون بہشت کے جوانون کے سردار ہین مراد یہ ہے کہ بہشت مین جوان ہون گے

اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے ... (marginal handwritten note, largely illegible)

اس مسئلہ مین محکوم بہ[1] یہ ہے نہ یہ کہ بعد اجماع کے حکم کو عارض ہوئی ہے اور اُس سے فقط یہی مستفاد ہو سکتا ہے کہ جب خلافت اس ترتیب سے قطعی ثابت ہو چکی تو اس سے ظاہر ہوا کہ افضلیت بھی اسی طرح ہو گی لیکن ترتیب خلافت سے افضلیت کی ترتیب کا قطعی اور یقینی ہونا لازم نہین آتا۔ نہین دیکھتے ہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے احق ہونے پر اہل سنت وجماعت اجماع رکھتے ہین اور اُنکی افضلیت مین اختلاف۔ پس معلوم ہوا کہ خلافت کی قطعیت سے افضلیت کی قطعیت لازم نہین آتی اور افضلیت کی ظنیت سے خلافت کی ظنیت بھی لازم نہین ہوتی اور فضل کی حقیقت وہی ہے جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے اور سپر بجز وحی یا خبر کی اطلاع ممکن نہین ہے اور ان سب کی مدح وثنا مین حدیثین وارد ہوئی ہین اور وہ آپس مین متعارض ہین پس جن لوگون نے وحی اُترنے کا زمانہ پایا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور قرینون اور نشانون سے دریافت کیا ہے وہ اس حال کے خوب دانا تھے پچھلون کی نظر صرف دلیل ومفہوم کلام پر پڑتی ہے اور کلام متعارض ہے پس انکی دلیل بجز پہلون کی تقلید اور اتباع کے اور اُنکے ساتھ حسن ظن کے اور کیا ہے لیکن ان احادیث اور اخبار پر کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل وکمالات مین وارد ہوئی ہین

---

[1] محکوم بہ خبر کو کہتے ہین جیسے زید قائم مین نحویون کے نزدیک زید مبتدا ہے اور قائم اُسکی خبر ہے اسی طرح اہل منطق کی اصطلاح مین زید محکوم علیہ اور قائم محکوم بہ ہے ۱۲ [2] ترمذی مین جمیع عمیر کے بیٹے سے روایت ہے کہ مین اپنی پھپی کیساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے مین نے پوچھا کہ۔ ای الناس احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا۔ کونسا آدمی بہت پیارا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف کہا اُنہون نے فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ پس کہا گیا کہ مردون مین سے کونسا بہت پیارا ہے کہا اُنہون نے کہ خاوند اُسکا یعنی علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور صفحہ ۱۰۰ کے حاشیہ پر حدیث گذری ہے کہ عمرو عاص کے بیٹے نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے پیارا آپکے نزدیک کون ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا کہا مردون مین کون کہا اُسکا باپ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اور اس سے پہلے صفحے کے حاشیے پر حدیث گذری کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مین علم کا شہر یا گھر ہون اور علی اُسکا دروازہ ہے اور اللہ تعالی نے سورہ بقرہ مین فرمایا۔ وأتوا البیوت من ابوابہا۔ آؤ تم گھرون مین اُنکے دروازون سے اس سے ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم علی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ بغیر حاصل نہین ہو سکتا اور رزین نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ میرے اصحاب ستارون کی مانند ہین کہ میرے علم کے نور سے چمکتے ہین کوئی زیادہ کوئی کم پر علم سے خالی کوئی نہین ہے اور شریعت اور دین کا علم سب کے پاس ہے۔ پس تم جسکی پیروی کروگے ۱۲

نظر کرنے سے سواے توقف کے کچھ حاصل نہین ہوتا یہ ترجمہ وحاصل صواعق محرقہ کا ہے اور سواے اسکے جو مواقف کی شرح سے اوپر نقل کیا ہے وہ بھی تمام صواعق مین مذکور ہے اور یہ بھی صواعق مین ہے کہ ہم اہل سنت وجماعت کہتے ہین کہ اس ترتیب سے افضلیت کا مسئلہ ظنی ہے لیکن شیعون پر لازم آتا ہے کہ قطعی ہے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت کا از روے جزم ویقین کے انکو معتقد ہونا چاہیئے اسواسطے کہ علی مرتضیٰ اور سب اماموں علیہم السلام کی عصمت کے وہ معتقد ہین اور معصوم کی خبر باتفاق یعنی سبکے نزدیک قطع اور یقین کا فائدہ دیتی ہے اسلیئے کہ معصوم پر جھوٹ جائز نہین ہے اور صحیح روایات سے ثابت ہوا ہے بلکہ تواتر کے درجے کو پہونچا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت وسلطنت کے زمانہ مین علانیہ وبرملا اپنے شیعون کے روبرو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی مدح وثنا اور انکی افضلیت کا بیان کرتے رہے ذہبی نے اسّی سے زیادہ آدمیون سے صحیح سندون کے ساتھ ثابت کیا ہے اور صحیح بخاری مین آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے خیر الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر ثم عمر[1] اور آپکے صاحبزادے محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ثم انت فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون مسلمانون مین سے اور یہ حدیث متعدد رستون سے صحت کو پہونچی ہے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھکو خبر پہونچی ہے کہ ایک گروہ آدمیون کا مجھکو انپر تفضیل دیتے ہین یہ لوگ مفتری[2] ہین

(بقیہ صفحہ ۱۱۷) اور جز فردوس مین یہ حدیث یون آئی ہے۔ انا مدینۃ العلم وابوبکر اساسہا وعمر حیطانہا وعثمان سقفہا وعلی بابہا۔ مین علم کا شہر ہون اور ابوبکر اس شہر کی بنیاد ہے اور عمر اسکی فصیل ہے اور عثمان اسکی چھت ہے اور علی اسکا دروازہ ہے رضی اللہ عنہم ۱۲ منہا سیرحق ۱۰

[1] مشکوۃ مین بخاری سے یہ حدیث نقل کی ہے عن محمد ابن الحنفیۃ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابوبکر قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین روایت ہے محمد ابن الحنفیہ سے جو بیٹے ہین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حنفیہ کے شکم سے ہین کہا انہون نے کہ مین نے اپنے باپ علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر اور افضل کون ہے آپنے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مین نے پوچھا کہ انکے بعد کون بہتر ہے آپنے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ پھر مین اس بات سے ڈرا کہ اب کے سوال کرون تو کہین عثمان رضی اللہ عنہ کو افضل نہ بتادین اسلیئے مین نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ افضل ہین انکے جواب مین فرمایا کہ مین نہین ہون مگر ایک آدمی مسلمانون سے۔ یہ آپ نے تواضع اور کسر نفسی سے فرمایا ۱۲ منہا سیرحق +

[2] مفتری کے معنی منتخب مین ہین کہ کسی پر جھوٹ باندھنا یعنی کسی سچے پر جھوٹ کی تہمت رکھنی اور مفتری کے معنی کسی پر جھوٹ باندھنے والا

مجکو وہ معلوم ہو جاوینگے اور یہ کہنا اُنپر ثابت ہو جاویگا تو مین اُنکو افترا کی سزا دونگا اور
مالک نے امام جعفر صادق سے اور اُنہون نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ علی مرتضیٰ
عمر ابن خطاب پر گذرے رضی اللہ عنہم اور عمر رضی اللہ عنہ اسوقت چادر لپیٹے ہوئے پڑے
تھے آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یہ شخص جو چادر لپیٹے ہوئے پڑا ہے اس سے زیادہ اللہ
تعالےٰ کا پیارا اور محبوب مین کسیکو نہین جانتا ہون اُسوقت کہ وہ اپنے نامہ اعمال سمیت
اللہ تعالےٰ سے ملاقات کریگا اور دارقطنی نے روایت کی ہے کہ ابو جحیفہ علی رضی اللہ عنہ کو
تمام امت سے افضل اعتقاد کرتا تھا ایک جماعت سے ملا جو اُسکی مخالف تھی اور اُنکی مخالفت
سے اُسے سخت رنج ہوا اور علی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوا آپ اُسکو غمگین دیکھکر
تخلیہ مین لے گئے اور اُس سے فرمایا کہ اے ابا جحیفہ اس رنجش کا کیا سبب ہے اُس نے
حال عرض کیا آپ نے فرمایا اے ابا جحیفہ خبر دیتا ہون مین تجکو اس امت کا بہتر کون ہے
اس اُمت مین سب سے بہتر ابو بکر ہین اُنکے بعد عمر ہین رضی اللہ عنہما ابو جحیفہ نے کہا مین نے
عہد کیا اللہ تعالےٰ سے کہ اس حدیث کو کہ مین نے علی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے
سُنی ہے ہرگز نہین چھپاؤنگا اور یہ بھی ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ مین نے اپنے کانون سے
سُنا ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ مین منبر پر فرمایا کہ بعد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اس امت مین سب سے بہتر ابو بکر ہین پھر عمر رضی اللہ عنہما اور اسی کی مانند اور حدیثین اور
خبرین بہت ہین کہ مشہور ہین بلکہ تواتر کے درجے کو پہونچی ہین اور شیعہ کہتے ہین یہ سب اور جو کچھ
اسباب مین ائمہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوا ہے صرف تقیہ اور خوف کے سبب
تھا یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف اُنہون نے صرف دشمنون اور اپنی جان کے خوف سے
کی تھی اگر ایسا نہ کرتے تو وہ رہ نہ سکتے اور سلامتی اُنپر سے اُٹھ جاتی اور اُنکے دلون مین اسکے برخلاف
تھا لیکن یہ کلام انکا عقل سے نہایت دور اور کمال رکیک ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ

لہ غیاث بن ہے کہ بضمہ میم کی پیش اور رے کی زیر اور یے کی بھی زیر ہے اور اُسکے بعد دوسری ے ہے جسکے اوپر دو نقطے والی ے بدلی ہوئی ہے اسکے معنی فقرا اور بھلی اور کلام کرنا اور فی کو زیر سے پڑھنا یا ایک ہے سے پڑھنا اور لکھنا غلطی ہے ۱۲ ۔ ۲ جس صحیح حدیث کے راوی حد سے زیادہ ہون اُسکو مشہور کہتے ہین اور مستفیض بھی کہتے ہین اور متواتر کے معنے اوپر بیان ہو چکے ۱۲ ۔ ۳ غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ رکیک سست و ضعیف و باریک و حقیر اور وہ شخص

کہ مقدمہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مصنف رسالہ سے لکھا گیا ۱۲

علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہ خدا تعالی کے شیر اور حق کے دائرے کے مرکز تھے ایسی ذلیل و مغلوب و مقہور ہوئے کہ حق کے اظہار اور باطل کے رد کرنے سے عاجز رہے اور اپنی زندگی ہمیشہ خوف و عجز مین گزاری سوچنے کی جگہ ہے جبکہ اسد اللہ انکا لقب ہوا اور لا یخافون لومۃ لائم[1] اُنکی صفت ہو اور علی مع القران و قران مع علی[2] اُنکی منقبت ہو پھر خوف و عجز اور حق کے چھپانے کا کیا محل ہے شہرت اور تواتر کے درجے کو پہونچا ہوا ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ حق ظاہر کرنے اور نصیحت قائم کرنے مین کسی کا خوف اور ڈر نہین رکھتے تھے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ علی رضی اللہ عنہ پر خلقت جمع نہوئی اور آپ سے متنفر رہی اسکا کیا سبب ہے کہا کہ آپ حق بات کے اظہار کرنے مین کسی کی رو و رعایت نہ کرتے تھے اور کسی سے مداہنت و مبالات نہ رکھتے تھے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ زاہد تھے اور زاہد کا دنیا داروں سے لاپ نہین ہوتا اور عالم تھے اور عالم کسی کی خوشامد نہین کرتے اور شجاع و بہادر تھے اور بہادر کو کسی کا ڈر نہین ہوتا اور شریف تھے اور شریف کو کسی کی پروا نہین ہوتی اس سبب سے آپ لوگون سے دور و متنفر رہے اور آپ سے لوگون نے نفرت کی اور جمع نہوئے پس ایسے شخص نے کسطرح تقیہ کیا اور شیخین کے زمانے مین فقط ظاہر مین تقیہ بھی[3] ہو تو ممکن تھا لیکن خاص اپنی

---

[1] یہ آیہ سورہ مائدہ مین ہے اور نہین خوف کرتے ہین ملامت کرنے والے کی ملامت سے یعنی دین کے کامون مین دنیاداروں کا کچھ لحاظ نہین رکھتے اور نہ کسی کی ملامت اور ایذا رسانی سے ڈرتے ہین پس علی رضی اللہ عنہ اس صفت مین کامل تھے ۱۲

[2] علی رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ ہے یعنی ہمیشہ وہ اُسپر عمل کرتا ہے اور اُسکی مخالفت نہین کرتا اور قرآن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے کہ ہر وقت اسکا ہادی ہے اور کبھی اُس سے جدا نہین ہوتا ۱۲

[3] تقیہ کی رد مین علماء نے بہت کچھ لکھا ہے یہان تھوڑا سا بطور اعجاز کے لکھا جاتا ہے اللہ تعالی نے سورہ احزاب مین فرمایا ہے الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ — وہ جو اللہ کے احکام پہونچاتے ہین اور اس سے ڈرتے ہین سوائے اللہ کے کسی سے نہین ڈرتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام اور امام رضی اللہ عنہم اللہ تعالے کے سوا کسی سے نہین ڈرتے تھے اور اللہ تعالی کا حکم پہونچانے مین کچھ خوف جان و مال کا اُنکو نہین ہوتا تھا اس سے کھل گیا کہ اگر خلفائے راشدین قابل تعریف کے نہوتے تو امام اور اہلبیت اُنکی جھوٹی تعریف نہ کرتے اور خدائیتعالی کے بندون کو دھوکا نہ دیتے دوسرے یہ کہ اگر امام جان کے خوف اور ایذا کے سبب سے حق بات کا اظہار نہین کر سکتے تھے تو اُنکو وہان سے ہجرت لازم تھی اللہ تعالی نے سورہ نساء مین فرمایا ہے — ان الذین توفہم الملائکۃ ظالمی انفسہم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا فاولئک ماواہم جہنم وساءت مصیرا ○ — تحقیق جن لوگون کی فرشتے جان کھینچتے ہین ایسے حال مین کہ وہ اپنے اوپر ظلم کر رہے ہین تو اُن سے فرشتے کہتے ہین کہ تم کس بات اور کس شغل مین تھے وہ کہتے ہین ہم عاجز اور مغلوب تھے اس ملک مین۔ فرشتے کہتے ہین کیا نہ تھی زمین خدا

خلافت و شوکت کے زمانے مین اور عین خلوت مین اور خاص اپنے دوستون اور تابعدارون سے
اس قسم کا بیان کرنا کیونکر تقیہ پر محمول ہو سکتا ہے اور یہ تقیہ کے ساتھ کس طرح جمع ہو سکتا
ہے اور امام محمد باقر اور آپ کے آبا اور اولاد رضی اللہ عنہم سے ہر وقت مین اس قسم کے سوالات
ہوئے ہین کہ آپ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے باب مین کیا کہتے ہین سب نے یہی فرمایا کہ ہم
اُنکو نہایت دوست رکھتے ہین اور جب یہ پوچھا گیا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ آپ یہ کلام تقیہ
سے کرتے ہین اور آپ کے دل مین اسکا خلاف ہے تو اُنہون نے جواب مین یہی فرمایا کہ خوف
زندون سے ہوتا ہے نہ مُردون سے اور امام باقر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ ہشام ابن
عبدالملک ابن مروان کو سب بُرا کہتے چلے آئے ہین اور وہ اپنے وقت کا امیر و بادشاہ تھا
اگر ہم تقیہ کرتے تو اُسکی بھی تعریف کرتے پس جبکہ امام باقر رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے اور
آپ علی رضی اللہ عنہ کے جگر کے ٹکڑے ہین تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہوگا کہ قوت
و شجاعت اور عدل کی کثرت اور جنگ کی شدت مین وہ کل کے کل ہین - اگر اُنکو خوف و
تقیہ ہوتا تو امیر معاویہ اور بنی مروان سے جاہلیت اور اسلام کے زمانے مین باوجود
اُنکی اسقدر کثرت کے اور باغیون اور خارجیون سے کیون لڑتے اور ان لڑائیون مین آپنے
حرب و قتال اور اظہار حق و تائید دین کی ایسی داد دی ہے کہ اُس سے زیادہ متصور نہین
ہو سکتی اور یہ سب کوشش فقط اسی واسطے تھی کہ دین کا امر اعتدال کے دائرے سے
باہر نہونے پاوے جب حق کا تغیر اور دین کے کام مین سستی دیکھی اُسی وقت رد و ابطال
کو اپنے اوپر واجب سمجھا اور آپنے اپنے بعض شیعہ کو جنہون نے اس مقدمے مین افراط و تفریط
اور غلو کیا تھا نکلوا دیا چنانچہ عبداللہ ابن سبا کو مداین کی طرف جلاوطن کر دیا اور حکم دیا کہ جس
شہر مین ہم ہون وہان آنے نپاوے اور یہ ابن سبا یہودی تھا کہ اُس نے آپ کے ہاتھ پر

(بقیہ صفحہ ۱۲۰) ۴ استطاعت طرفین کی کتابون سے ثابت ہے ذوالفقار مین ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
نے زید شہید کے ہمراہیون کو لاکھ دینار تقسیم کیے - تیسرے سب پیغمبرون کو جان کا خوف رہا ہے اللہ تعالےٰ نے سورہ
بقرہ مین فرمایا - ویقتلون النبین بغیر الحق الخ اور وہ قتل کر ڈالتے تھے نبیون کو ناحق پر کسی پیغمبر نے جان کے ڈر سے
کافرون اور منافقون کی تعریف نہین کی اور بہی بہت سی دلیلین ہین کہ یہان اُنکی گنجایش نہین ہے ۱۲ ۵ جلا
مین ہے کہ جلا جیم کی زبر سے کسی کو اُسکے گھر سے نکالنا اور جلائے وطن یہ ہے کہ جس مُلک مین رہتا ہے وہان سے
نکالدینا ۱۲ ۶ اس عبداللہ ابن سبا یہودی منافق کا حال اور مذہب روافض کی ابتدا اور تقیہ کرنے کا بیان

اسلام ظاہر کیا تھا اور حقیقت مین منافق تھا اور رافضیون کا پیشوا اور اس مذہب کا
موجد بھی تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا کہتا تھا اور علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہوا تا تھا آپ نے
اُسکے بعض کلمات سُن لئے تھے اسلئے اُسے یہ سزا جلا وطن ہونے کی دی اور نکلوا دیا اور
ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی مدح و ثنا مین آپنے اتنے خطبے فرمائے ہین کہ اُن پر
اطلاع ہونے کے بعد کسی طعن کرنے والے کو دم مارنے کی مجال نہین رہ سکتی اگر علمائے سنت و جماعت
ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت بلکہ اس افضلیت کی قطعیت مین فقط اُسی پر اکتفا کرین تو
استدلال کو کافی اور وافی ہون اور بعضے شیعہ جو انصاف و اعتدال کے رستے سے باہر
نہین گئے ہین اُسکا یہی سبب ہے عبد الرزاق نے کہ صاحب روایت و عالم حدیث ہے کہا
ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی تفضیل مین اسلئے کرتا ہون کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر
اُنکی تفضیل آپ کی ہے اس سے زیادہ اور کیا بڑا گناہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو ہم دوست
رکھین اور اُنکی مخالفت کرین یہ تمام ترجمہ ابن حجر کے کلام کا ہے اگر انصاف کی آنکھ سے
دیکھین تو معلوم ہو جاوے کہ اور کتابون مین اس تفصیل سے بیان کم ہوا ہے چاہئے کہ اول
سے آخر تک دیکھ کر اور سب کو ملا کر غور کرین اور اضطراب اور جلدی نہ کرین واللہ اعلم و منہ التوفیق[۱]

فَبَاقِي الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ بعد چارون خلیفون کے باقی عشرہ مبشرہ کو بزرگی ہے اور عشرہ مبشرہ
ان دس صحابیون کا نام ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو بہشت کی خوشخبری دی ہے
اور فرمایا ہے وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف فی الجنۃ
وسعد ابن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید ابن زید فی الجنۃ و
ابو عبیدہ بن الجراح فی الجنۃ اور یہ دس آدمی تمام اُمت مین سے بہتر و افضل اور

---

[۱] اور اللہ ہی بہت جاننے والا ہے اور وہی توفیق دینے والا ہے ۱۲ [۲] ترمذی نے اس حدیث کو عبد الرحمن ابن عوف سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر بہشت مین اور عمر بہشت مین اور عثمان بہشت مین اور علی بہشت مین اور طلحہ بہشت مین اور زبیر بہشت مین اور عبد الرحمن عوف کا بیٹا بہشت مین اور سعد ابی وقاص کا بیٹا بہشت مین اور سعید زید کا بیٹا بہشت مین اور ابو عبیدہ جراح کا بیٹا بہشت مین - ابن ماجہ نے یہ حدیث زید کے بیٹے سے نقل کی ہے یہ سعید زید کا بیٹا عمر رضی اللہ عنہ کا بہنوئی ہے کہ اُنکی بہن فاطمہ اُس سے منسوب تھی اور یہ اپنی زوجہ فاطمہ کے سبب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور سنہ اکیاون ہجری مین اُسکی وفات ہوئی ستر برس سے زیادہ عمر تھی اور باقی سب مشہور ہین ۱۲ مظاہر حق - اور اُنکی تعریف مین اور بہت حدیثین

قریش کے سردار ہین اور مہاجرین کے پیشوا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتے دار ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور انکی بزرگیان اور کوششین دین اسلام مین اسقدر ثابت ہین کہ اورون کی نہین ہین اور انکا بہشتی ہونا قطعی ہے لیکن یہ بشارت کی قطعیت خاص انہین کے لئے نہین ہے بلکہ ان کے سوا اورون کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے جیسے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور خدیجۃ الکبری وعائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حمزہ وعباس وسلمان وصہیب وعمار ابن یاسر رضی اللہ عنہم ان دس کا لقب جنتی اس سبب سے مشہور ہو گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث مین ایک ہی وقت ان کا بیان فرمایا ہے اور عقائد

بقیہ صفحہ ۱۲۲) معاذ جبل کا بیٹا ہے اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ جراح کا بیٹا ہے اور معمر نے جو قتادہ سے روایت کی ہے انمین یہ بھی ہے - واقضاہم علی - اور سب سے زیادہ حق پر حکم کرنیوالا علی ہے رضی اللہ عنہم اور ترمذی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - طلحہ والزبیر جاراے فی الجنۃ - طلحہ اور زبیر میرے ہمسائے ہین جنت مین اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی - اللہم اسق عبد الرحمن ابن عوف من سلسبیل الجنۃ - اے اللہ پلا عبد الرحمن عوف کے بیٹے کو بہشت کے چشمے سے ترمذی مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اللہم استجب لسعد اذا دعاک - اے اللہ قبول کر سعد کی وجاجب دعا کرے - اس حدیث کی روایت بھی سعد سے ہے

سلہ ترمذی نے خدیجہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو فرشتے نے بشارت دی ہے اس بات کی کہ - فاطمہ سیدۃ النساء اہل الجنۃ وان الحسن والحسین سیدی شباب اہل الجنۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی سب عورتون کی سردار ہین اور ایکی بشارت دی ہے کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانون کے سردار ہین اور ابی سعید سے بھی ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - الحسن والحسین سیدی الشباب اہل الجنۃ - اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے کہ وہ جڑا پر اور عرض کی اے رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجۃ الکبری کے سے آتی ہے انکے پاس ایک برتن مین سالن ہے اور روٹی ہے جب آپ کے پاس آوے تو اللہ تعالی کی طرف سے آپ انکو سلام کہئے - بشرہا ببیت فی الجنۃ من قصب لا صخب فیہ ولا نصب - اور بشارت دیجئے انکو ایک گھر کی جنت مین موتی سے بنا ہوا کہ اس مین غل وشغب ہے اور رنج وتعب آپ کئے روز کا کھانا وہان لیجاتے تھے اور عبادت الہی مین مصروف رہتے تھے ایکبار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا لے گئین جسپر یہ بشارت ہوئی اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ترمذی مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام میری صورت حریر کے ٹکڑے پر لکھی ہوئی لائے اور کہا - ہذہ زوجتک فی الدنیا والآخرۃ - یہ تیری زوجہ ہے دنیا اور آخرت مین یہ آپکے نکاح سے پہلے ہوا اور اسکا اور حدیثون مین بھی ذکر ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے ترمذی مین روایت ہے کہ

مین انکا بیان اسواسطے آیا ہے کہ انکی شان مین اہتمام زیادہ ہے اور جن لوگون کے دل مین
زنگ ہے اور ان بزرگون کی بے ادبی کرتے ہین اور ان سے بغض رکھتے ہین اُنکی مذمت
کا رد بھی مقصود ہے اور عوام جانتے ہین کہ جنّت مین داخل ہونے کی بشارت کا قطعی ہونا
انہین دس کے لئے مخصوص ہے یہ گمان اُنکا محض غلط ہے اور اُنکے جہل صریح پر دلالت
کرتا ہے اور بعضے طالب علم عربی خوان کہ عوام جاہلون سے آدھا قدم آگے بڑھکر کہتے
ہین یون کہتے ہین کہ اورون کو بھی بشارت ہے لیکن ان دس کی بشارت قوت اور
شہرت مین متواتر ہے اور منشا اس گمان کا حدیثون کا نہ پتا لنا ہے اور اس علم شریف کی خدمت
مین تقصیر اسکا باعث ہے تجاوز کرے اللہ اُن سے اور اس بحث کو ہمنے ایک کتاب مین جسکا
نام تحقیق الاشارت فی تعمیم البشارت ہے تفصیل و تحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے اور جسقدر
اہل بشارت کے نام حدیثون مین آئے ہین اور اپنی نظر سے گزرے ہین سب ذکر کئے ہین اور
حق یہ ہے کہ چارون خلیفون اور فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور انکی مانند اور اہل
فضائل کی بشارت تواتر معنوی کے درجے کو پہونچی ہے اور دس مین سے جو باقی رہے اُنکی
بشارت شہرت کی حد تک پہونچی ہے اور بعضون کے احاد کے درجے کو اور جن کے واسطے
بشارت نہین آئی ہے اُنکو یون کہتے ہین کہ مومن جنّتی ہین اور کافر جہنمی ہین مگر کسی کو
قطعی جنتی نہین کہہ سکتے اور تمام تحقیق اس کی کتاب مذکور مین ہے فَاَهْلُ بَدْرٍ ***
عشرہ مبشرہ کے بعد اہل بدر کو فضیلت ہے اور بدر[۱] کا واقعہ ہجرت کے دوسرے برس ہوا ہے
اور دین اسلام کی عزت کے ظاہر ہونیکا یہی سبب[۲] ہوا اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنے حبیب

(بقیہ صفحہ ۱۲۳) ۴ اور لشکر اسلام کا نیزہ اونکے ہاتھ میں یہانتک اللہ کی راہ مین کہ اُنکے دونون
پاؤن کٹ گئے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو مشاہدے یا خواب مین دیکھا کہ وہ جنت مین اوڑتے ہین اور
اُنکے دو بازو مین خون مین بھرے ہوئے اسی لئے اُنکو طیار اور ذوالجناحین کہتے ہین ۱۲ مظاہر حق + ۱ غیاث
مین جو ریہ نیچے کے ایک نقطے والی کے زبر اور دال بے نقطہ کے سکون سے ایک مقام کا نام ہے جہان نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور قریش سے جنگ ہوئی تھی اور اہل اسلام کی فتح ہوئی ۱۲ ۲ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران
مین فرمایا ہے ۔ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ ﴿خ﴾ ۔ اور بیشک مدد کی تمہاری اور تم کو فتح دی اللہ
تعالیٰ نے بدر مین اور تم تھوڑے تھے کہ تین سو سے کچھ زیادہ تھے اور وہ کئی ہزار تھے اور جبتک
اہل اسلام کو کچھ بڑی ثروت نہ تھی +

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نصرت کا وعدہ فرمایا تھا وہ اُس دن پورا کیا اور عتبہ وشیبہ وابوجہل وغیرہ سرداران قریش جو دین کے دشمن تھے وہ اُس غزوہ مین مارے گئے اور جہنم مین پہونچے اللہ اُنکو لعنت کرے اور پانچ ہزار فرشتون نے مومنین کی مدد کی اور اُس غزوے مین شریک ہوئے عشرہ مبشرہ بدر کی لڑائی مین موجود تھے سوا اُسکے عثمان رضی اللہ عنہ کے کہ وہ بسبب بیماری حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صاحبزادی کے آپ کے حکم سے مدینہ طیبہ مین رہے تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُنکو اہل بدر مین گنا اور غنیمت مین شریک کیا اور اہل بدر تین سو تیرہ[۳۱۳] ہین یہ سب قطعی بہشتی ہین[1] اور ان کی شان مین فرمایا ہے کہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم دوسری جگہ فرمایا لن یدخل النار رجل شھد بدرا والحدیبیۃ اور حدیث شریف مین آیا ہے وہ فرشتے کہ غزوہ بدر مین حاضر تھے اللہ تعالی کی درگاہ مین ایسی عزت و بزرگی رکھتے ہین کہ اور فرشتون کو حاصل نہین ہے فافضل اہل بدر کے بعد احد[4] والون کو بزرگی ہے یہ غزوہ ہجرت کے چوتھے برس واقع ہوا ہے اور اس مین اہل اسلام پر آزمایش و شدت

[1] ایک روایت مین تین سو پندرہ[۳۱۵] اور ایک مین تین سو سترہ[۳۱۷] آئے ہین اور عبدالکریم برزخی نے اپنے رسالہ مین تین سو پینسٹھ[۳۶۵] لکھے ہین لیکن نہ تین سو تیرہ[۳۱۳] جو متن مین مذکور ہوئے مشہور ہین اور اسی قول کو ترجیح ہے اللہ تعالی نے اپنے حبیب سچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبانی اُنکو جنت کی بشارت دی ہے کہ آپنے اُنکے حق مین فرمایا ہے۔ فقد وجبت لکم الجنۃ۔ یہ ایک بہت بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جو بخاری و مسلم سے مشکوۃ مین بروایت علی رضی اللہ عنہ نقل کی ہے اُس مین فرمایا ہے۔ اعملوا ما شئتم کرو جو کچھ چاہو یہ از روے کرم کے فرمایا نہ ترک کے لئے پس بیشک واجب ہوئی تمہارے لئے جنت اور اللہ تعالی نے اُنکے اگلے پچھلے گناہ بخشدئے اگر ان سے گناہ صادر ہو تو توبہ کی حاجت نہین بے توبہ بخشا گیا اور جامع بخاری مین اہل بدر کے نامون کا ایک باب ہے کہ چالیس سے زیادہ نام اہل بدر کے اُسمین ہین استیعاب مین ایک دعا ہے مین اُنکے نامون کے ساتھ توسل کیا ہے اور پورے تین سو تیرہ[۳۱۳] نام اس مین نقل کئے ہین اور ان اسمائے مبارک کے خواص مین سے یہ بھی ہے کہ اُنکے توسل کی برکت سے دعا قبول ہوتی ہے اور حاجت بر آتی ہے اور بعض اولیاء اللہ کو اُنکی برکت سے ولایت ملی ہے اور بہت مریض شفایاب ہوئے ہین یہ خلاصہ مظاہر حق کا ہے ۱۲ [2] بخاری و مسلم سے بروایت علی رضی اللہ عنہ جو حدیث اوپر گزری ہے اُسکے آخر مین ہے کہ ایک روایت مین یون بھی آیا ہے۔ بیشک اللہ مطلع ہوا بدر والون پر رحمت کے ساتھ پس فرمایا جو عمل چاہو وہ کرو تم پس تحقیق بخشا مین نے تمکو ۱۲ [3] حفصہ رضی اللہ عنہا سے مسلم مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین امید رکھتا ہون اگر خدا چاہے تو نہین داخل ہونے کا آگ مین وہ مرد کہ حاضر ہوا بدر مین یا حدیبیہ مین ۱۲ [4] غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ احد الف اور حے بے نقطی کی

پہونچی ہے اور دندان مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی جگہ مجروح ہوا ہے اور یہ خیال نہ کریں کہ آپکا دندان مبارک جڑ سے نکل آیا تھا بلکہ اُسکا ایک کونہ ٹوٹ گیا تھا اور سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ عبد المطلب کے بیٹے اور ستر صحابی رضی اللہ عنہم اور شہید ہوئے اور عشرہ مبشرہ بھی اہل اُحد مین داخل تھے اور مشرکون کا سردار اُس غزوے مین ابو سفیان اموی تھا کہ غزوہ بدر کے بعد اُس نے قسم کھائی تھی کہ جبتک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُنکے اصحاب رضی اللہ عنہم سے بدلا نہ لیلونگا عورت سے صحبت نہین کرونگا اور بدن پر تیل نہین ملنیکا جس سال مکہ معظمہ فتح ہوا یہ ابو سفیان اور معاویہ ابو سفیان کا بیٹا ایمان لائے ہین ۔ فَاَهْلُ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ اہل اُحد کے بعد بیعت رضوان والون کو بزرگی ہے بیعت رضوان اُس بیعت کا نام ہے کہ مسلمانون نے حدیبیہ[۱] کی صلح سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر کی تھی جسکا قرآن مجید مین بیان ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ لا یدخل النار احد بایع تحت الشجرۃ یہ بھی سب قطعی بہشتی ہین اور یہ ترتیب جو بیان ہوئی ہے اسکے افضلیت مجمع علیہ ہے کہ ابو منصور تمیمی نے نقل کیا ہے اور ان سب کے بعد کہ جنکا ذکر کیا گیا سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو بزرگی ہے اپنے اپنے درجے اور مقام کے موافق مگر علما نے اُسکی کچھ صحیح

---

[۱] غیاث مین لطائف سے نقل کیا ہے کہ حدیبیہ حے بے نقطہ کی پیش دال بے نقطہ کی زیر اور دوسری کی زبر اور بے نیچے کے دو نقطون والی کی تشدید سے ایک مقام کا نام ہے مکہ معظمہ سے دو فرسخ ۱۲ [۲] یہ آیہ سورہ فتح مین ہے بیشک اللہ تعالے راضی اور خوش ہوا ایمان والون سے جبکہ تیرے ہاتھ پر بیعت کی درخت کے نیچے تفسیر حسینی مین اس آیت کا شان نزول یون لکھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ مین نزول فرمایا اور خراش بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو مکے مین بھیجا کہ قریش سے کہدے کہ ہم عمرہ کرنے کو آئے ہین لڑنیکا ارادہ نہین رکھتے قریش نے اُسکو اندر نہ آنے دیا اور نہ اُسکی بات سُنی آپ نے دوبارہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا اُنکو قریش نے مکے مین قید کر لیا اور یہان یہ خبر اُڑی کہ اُنکو قتل کر ڈالا اسلیئے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے لڑنے کا ارادہ کیا اور سمرہ کے درخت کے نیچے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت کی صحیح قول کے بموجب اُسوقت ایک ہزار پانسو بیس[۱۵۲۰] صحابی تھے جنہون نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور آپنے عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنا ہاتھ رکھکر بیعت کی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آج تم اپنے زمانے کے سب آدمیون سے بہتر ہو اور تفسیر معالم التنزیل مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ تمکو دوزخ کی آگ نہین لگنے کی ۱۲ [۳] مسلم مین بروایت حفصہ رضی اللہ عنہا جو ایک بڑی حدیث آئی ہے اُسکے آخر کا یہ ہے کہ ایک روایت مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہین کی ہے واللہ اعلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے بعد بزرگی اور کرامت اُسی مومن
کو ہے جسکو علم و پرہیزگاری زیادہ ہے[1] اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور صحابہ رضی اللہ
عنہم کی اولاد کو بھی بعضون کو بعضون پر بزرگی ہے ترتیب وار لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا
کی اولاد کو سب پر بزرگی ہے رضی اللہ عنہم اجمعین ۔ وَفَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ
اَہْلِ الْجَنَّۃِ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ اور فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا جنّت کی عورتون کی سردار ہین اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنّت کے
جوانون کے سردار ہین ہمنے اس مسئلے کو اسلئے عقائد مین علیحدہ ذکر کیا ہے[2] کہ ان تینون
کے حق مین یہ بشارت قطعی ہے اور عوام بشارت کو عشرہ مبشرہ کے ساتھ مخصوص جانتے
ہین اور رافضی صرف اہل بیت نبوت ہی کے ذکر کا اہتمام کرتے ہین اور یہ حدیث دلالت
کرتی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کل ایمان والی عورتون پر فضیلت ہے کہ اُنکی شان مین اہل
جنّت کا لفظ آیا ہے یہانتک کہ مریم عمران کی بیٹی اور عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہما
پر بھی اور ایساہی ذکر کیا ہے سیوطی نے اور بعضی حدیثون مین زہرا رضی اللہ عنہا کی تفضیل
مطلق واقع ہوئی ہے جیساکہ اس حدیث مین ہے اور بعضی حدیثون مین مریم رضی اللہ عنہا

---

[1] یہ آیہ سورہ حجرات مین ہے بیشک بزرگ تمہارا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم مین زیادہ ڈرنے والا اور پرہیزگار ہے ۱۲

[2] اور صفحہ ۱۲۲ کے حاشیے پر دو حدیثین اسی مضمون کی گزری ہین ۱۲

[3] بخاری اور مسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ہم سب بیبیان نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریب موت کے یا مرض الموت مین آپکے پاس بیٹھی ہوئی تھین اور چال و روش فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی تھی پھر آپنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہا فراخی اور کشادگی ہو میری بیٹی کو پھر آپنے اپنے پاس بٹھایا اُنکو اور چپکے سے کچھ کہا اُنکو پس وہ بہت روئین پس جبکہ حضرت نے اُنکو غمگین دیکھا تو دوبارہ کچھ کہا اُن سے کہ وہ ہنسنے لگین پس جب آپ اُٹھے طہارت یا نماز کو تو مین نے اُن سے پوچھا کہ تم سے کیا کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا نہین کھولنے والی ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھید پس جب وفات ہوگئی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس کے بعد مین نے کہا اے فاطمہ مین تمکو قسم دیتی ہون اُس حق کی کہ میرا تمپر ہے یعنی حق مادری وغیرہ کی کہ بتا دو مجکو وہ جو آپنے چپکے سے کہا تھا ۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپکی وفات ہوگئی اسلئے کہتی ہون مین کہ پہلی دفعہ آپنے فرمایا تھا کہ میری اجل قریب ہے کہ جبرئیل نے امسال رمضان مین مجھسے دوبارہ قرآن مجید کا دور کیا پس تقویٰ کر اے فاطمہ اسلئے مین روئی پھر آپنے دوبارہ کہا ۔ یا فاطمہ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اہل الجنۃ او نساء المومنین ۔ اے فاطمہ کیا تو اس بات پر نہین راضی ہوتی کہ ہووے سردار سب عورتون بہشت کی یا سب مومن عورتون کی اور ایک روایت ہے کہ ۱۲

کو مستثنا کیا ہے اُن عورتون مین سے جن پر زہرا رضی اللہ عنہا کو تفضیل دی ہے پس اس
مین احتمال ہے کہ مریم کا رتبہ زہرا کے برابر ہو یا ان سے زیادہ رضی اللہ عنہما اور اور جگہ
فرمایا ہے کہ سب عورتون مین افضل فاطمہ ہین اور خدیجہ اور عائشہ اور مریم اور آسیہ
رضی اللہ عنہن اور ظاہر اس حدیث کا ان سب کی مساوات پر دلالت کرتا ہے یا توقف پر اور
ایک حدیث مین یون آیا ہے کہ فاطمہ اس امت مین ایسی ہے جیسے مریم اپنی قوم مین رضی
اللہ عنہا یعنی اپنے غیر سے بزرگ زیادہ ہی ہو سکتا ہے کہ ان خبرون کے اختلاف کا سبب
زہرا رضی اللہ عنہا کے مرتبے اور درجون کی اطلاع ہو جیسا اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو وحی کرتا رہا اور خبر دیتا رہا ویسا ہی آپ فرماتے رہے اور سب سے آخر وہ خبر دی جس سے
عموماً تمام جہان کی عورتون پر اُنکی بزرگی ثابت ہے واللہ اعلم اور بعضے علماء عائشہ رضی اللہ
عنہا کو فاطمہ رضی اللہ عنہا پر بزرگی دیتے ہین کسواسطے کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ بہشت مین ہونگی اور یہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا مکان علی رضی اللہ عنہ کے مکان سے اعلے درجے کا ہوگا لیکن حدیثون مین آیا ہے کہ
آپنے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو خطاب کرکے فرمایا کہ مین اور تو اور علی اور حسن اور حسین
سب ایک ہی مکان مین ہونگے اور یہ بھی کہتے ہین کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ تھین
کہ خلفاء کے زمانے مین اجتہاد کرتی تھین اور فتوی دیتی تھین اور بعضے کہتے ہین کہ بعد
خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب عورتون سے افضل ہین اور سیوطی نے

سطہ۱ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ترمذی مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے
پاس بُلایا فتح مکہ کے سال پس آپکے کان مین کچھ کہا کہ وہ رونے لگین پھر کچھ کہا جس سے وہ ہنسنے لگین پس جب
آپکی وفات ہوئی تو مین نے اُن سے اُس رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے اپنی وفات کا حال بیان کیا تھا اس سبب سے مین روئی تھی پھر مجکو آپنے خبر دی کہ انی سیدۃ
النساء اہل الجنۃ الا مریم بنت عمران فضحکت - بے شک مین سب جنت کی عورتون کی سردار ہون سوا مریم
عمران کی بیٹی کے - پس ہنس پڑی مین ۱۲ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بہشت کی سب
عورتون سے افضل ہین سوا مریم رضی اللہ عنہا کے ۱۲ سطہ۲ انس رضی اللہ عنہ سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اُن سے فرمایا - حسبک من النساء العالمین مریم بنت عمران وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ
بنت محمد وآسیۃ امراۃ فرعون - کفایت کرتا ہے تجکو جہان کی عورتون سے پہچاننا مناقب ان چار عورتون کا
کہ اپنے غیر سے افضل ہین مریم عمران کی بیٹی اور خدیجہ خویلد کی بیٹی اور فاطمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے فتاوے مین کہا ہے کہ اس مسئلے مین تین مذہب ہین اصح یہ ہے کہ فاطمہ افضل
عائشہ سے ہے رضی اللہ عنہا اور بعضے کہتے ہین کہ دونون کا مرتبہ برابر ہے اور بعضون
نے توقف کیا ہے اور بہت سے علمائے حنفیہ اور بعضے شافعیہ توقف کی طرف مائل ہین
اور مالک رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو کہا فاطمہ بضعۃ من النبی یعنی فاطمہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے جگر کا ٹکڑا ہے ولا افضل علی بضعۃ من الرسول اللہ احدا اور نہین
افضل کہتا ہون اور بزرگی دیتا ہون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر
کے ٹکڑے پر کسی کو اور امام سبکی نے کہا ہے کہ جو مختار اور دین ہمارا ہے وہ یہ ہے کہ فاطمہ
سب سے افضل ہے بعد اسکے اسکی والدہ خدیجۃ الکبریٰ بعد اسکے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن
اور سیوطی نے کہا ہے کہ سب عورتون سے افضل مریم اور فاطمہ ہین اور سب امہات المومنین
سے خدیجہ اور عائشہ افضل ہین رضی اللہ عنہن اور خصائص خیضری مین مذکور ہے کہ
خدیجہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما مین بھی اختلاف ہے متقدمین کی ایک جماعت نے تصریح
کی ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہے اور بعضی حدیثون مین ہے کہ تمام جہان کی
عورتون مین سب سے زیادہ کامل اور افضل مریم عمران کی بیٹی اور فاطمہ محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور آسیہ فرعون کی بیوی ہین رضی اللہ عنہن اور بخاری کی بعضی
روایت مین آسیہ بنت مزاحم واقع ہوا ہے شیخ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ اس سے معلوم
ہوا کہ فاطمہ زہرا عائشہ صدیقہ سے افضل ہے رضی اللہ عنہما اور یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

ف اس حدیث کو بخاری ومسلم نے مسور مخرمہ کے بیٹے سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا۔ فاطمۃ بضعۃ منی فاطمہ۔ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے آگے فرمایا۔ فمن اغضبہا اغضبنی۔ پس جس نے
اسکو غصے مین ڈالا گویا مجکو غصے مین ڈالا اور ایک روایت مین اسکے آگے یہ بھی آیا ہے۔ یریبنی ماارابہا و
یوذینی ماآذاہا۔ ظاہر مین مجکو قلق مین ڈالتی ہے وہ چیز جو اسکو قلق مین ڈالتی ہے اور باطن مین ایذا
دیتی ہے مجکو وہ چیز جو اسکو ایذا دیتی ہے بسبب جزئیت اور بکمال اتحاد کے اس سے معلوم ہوا کہ فاطمہ رضی اللہ
عنہا کو ایذا دینی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانا ہے اور آپکو ایذا دینی حرام ہے اللہ تعالےٰ نے سورہ احزاب
مین فرمایا۔ وما کان لکم ان توذوا رسول اللہ۔ اور نہین لایق اور جائز ہے تمہارے لئے یہ کہ ایذا دو اللہ
کے رسول کو پس اس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بڑا مرتبہ معلوم ہوا ۱۲ ف یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ
کا ہے کہ پہلے تو انہون نے وہ حدیث بیان کی جو اوپر گذری اور پھر یون فرمایا کہ مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے فضل[1] عائشة علی النساء کفضل الثرید علی غیرہ من الطعام اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چارون عورتون مذکورہ سے افضل ہے انتہے بندہ ضعیف کہ سواے اللہ تعالے حال اُسکا کہتا ہے کہ حق یہ ہے کہ فضیلت کے سبب مختلف ہین لیکن حدیثون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فاطمہ رضی اللہ عنہا سب اولاد سے زیادہ پیاری تھین اور خدیجة الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سب بیبیون سے زیادہ پیاری تھین اگر افضلیت ومحبت کے سبب مختلف نہ رکھین تو مشکل ہے اسواسطے کہ بعضی حدیثون مین[2] آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب عورتون سے زیادہ عائشہ رضی اللہ عنہا پیاری تھین اور سب مردون سے زیادہ اُنکے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ پیارے تھے اور دوسری[3] حدیث مین یون فرمایا کہ عورتون مین سب سے زیادہ پیاری فاطمہ رضی اللہ عنہا اور مردون مین سب سے زیادہ پیارے علی رضی اللہ عنہ تھے اور بعضے علمانے کہا ہے کہ یہ حدیث شاذ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے سوا سب سے بزرگ ہین یہانتک کہ اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی۔ پس اگر حیثیت مختلف اعتبار نہ کرین تو نہایت مشکل ہے اور افضلیت کے معنی کثرت ثواب ہین اور اُسکی حقیقت اللہ تعالے کے سوا کوئی نہین جانتا لیکن ذات کی بزرگی اور طینت کی طہارت اور جوہر کی پاکی مین فاطمہ[4] رضی اللہ عنہا اور حسن وحسین اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے

---

[1] انس رضی اللہ عنہ سے بخاری ومسلم مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بزرگی اور فضل سب عورتون پر ایسا ہے کہ جیسے ثرید کی بزرگی ہے اور کھانون پر غیاث مین بحر الجواہر سے نقل کیا ہے کہ ثرید ثے اوپر کے تین نقطے والی کے زبر سے ہے حمید کے وزن پر اور یہ ایک کھانے کا نام ہے اور وہ یہ ہے کہ روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوروے مین بھگوئے جاوین نہایت لطیف اور زود ہضم کھانا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بہت رغبت تھی پس عورتون سے یہان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان مراد ہین یا کل عورتین ہے پس عائشہ رضی اللہ عنہا آپکی سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مین افضل ہین تابعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے یا کل عورتون مین اور ظاہر تر یہی ہے ۱۲ مظاہر حق ۱۲ [2] یہ حدیث صفحہ ۱۰۸ کے حاشئے پر گزری ہے اور علی رضی اللہ عنہ اسکے راوی ہین ۱۲ [3] یہ حدیث ترمذی مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بروایت جمیع ابن عمیر رضی اللہ عنہ مذکور ہے اور صفحہ ۱۰۷ کے حاشیے پر گزری ۱۲ [4] صواعق محرقہ مین ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کو پکارنے والا عرش کے اندر سے پکاریگا۔ یا اہل الجمع نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم حتی تمر فاطمة بنت محمد صلی اللہ

برابر کوئی نہین ہوسکتا واللہ اعلم ۞ الخلافۃ ثلاثون سنۃ ثم بعدھا ملک و امارۃ
اور خلافت تیس۳۰ برس ہے پھر اسکے بعد بادشاہی اور امیری ہے ایسا ہی نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ۞ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم تصیر بعدھا ملکاً عضوضاً[سلہ] یعنی خلافت
میرے بعد تیس برس ہے اور پھر اسکے بعد خلافت نہوگی بلکہ بادشاہت کاٹنے والی ہوگی
کہ اسکے ڈنک سے بہت کم کوئی سلامت رہیگا اور تمامی تیس۳۰ سال کی علی رضی اللہ عنہ کی
شہادت تک پوری ہوگئی اور تحقیق یہ ہے کہ چھ۶ مہینے اس مین سے باقی رہے تھے امام المسلمین
حسن رضی اللہ عنہ ابن علی ابن ابی طالب اُس مین خلیفہ رہے اُسکے بعد خلافت تمام ہوئی پس معاویہ
رضی اللہ عنہ وغیرہ جو آپکے بعد حاکم ہوئے وہ خلیفہ نتھے بلکہ بادشاہ و امیر تھے اور خلفائے
عباسیہ کو جو خلفاء کہتے ہین یہ مجاز آ ہے ظاہر کے اعتبار سے اور محقق حنفی شیخ کمال الدین
ابن ہمام نے مسائرہ مین کہا ہے کہ تمام اہل حق اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ امیر معاویہ بادشاہ
تھا نہ خلیفہ اور بعد شہادت علی رضی اللہ عنہ کے اُنکے امام ہونے مین اہل سنت کے
مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہین امام ہوا بعضے کہتے ہین نہین ہوا اور وہ جو
امام ہونا تسلیم کرتے ہین کہتے ہین کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امامت اُسکو سونپی اور
اُسکے ہاتھ پر بیعت کی ہے ۞ ونکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر[سلہ] اہل سنت و جماعت کا یہی طریقہ

[سلہ] ابوداؤد و احمد و ترمذی نے سفینہ سے روایت کی ہے اُس نے کہا مینے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا کہ آپنے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہے یعنی خلافت حق و پسندیدہ بعد اُسکی بادشاہت
ہوگی اور حضرت شیخ کے ترجمہ مین عضوضاً کا لفظ بھی ہے یعنی اُس مین امن ہوگا اور عدل و دین پروری
نہوگی پھر اسکے آگے راوی نے لکھا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو برس ہوگی عمر کی دس۱۰ اور عثمان
کی بارہ۱۲ اور علی کی چھ۶ رضی اللہ عنہم یہ حساب تقریباً ہے اور مہینوں کسروں کو چھوڑ دیا ہے اور صحیح حساب
جامع الاصول وغیرہ مین ہے ۞ ابوبکرؓ ۲ سال ۴ ماہ - عمرؓ ۱۰ سال ۶ ماہ - عثمانؓ ۱۲ سال کئی روز کم
علیؓ ۴ سال ۹ ماہ - حسنؓ ۵ ماہ - کل ۳۰ سال ۱۲ مظاہر حق ۲ ۱۲ [سلہ] عقائد نسفی کی شرح مین
ملا سعد الدین تفتازانی نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - من مات ولم یعرف
امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ - جو مر گیا اور نجانا اُسنے امام اپنے زمانے کا پس تحقیق مرا وہ مردار اور اسی لئے نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اہتمام کیا امام کے مقرر کرنے مین آپکے دفن کے پہلے اور اسی طرح ہر امام کی موت
کے بعد کہ امام سے زمانہ خالی نرہے پس جب خلافت کی مدت تیس۳۰ برس ٹھیری تو بعد خلفائے راشدین کے
زمانہ امامت سے خالی ہوا اور سب اُمت گناہگار ہوئی بسبب نہ مقرر کرنے امام کے کہ مقرر کرنا امام کا واجب ہے ۱۲

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نیکی کے سوا برائی سے نہ یاد کرین
اور لعن وطعن وسب وشتم واعتراض وانکار اُنپر نہ کرین [۵۱] اور اُنکے ساتھ بے ادبی نکرین
اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی نسبت اُنکو حاصل ہے اُسکی حفاظت
بھی ضرور ہے اور اُنکے مناقب وفضائل قرآن مجید مین اور حدیث شریف مین عام
موجود ہین جیسے مُحمد الرسول اللہ والذین معہٗ اشدّاءُ علی الکفّار رحماءُ بینھم تریٰھم
رُکّعاً سُجّداً یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً [۵۲] اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ [۵۳] اور
اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم [۵۴] اور اکرموا اصحابی فانکم خیارکم [۵۵] اور اللہ اللہ
فی اصحابی لا تتخذوھم غرضاً من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم
فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ فیوشک ان یاخذہٗ اور آپس مین بعضے
لڑائی جھگڑے اور اہل بیت نبوی کے حقوق کی حفاظت اور اُنکے آداب کی رعایت
مین جو تقصیرین نقل کی گئی ہین اگر اُن خبرون کی صحت تسلیم کی جاوے تو بھی اُن سے
اغماض اور تغافل کرنا چاہئے اور کہے کو ان کہا اور سُنے کو ان سُنا سمجھنا چاہئے کسواسطے
کہ انکی صحبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یقینی ہے اور وہ یقین ظنّی ہین پس

---

[۵۱] منتخب مین ہے لعن نیکی جنّت سے دُور ہونا اور نفرین کرنی وطعن نیرہ مارنا اور عیب گیری کرنی سب سین کی زیر اور بے کی تشدید سے دشنام دینی شتم گالی دینی اور بُرا کہنا اعتراض کے بھی بہت معنی ہین ان مین سے ایک سرکشی کرنا انکار بُرا جاننا ۱۲ بخاری ومسلم مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لاتسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احدٍ ذہباً ما بلغ مدّ احدہم ولا نصیفہٗ۔ نہ بُرا کہو تم میرے صحابہ کو اگر تم مین سے کوئی اُحد کے برابر سونا اللہ کے رستے مین خرچ کرے تو ثواب مین اُنکے ایک یا آدھی مد جو خرچ کرنے کے برابر نہین ہو سکتا۔ اور مسلم کی شرح مین ہے کہ بُرا کہنا اصحاب رضی اللہ عنہم کا حرام ہے اور جمہور علما کا یہ مذہب ہے کہ وہ تعزیر دیا جاوے اور بعضے مالکیہ نے کہا ہے کہ وہ قتل کیا جاوے اور ہمارے بعضے علما نے کہا ہے کہ شیخین کا بُرا کہنے والا قتل کیا جاوے ۱۲ مظاہر حق [۵۲] یہ آیہ سورہ فتح مین ہے محمد اللہ کا رسول ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو اُسکے ساتھ ہین یعنی اُسکے صحابہ رضی اللہ عنہم زور آور ہین کافرون پر اور نرم دل ہین آپس مین تو دیکھے اُنکو رکوع اور سجدے مین ڈھونڈتے ہین اللہ کا فضل اور خوشی ۱۲ [۵۳] یہ آیہ سورہ بیّنہ مین ہے اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اُس سے راضی ہوئے ۱۲ [۵۴] یہ حدیث رزین نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب ستارون کی مانند ہین جسکی پیروی کروگے تم یعنی سب کی یا اکثر کی یا جسکی میسر ہو راہ پاؤگے تم ۱۲ [۵۵] یہ حدیث نسائی مین عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

ظن یقین کے ساتھ معارض نہین ہو سکتا اور خبر یقینی ظنی سے متروک نہین ہو سکتی ۔
حاصل یہ کہ معاویہ وعمرو ابن عاص ومغیرۃ ابن شعبہ اور ان جیسون تک سرحد دارالاسلام
ہی کی ہے جو کوئی اہل سنت وجماعت کے مشائخ کا تابع اور پیرو ہے اُسکو لازم ہے کہ انکے
بُرا کہنے اور انپر طعن کرنے سے زبان کو روکے اگرچہ اہل سیر وتاریخ نے بعضے ایسے امر نقل کیے
ہین کہ اُنکے تصوّر کرنے سے دل کو حیرانی اور وحشت ہوتی ہے اور اُس مین کدورت پیدا
ہوتی ہے پر سلامتی اغماض اور زبان بند کرنے مین ہے حدیث مین آیا ہے کہ صفین مین
معاویہ کے لشکر مین سے ایک شخص کو گرفتار کرکے غُروہ علی رضی اللہ عنہ کے روبرو لایا ۔
وہان جو لوگ حاضر تھے اُن مین سے ایک شخص کو اُسپر رحم آیا اُس نے کہا کہ سبحان اللہ مین
جانتا تھا کہ بہت اچھا مسلمان ہے اسکا کیا حال ہو گیا آپنے فرمایا کہ یہ اب بھی مسلمان ہی
ہے حاصل یہ کہ اُنکو بُرا کہنا اور انپر طعن کرنا اگر دلیل قطعی کی مخالفت ہی کفر ہے جیسے
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زنا کی تہمت لگانی کہ اُنکی طہارت اور پاکی
قرآن سے ثابت ہے اور جو دلیل قطعی کی مخالفت نہو تو بدعت ہے اہل سنت وجماعت
کے علمار کہتے ہین کہ بڑا جرم معاویہ اور اُن جیسون کا یہ ہے کہ امام برحق وخلیفہ مطلق

(بقیہ صفحہ ۱۳۲) جو مجکو ایذادی اور جس نے مجکو ایذا دی پس تحقیق خدا کو ایذا دی پس قریب ہے کہ پکڑیگا خدا اُسکو
مظاہر حق ۱۲ ۔ ۱۱ اللہ تعالےٰ نے سورہ احزاب مین فرمایا ۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا ۔ سوا اسکے نہین کہ اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے ناپاکی اے
اہلبیت رسول کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پاک کرے تمکو پاک کرنا اس آیت سے پہلے اور پچھلی آیتین
اسبات پر دلالت کرتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان آپکی اہلبیت مین اور مسلم مین عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صبح گھر سے نکلے اور آپ پر ایک کملی نقشدار
تھی سیاہ اُون کی ۔ فجاء الحسن ابن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء
علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ۔ پس آیا حسن ابن علی
رضی اللہ عنہ پس داخل کیا آپ نے اُسکو پھر آیا حسین رضی اللہ عنہ اُسکو بھی حسن کے ساتھ داخل کیا
پھر آئی فاطمہ رضی اللہ عنہا اُسکو بھی داخل کیا پھر آیا علی رضی اللہ عنہ اُسے بھی داخل کیا پھر آپنے
یہ آیت پڑھی ۔ انما یرید اللہ ۔ آخر تک اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے ان سب کو بھی اپنے اہلبیت
مین داخل کیا ۔ پس آپکی بیبیان اور اولاد سب آپکے اہلبیت ہوگئے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کنا ہون ؎

یعنی علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی اور اُنپر خروج کیا جیسا کہ عمار ابن یاسر کی حدیث سے کہ شہرت و تواتر معنوی کے درجے کو پہونچی ہے ثابت ہوتا ہے[1] تقتلک الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونک الی النار اور یہ کفر نہین ہے اور نہ لعنت کرنے کے لائق ہے اور علماے مجتہدین و سلف صالحین مین سے کسی نے اُنپر لعنت نہین کی اور اصل عادت اہل سنت کی ترک کرنا سب و لعن کا ہے کہ مومن پر لعنت درست نہین ہے اور کافر پر بھی لعنت جائز نہین رکھتے کہ اُسکے انجام کا حال معلوم نہین ہے تعجب نہین کہ اسکا خاتمہ ایمان اور سعادت پر ہو مگر جب کہ اُسکا خاتمہ کفر و شقاوت پر ہو تو لعنت اُسپر جائز ہے اور بعضے یزید شقی کے حال مین بھی توقف کرتے ہین اور بعضے یزید اور اُسکے مددگارون اور یارون کی شان مین اتنا غلو[2] و افراط[3] کرتے ہین کہ وہ مسلمانون کے اتفاق سے امیر ہوا تھا اُسکی اطاعت امام حسین علیہ السلام پر واجب تھی نعوذ باللہ من ھذا القوم و من ھذا الاعتقاد[4] وہ امام حسین علیہ السلام کے ہوتے ہوئے کیونکر امیر ہو سکتا تھا اور مسلمانون کا اتفاق اُسپر کب ہوا اصحاب رضی اللہ عنہم کا گروہ جو اُسکے زمانے مین موجود تھا اور اُنکی اولاد سب اُسکی منکر اور اُسکی اطاعت سے خارج تھی ایک جماعت مدینہ طیبہ سے جبراً[5] و کرہاً شام مین اُس کے پاس گئی تھی اور اُس نے اُنکی بہت خاطر داری کی لیکن جب اُنھون نے اُسکا حال دیکھا اور اُس کی بُرائی معلوم کی اُلٹے پھر آئے اور اُسکی بیعت توڑ دی اور کہا کہ اللہ کا دشمن ہے اور تارک صلوٰۃ و شراب خوار و زانی و فاسق اور حرام عورتوں کا حلال کرنے والا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اُس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم نہین دیا تھا اور اُنکے قتل سے راضی نہ تھا اور اُنکی شہادت کے بعد خوش و مسرور

---

[1] یہ حدیث ہے لڑیگا تجھسے ایک گروہ بغاوت والا کہ تم اُنکو جنت کی طرف بُلاتے ہوگے اور وہ تمکو آگ کی طرف یعنی تم اُنکو حق کی طرف بُلاتے ہو اور وہ تمکو ناحق کی طرف ۱۲

[2] منتخب مین ہے کہ غلان شین اوپر کے تین نقطے والے کے زبر اور ہمزہ کی سکون سے کام و حال اور سر مین سے آنکھون مین آنسو آنے کا رستا ۱۲

[3] غیاث مین ہے کہ غلو غین نقطہ دار اور لام کی پیش سے بلند اونچا کرنا اور حد سے بڑھنا ۱۲

[4] غیاث مین ہے کہ افراط الف کی زبر سے گزرنا اور بڑھنا اور یہ ضد تفریط کی ہے کہ اُسکے معنی کمی و تقصیر کرنیکے ہین ۱۲

[5] اللہ سے پناہ مانگتے ہین ہم اس قوم سے اور اُنکے اس اعتقاد سے ۱۲

[6] غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ جبر جیم کے زبر اور بے ایک نقطے والی کے جزم سے ٹوٹے کا باندھنا اور کسی سے زبردستی کوئی کام ۱۲

نہین ہوا یہ کلام بھی باطل و مردود ہے اسواسطے کہ عداوت اُس شقی کے اہلبیت نبوی رضی اللہ عنہم سے اور خوشی اُنکے قتل سے اور اُنکی اہانت کرنی یہ سب تواتر کے درجے کو پہونچا ہے اور اس سے انکار اُسکا تکلف و مکابرہ[1] ہے اور بعضے کہتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کا قتل کبیرہ گناہ ہے اسلئے کہ نفس مومن کا ناحق قتل کرنا کبیرہ ہے نہ کفر اور لعنت کافرون کے ساتھ مخصوص ہے ایسے کلام والون کے حال پر افسوس ہے کہ انکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام پر نظر نہین ہے کہ بغض و اہانت و ایذا فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُنکی اولاد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بغض و اہانت و ایذا ہے اور وہ بیشک کفر و لعنت اور ہمیشہ جہنم مین رہنے کا باعث ہے اور یہ آیت اسپر دلالت کرتی ہے[2] ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لھم عذابا مھینا اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکا خاتمہ معلوم نہین ہے شاید کہ اُس نے اس کفر و گناہ کے بعد توبہ کی ہو اور خاتمہ اُسکا توبہ کی حالت مین ہوا ہو اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ کا میل احیاء العلوم مین اسی حکایت کی طرف ہے اور امام احمد حنبل اور علمائے سلف نے اُسپر لعنت کی ہے اور ابن جوزی نے کہ حفظ سنت اور شریعت مین کمال شدت و عصبیت رکھتا ہے اپنی کتاب مین سلف سے اُسپر لعنت نقل کی ہے اور بعضون نے منع کیا ہے بعضے توقف مین رہے ہین حاصل یہ ہے کہ ہمارے نزدیک وہ سب آدمیون سے زیادہ بدتر و بغیض ہے اور اُس بے سعادت نے وہ کام کئے ہین کہ اس اُمت مین کسی نے نہین کئے بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے اور اہلبیت کی اہانت کے اُس نے مدینہ منورہ کے

---

[1] غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ تکلف اپنے اوپر رنج کھینچنا اور کسی چیز مین سے وہ خاصیت نکالنی جو اُسمین نہو اور کشف سے نقل کیا ہے کہ مکابرہ اپنی بزرگی دوسرے پر ثابت کرنی اور معارضہ و غلبہ اور لڑائی کرنی ۱۲

[2] یہ آیہ سورہ احزاب مین ہے بیشک جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کو ستاتے ہین اُنکو پھٹکارا اللہ نے دنیا و آخرت مین اور طیار کیا اُنکے واسطے عذاب رسوا کرنے والا اور اسکی دلیل کہ جو لوگ انکو ایذا دیتے ہین وہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہین اوپر گذری اُس حدیث مین جسکا سر آیہ ہے الفاطمۃ بضعۃ منی - اور ترمذی نے زید ارقم کے بیٹے سے روایت کی ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے لیے فرمایا انا حرب لمن حاربہم و سلم لمن سالمہم - بیشک مین اُس شخص سے لڑنے والا ہون جو اُن سے لڑے اور اُس سے صلح کرنے والا ہون جو اُن سے صلح ۱۲

خراب کرنے کو اور وہان کے رہنے والون کے قتل کرنے کو لشکر بھیجا اور بقیہ اصحاب و تابعین رضی اللہ عنہم کے لئے قتل کا حکم دیا اور مدینہ طیبہ کی تخریب کے بعد مکہ معظمہ اور اُسکے حرم شریف پر قبضہ کرنے کا اور عبد اللہ ابن زبیر کے قتل کا حکم کیا اُنہین دنون مین اسی حالت مین وہ مرگیا ایسے حال مین توبہ و رجوع کا کیا احتمال ہے اللہ تعالےٰ ہمارے اور تمام اہل اسلام کے دلون کو اسکی اور اُسکے دوستون اور مددگارون کی محبت سے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ جس نے بُرائی کی ہو یا اُنکا بُرا چاہا ہو یا یا اُنکا حق برباد کیا ہو اور اُنکے ساتھ سچی عقیدت کا رستا نہ چلا ہو ان سب کی محبت سے پاک رکھے اور بچاوے اور ہمکو اور ہمارے دوستون کو قیامت کے دن اُنکے گروہ مین اُٹھاوے اور دنیا و آخرت مین اُنکے رستے پر چلاوے بمنہٖ وکرمہٖ وہو قریب مجیب وَالمُجتَہِدُ یُخطِی وَیُصِیبُ اور مجتہد کبھی خطا پر ہوتا ہے کبھی صواب پر مذہب مختار یہی ہے کہ مجتہد کبھی خطا پر ہوتا ہے اور وہ اس اجتہاد کی خطا مین معذور بلکہ ماجور ہے یعنی اُسکو اُس خطا پر اجر بھی ملتا ہے اسلئے کہ اُس نے اپنی طاقت کے بموجب اجتہاد مین خوب کوشش کی اور افاضہ یعنی پہونچانا راہ راست و صواب پر یہ خدا کا کام ہے حدیث شریف مین آیا ہے ان اخطات فلک حسنة وان اصبت فلک حسنتان ٥ اور بعضے کہتے ہین کہ مجتہد مصیب ہے اور اُسکے لئے وہی حق ہے جو اُسکے اجتہاد کا انتہا ہے اور

ف کہ اُنکی پیروی مین ہدایت ہے اور اُنکی مخالفت مین ضلالت ترمذی نے زید ارقم کے بیٹے سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما۔ تحقیق مین چھوڑتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر اُسکو پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہین ہونے کے میرے بعد ایک اُن مین سے بہت بڑی ہے دوسرے سے وہ کتاب اللہ کی ہے اور وہ مانند رسے کے ہے کہ آسمان سے لٹکائی گئی اور دراز کی گئی ہے زمین تک کہ اُسکو پکڑ کر آسمان قدس تک چڑھ جاوین اور وہ امان ہے بندون کے لئے اور چھوڑتا ہون مین اپنی عترت کو کہ وہ میرے اہلبیت ہین کہ میرے بعد اُنکے حقوق کی رعایت ضرور ہے اور ہرگز جدا نہین ہونے کی اللہ کی کتاب اور میری عترت یہانتک کہ آوینگے میرے پاس حوض کوثر پر اور جس نے اُنکے حقوق کی رعایت کی ہوگی اُسکا شکریہ ادا کرینگے اور آپ اسکے بدلے مین اُسکے ساتھ سلوک و احسان کرینگے اور جس نے اُنکے حقوق ضائع کئے ہونگے اُسکے ساتھ معاملہ برعکس ہوگا پس دیکھو کیونکر خلیفہ ہوتے ہو تم اُن دونون مین یعنی تم اُنکے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو یا بُرا اور ابی ذر اعقاری سے امام احمد رحمۃ اللہ نے روایت

یہ اختلاف فرعیات اور عملیات اور احکام فقہیہ مین ہے کس لئے کہ اولے واحریٰ ہونا اور نہایت ظن اس مقدمے مین کافی ہے جزم ویقین درکار نہین ہے اور اعتقادیات ومسائل کلامیہ مین حق ایک ہی ہے کسواسطے کہ وہ واقع ونفس الامر کی خبر ہے اور واقع ونفس الامر سوا ایک کے نہین ہو سکتا اور اجتہاد کی شرطین اور اُسکے احکام اور غیر مجتہد کی تقلید اور اُسکا لازم کرنا اور اُس سے رجوع کرنا یہ سب اپنے مقام پر مذکور ہے - وَلَا نُكَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ قِبْلَةٍ اور نہین کافر کہتے ہین ہم کسیکو اہل قبلہ سے اہل قبلہ وہ ہین کہ مسلمانون کے قبلے کی طرف نماز پڑھتے ہین اور کتاب وسنت یعنی قرآن وحدیث پر چلتے ہین اور اُنکی سند پکڑتے ہین اور کلمۂ شہادتین پڑھتے ہین پس اُنکو کافر نہ کہنا چاہئے اگرچہ اُن سے بعضے ایسے کلمے صادر ہوں جن سے کفر لازم آتا ہو لیکن جبتک وہ اُسکا التزام نہ کرین یا اُن کلمات مین سے کفر کا لازم آنا نہایت ظاہر نہو اُنکو کافر نہ کہنا چاہئے اور جبتک ممکن ہو مسلمانون کے کلام کی توجیہ اور اُنکے حال کی درستی کرنی چاہئے اور کافر کہنے مین جلدی اور تشدد نہ کرنا چاہئے کہ حدیث شریف مین آیا ہے جو کوئی کسی کو کافر کہتا ہے اگر وہ حقیقت مین کافر نہین ہوتا تو

بقیہ صفحہ ۱۳۶) کوشش اور اجتہاد کی اور دوسری راہ صواب پر پہونچنے کی ۱۲ مظاہر حق ۱۲ ســه غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ اولی الیٰ کے زیر صواب تر ولائق تر اور احریٰ تحری سے مبالغے کا صیغہ ہے اور تحری لطائف سے نقل کیا ہے کہ سعی کے وزن پر راہ صواب اور بہتر ڈھونڈنا اور احریٰ کے معنی بہت بہتر اور بہت صواب اور یہان یہ معنی ہین کہ جب مجتہد کو ظن غالب ہو کہ یہ مسئلہ جیسے قیاس مین آیا ہے بالکل اسی طرح ہے اور بہت ہے راہ راست پر ہے ذرا بھی اسمین خطا نہین ہے تو اُسکے لئے وہی حق ہے اُسکو اُسپر عمل کرنا اور اورون کو عمل کرنے کا حکم دینا درست ہے ۱۲ ســه اور وہ یہ ہے کہ - اشہدان لاالہ الا اللہ واشہدان محمد عبدہ ورسولہ یا واشہدان محمد رسول اللہ - گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے ہین اور اُسکے رسول ہین یا دوسری شہادت اسطرح کہ گواہی دیتا ہون مین کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا رسول ہے حدیثون مین دونون طرح آیا ہے مسلم نے عبادہ صاحب کے بیٹے سے روایت کی ہے اُس نے کہا کہ مینے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے آپ یون فرماتے تھے - من شہدان لاالہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ حرم اللہ علیہ النار - جس نے گواہی دی کہ بیشک نہین کوئی معبود مگر اللہ اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا رسول ہے حرام کی اللہ نے اُسپر آگ - جب آگ حرام ہوئی تو وہ جنتی ہوا اور کافر پر جنت حرام ہے اور اُسکے لئے ہمیشہ کا عذاب مقرر ہے پس مسلمان کلمہ گو کو کافر نہ کہین ۱۲ ســه منتخب مین ہے کسی کام کو اپنے اوپر لازم کرنا یعنی جبتک وہ ایسے فعل نہ کرین یا ایسی بات نہ کہین کہ اُس فعل کے کرنے اور اُس بات کے ۱۲

کہنے والا اُسی وقت کافر ہو جاتا ہے اور لعنت کرنے کا بھی ایسا ہی حکم ہے یعنی اگر وہ شخص جسکو لعنت کی ہے لعنت کا مستحق نہیں ہے تو وہ لعنت کہنے والے پر اُلٹی آتی ہے پس لعنت کرنے اور کافر کہنے کو ترک کرنے ہی میں احتیاط ہے واللہ اعلم وَرُسُلُ الْبَشَرِ اَفْضَلُ مِنْ رُسُلِ الْمَلَائِكَةِ وَرُسُلُ الْمَلَائِكَةِ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الْبَشَرِ وَعَامَّةُ الْبَشَرِ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الْمَلَائِكَةِ خواص بشر کہ انبیاء و رسول ہیں خواص فرشتون سے کہ رسول اور پیغمبر فرشتون میں سے ہیں افضل ہیں اور خواص فرشتون میں سے جو رسول ہیں وہ عوام بشر سے افضل ہیں اور عوام بشر کہ پیغمبر نہیں ہیں یعنی اولیاء و اتقیا و بزرگان دین عوام ملائکہ سے افضل ہیں یہ مسئلہ اجماع سے ہے اور اس میں بالکل اختلاف نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ فرشتون سے بشر کے افضل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتون کو حکم کیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور سجدہ خدمت کے اقسام میں سے نہایت تعظیم پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ادنے کو اعلے کی خدمت کا حکم کیا جاوے اور جب آدم علیہ السلام کی افضلیت ثابت ہوئی تو سب انبیاء علیہم السلام کی ثابت ہوئی اسواسطے کہ انبیاء علیہم السلام سب برابر ہیں اور یہ کلام نہایت غریب ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتون کا کون احاطہ کر سکتا ہے کہ کہتے ہیں اپنی حکمتون کو وہی خوب جانتا ہے کبھی اعلے کو ادنے کی خدمت کا حکم کرتا ہے تاکہ اپنی

له بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما - جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے پس پھرتا ہے ساتھ اس کلمے کفر کے ایک اُن دونون میں کا یعنی اس کلمے کا کہنے والا یا وہ کہ جسکو کہا ہے اسلئے کہ اگر سچ کہا ہے تو وہ کافر ہی ہے اور جو جھوٹ کہا ہے تو یہ کافر ہوا ۱۲ اور بخاری میں ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم تکن صاحبہ کذلک - نہیں تہمت لگاتا ہے کوئی کسی کو ساتھ فسق کے اور نہیں تہمت لگاتا ہے ساتھ کفر کے اگر پھرتا ہے کلمہ فسق و کفر کا اُسی کہنے والے پر اگر نہو یا وہ شخص کہ جسکو وہ کلمہ کہا ہے ایسا ۱۲ مظاہر حق ۱۲ ته اسلئے کہ لعنت کافر کے لئے مخصوص ہے پس جب لعنت کی تو گویا کافر کہا - اور ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - لا تکون المومن لعانا - نہیں مومن ہوتا ہے بہت لعنت کرنے والا ۱۲ ته اسلئے کہ وارد ہوا ہے من صمت نجا - جو چپ رہا اُس نے نجات پائی اور عمران حصین کے بیٹے سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

قدرت کے کمال کو ظاہر کرے [1] یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید دوسرے یہ کہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مین اللہ تعالے پر حکمت کی رعایت واجب نہین ہے مگر معتزلہ کے نزدیک واجب ہے اور وہ ملائکہ کی افضلیت کے قائل ہین اسلیئے یہ دلیل اُنکے مقابلے مین الزامی [2] ہوسکتی ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ طاعات وعبادات کا بجالانا اور کمالات کا حاصل کرنا باوجود اسقدر علاقون اور منع کرنے والون کے نہایت مشکل اور سخت دشوار ہے اسلیئے اُسکا ثواب بھی اللہ تعالے کے ہان بہت زیادہ ہے پس اگر افضلیت کے معنی کثرت ثواب کے لئے جاوین تو آدمی کی افضلیت کی یہ کامل دلیل ہے اور علایق جسمانی سے پاک اور بدن کی کدورتون سے صاف ہونا یہ افضلیت ملائکہ مین ہے اسی لئے بعضے محققین نے کہا ہے کہ افضلیت کی حقیقۃ مختلف ہے اور صرف نزاع لفظی ہے کہ عبادت کی صعوبت اور مجاہدے کی شدت کے باعث تو بشر افضل ہے اور اللہ تعالے کی نزدیکی اور جسم کی پاکی و نورانیت کی جہت سے فرشتے افضل ہین اور آدمی کا کمال وترقی اس مین ہے کہ ملائکہ کی نزدیکی [3] کو پہونچے اور ملکوت اعلے سے جا ملے اور پھر اگر انسان کی جامعیت اور اسمار وصفات الٰہی کا مظہر اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہونا دیکھا جاوے اور اُسکے ان کمالات پر نظر کی جاوے تو انسان ہی راجح آوے اور یہ بھی کہا ہے کہ دلیل متعارض ہے اور مسئلہ ظنی ہے یقین کو وہان راہ نہین ہے۔ واللہ اعلم۔ باوجود اسکے اعتقاد کرنا چاہئے کہ رسولون کے رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کائنات

---

[1] اس آیت کا ترجمہ اور نشان اوپر گزرا ۱۲ [2] یعنی اُنکے جب اللہ تعالے پر اپنی حکمتون کی رعایت واجب ہے تو اس حکمت کی رعایت بھی کہ آدم علیہ السلام کو فرشتون سے سجدہ کروایا واجب ہوئی اور اس سے لازم آیا کہ آدم علیہ السلام فرشتون سے افضل تھے اور یہ اُنکے مذہب کی مخالف ہے ۱۲ [3] یعنی جسقدر اللہ تعالےٰ کی نزدیکی فرشتون کو حاصل ہو اُسی مرتبے پر آدمی پہونچے اور یہ کمال عوام مومنین کا ہے ورنہ آدمیون کے خواص یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رضی اللہ عنہم کو وہ قرب اور اللہ تعالےٰ کی نزدیکی حاصل ہے کہ فرشتون کو بھی میسر نہین ہے صفحہ ۸۶ و ۸۷ کے حاشیہ پر جو معراج مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب کا بیان ہے وہان کس فرشتے کی مجال تھی کہ اُسکو دخل ہوتا اگرچہ اور پیغمبرون اور ولیون کی نزدیکی اور قرب کے مرتبے حضرت خاتم المرسلین کی نزدیکی اور قرب کے مرتبے سے کم ہین پر فرشتون کے قرب کے مرتبون سے بہت زیادہ ہین واللہ اعلم ۱۲ منہ

کے سردار جن وانس وملائکہ اور سب مخلوقات سے افضل ہین اور یہ تفضیل انبیا علیہم السلام کی فرشتون پر جو بیان ہوئی ہے جمہور اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے اور معتزلہ کے نزدیک فرشتے بشر سے افضل ہین اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلے مین تردد وتوقف نقل کیا گیا ہے بسبب معارض ہونے دلیلون کے اور کہتے ہین کہ وہ پہلے فرشتون کی افضلیت کے قائل تھے آخر اُس سے بشر کی افضلیت کی طرف رجوع کی اور قاضی ابوبکر باقلانی سے بھی توقف نقل کیا گیا ہے اور امام تاج الدین سبکی نے کہ آیمہ شافعیہ مین سے مشہور ہین کہا ہے کہ اگر کسی کی ساری عمر گزر جاوے اور اُسکے دل پر انبیاء علیہ السلام کی بزرگی فرشتون پر خطرہ نہ کرے امیدوار ہون کہ قیامت کو اُس سے سوال نہ کرین انتہے اور بعضے کہتے ہین کہ ظاہرا مسئلہ تفضیل ہر جگہ یہی حکم رکھتا ہے اور کلام کا انجام اسی پر ہے کہ حیثیتون کا اختلاف ہے واللہ اعلم۔ وَکَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ کرامتین ولیون کے حق ہین اور ولی وہ ہے کہ اُسکو اللہ کی معرفت پوری حاصل ہو اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی اطاعت کامل کرتا ہو اور اُسکے گناہون سے دور بھاگتا ہو اور دنیا کی لذتون اور خواہشون کی طرف متوجہ نہ ہو رواہے کہ اُس سے خرق عادات ظاہر ہون اور حقیقت مین یہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلہ مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق القبر واول شافع واول مشفع مین سردار ہون آدم علیہ السلام کی اولاد کا قیامت کے دن یعنی جمیع صفات کمال مین اُن سے بہتر ہون آپ دنیا وآخرت دونون مین سردار ہین لیکن قیامت کی قید اسلئے لگائی ہے کہ وہ آپکی سرداری کے ظہور کا دن ہے اور اول اُنکا ہون کہ پھٹیگی اُن سے قبر یعنی سب سے پہلے اُٹھایا جاؤنگا اور اول شفاعت کرنیوالا ہون اور اول شفاعت قبول کیا گیا ہون پس اس مین دلیل ہے اسپر کہ آپ افضل مخلوقات واکمل موجودات ہین اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انا اکثر الانبیاء تبعاً یوم القیامۃ وانا اول من یقرع باب الجنۃ۔ مین سب پیغمبرون مین زیادہ ہونگا از روے پیروی کرنے والون کے قیامت کے دن چنانچہ آپ نے اور حدیث مین فرمایا ہے کہ میری امت تمام اہل جنت مین دو ثلث ہے اور مین اول اُنکا ہون جو کھٹکھٹائینگے دروازہ بہشت کا یعنی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوونگا اور اُسمین داخل ہونگا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ تابعون کی کثرت متبوعون کی فضیلت کا سبب ہے پس یہان مرتبہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا معلوم ہوتا ہے کہ فروع احکام مین اکثر اہل اسلام اُنکے تابع ہین اور امام عاصم کوفی کا قاریون مین۔ اس مختصر مین بڑی بڑی حدیثون کی گنجایش نہین ہے اور قرآن مجید تمام آپکی صفات وفضائل سے بھرا ہوا ہے اُس مین سے ایک آیت پر کہ آپکی محبوبیت کے درجے کے کمال کی دلیل ہی اکتفا کیا گیا

جو اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران مین فرمایا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ [illegible] ۱۲

ش ۷

کا معجزہ ہے کہ یہ ولی آنکی اُمت میں سے ہے اور معجزے آپکے کئی قسم کے ہیں بعضے اُن میں سے وہ ہیں کہ نبوت سے پہلے واقع ہوئے ہیں اُنکو ارہاصات کہتے ہیں اور جو بعد نبوت کے حیات کی حالت میں ہوئے ہیں وہ معجزے کہلاتے ہیں اور بعضے رحلت کے بعد آپکی اُمت کے اولیاء سے ہوئے ہیں اُنکو کرامات[۱] کہتے ہیں پس یہ بھی آپ ہی کے معجزے ہیں کہ آپکے اور آپ کے دین کے سچے ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور یہ آپکے بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم اور آپکی اُمت کے اولیاء رحمہم اللہ سے ہوئے ہیں کہ اُنکا ثبوت بطریق شہرت و تواتر کے ہوچکا ہے اِنکار کی اصلا گنجایش نہیں ہے اور خاص کر بڑے ولیوں سے بہت بہت کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں جیسے حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ رحمہم اللہ سے چنانچہ عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ راماته بلغت حد التواتر ومعلوم بالاتفاق ما بلغت منها احد من شیوخ الآفاق اور بعضے کہتے ہیں کہ ولی کی کرامت نبی کے معجزے کی جنس سے نہیں ہوتی ہے جیسے شق قمر و سلام حجر و سجدہ شجر اور بعضے کہتے ہیں کرامت ولی سے اپنے قصد و اجتہاد سے نہیں ہوتی اور بغیر دعوے ولالت و کرامت کے بھی ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ جو کچھ انبیاء علیہم السلام سے بطریق معجزے کے صادر ہوتا ہے جائز ہے کہ ولی سے بطور کرامت کے ظاہر ہو اور بے اختیار ہونے کی قید جو لگائی ہے صحیح نہیں ہے

[۱] مظاہر حق میں ہے کرامات کرامت کی جمع ہے اور یہ اسم ہے اکرام و تکریم سے اور اصطلاح میں اُس خرق عادت کو کہتے ہیں کہ جسمیں نبوت کا دعوی نہ کیا جاوے اور اہل سنت نے اُسکا اقرار کیا ہے اور معتزلہ نے اُس سے انکار کیا ہے اور اہل حق اسپر اتفاق رکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ سے کرامت کا ہونا جائز ہے اور ولی وہ ہے کہ اللہ تعالے کی ذات و صفات کا بقدر طاقت بشری عارف ہو اور اُسکی طاعات پر مواظب ہو اور منہیات شرعی سے بچتا ہو اور دنیا کی لذتوں اور خواہشوں میں پھنسا ہوا نہو اور تقوے میں کامل ہو اور یہ ثابت ہے قرآن سے اور اسباب میں اور حدیثیں تواتر معنوی کے درجے کو پہونچی ہیں ۱۲ انتہے ۱۲ اس مختصر میں اُنکی گنجایش نہیں ہے اسلئے ایک حدیث پر اکتفا کیا گیا بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُسید حضیر کا بیٹا اور عباد بشر کا بیٹا دونوں نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اپنی کسی حاجت کا بیان کر رہے تھے یہان تک کہ رات بہت چلی گئی اور اندھیری نہایت شدت کی جھک آئی ثم خرجا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ینقلبان و بید کل واحد منهما عصیة فاضاءت عصا احدهما لهما حتى مشيا في ضوءها حتى اذا افترقت بهما الطريق اضاءت للآخر عصاه فمشى كل واحد منهما في ضوء عصاه حتى بلغ اهله ـ پھر دونوں نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس سے اس حال میں کہ

وہ اختیار سے بھی ہوتی ہے اور بے اختیار بھی ہوتی ہے اور کبھی ایسے شخص سے ہوتی ہے
کہ ولایت کے مقام مین ثابت قدم و راسخ دم ہوتا ہے اور اُسکے سچے دعوی کے لئے دلیل
ہوتی ہے قالوا وکان الشیخ محی الدین عبد القادر کثیر الدعوی لحق الحق فی حق [51] اور کرامت
کا ہونا ولایت کی شرط نہین ہے بہت سے ولی ایسے ہوتے ہین کہ اُن سے کرامت نہین
ہوتی اور اصل ولایت کے دین پر استقامت ہے کہ [52] الاستقامت فوق الکرامت اور
اس مین حکمت یہ ہے کہ ابتدا مین ہو تو سالک کی تربیت پر دلالت کرتی ہے اور مجاہدے
مین چست و چالاک کرتی ہے اور یقین کو بڑھاتی ہے اور انتہا مین مریدون کی تربیت اور
اُنکے تردد و انکار کے دفع کرنے کا فائدہ دیتی ہے اور سب قسمین خرق عادت کی چار [53] ہین اگر
مومن صالح متقی کامل معرفت والے سے ہو اُسکو کرامت کہتے ہین اور جو نبی سے نبوت
کے دعوے پر ہو معجزہ ہے اور اُس سے پہلے ارہاص اور مومن اہل صلاح سے ہو تو اُسکو
معونت کہتے ہین اور حقیقت سحر یعنی جادو و طلسم و شعبدے کی جُدا ہے یہ چیزین خرق عادت
نہین ہوسکتین اسواسطے کہ ان مین عمل اور اسباب کو دخل ہوتا ہے جو کوئی ان عملون اور
سببون کو کرتا ہے موافق جاری ہونے عادت کے اُنکا ثمرہ مرتب ہوجاتا ہے جیسا کہ طبیب
حاذق کے علاج پر شفا مرتب ہوجاتی ہے اور خرق عادت وہ ہے کہ عادت کے خلاف [54] ہووے

---

[51] کہا ہے اہل سیر اور علماء نے کہ شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ بہت بُلانے والے تھے حق کی طرف اللہ کے لئے اُسکی معرفت کے باب مین ۱۲

[52] دین پر استقامت کرامت سے بڑھکر ہے اسلئے کہ دین پر مستقیم ہونے سے اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے جو آدمی قرب اور ولایت حاصل ہونے کا سبب ہے اور کرامت نہ ولایت کی شرط ہے نہ نزدیکی حاصل ہونی اُس پر موقوف ہے ۱۲

[53] صفحہ ۳۰ کے حاشئے مین اوپر بیان ہوچکا ہے کہ خرق عادت چھ طرح پر ہوتی ہے سو یہ چارون قسمین اُسی مین سے بیان ہوئین جو مومن سے ہوتی ہین اور اُن کا نام استدراج اور خذلان ہے اُن کے یہان بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی اس لئے مصنف نے صرف انہی چار قسمون پر اکتفا کیا ہے واللہ اعلم ۱۲

[54] اسلئے سحر و طلسم خرق عادت نہین ہوسکتی کہ وہ عادت کے کامون مین داخل ہین ۱۲

وَلَا يَبْلُغُ وَلِيٌّ دَرَجَةَ الْاَنْبِيَاءِ اور کوئی ولی نبی کے درجے کو نہین پہونچتا اسواسطے کہ انبیاء
علیہم السلام گناہ سے[ف۱] معصوم ہین اور عزل و برطرفی سے بیخوف ہین اور اُنکو بُرے
خاتمے کا بھی خوف نہین ہے اور اُنپر وحی آتی ہے اور اُنکو حکم ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم
و ہدایت خلق اللہ کو پہونچاوین یہ سب درجے اُنکے اُن کمالات سے کہ اولیا کو حاصل
ہوتے ہین زیادہ ہین حاصل یہ کہ افضلیت نبی کی ولی سے قطعی و یقینی ہے جو کوئی
اسکے خلاف اعتقاد کریگا وہ کافر ہے[ف۲] کما صرح بہ العلماء اور یہ جو کہا ہے کہ الولایت افضل من
النبوت اس سے ولایت کی تفضیل و ترجیح نبوّت پر ثابت ہوتی ہے لیکن ولی کی
تفضیل نبی پر لازم نہین آتی اسواسطے کہ ولایت قرب کی نسبت ہے اللہ تعالےٰ کے ساتھ
اور اللہ تعالےٰ کی جناب اقدس سے فائدہ و فیض حاصل کرنا اور نبوت خلق اللہ کو
خبرین اور فائدہ و فیض پہونچانا اور ضرور وہ نسبت اس نسبت سے شریف اور افضل ہے[ف۳]
اور نبی ان دونون صفتون کا جامع ہے پس وہ ولی سے فاضل ہوتا ہے اور باوجود
اسکے اس کلام کا کہنے والا معلوم نہین کہ کون ہے اور اُس نے کس غرض سے کہا ہے
اگر اُسکی مراد ولی کی تفضیل ہے نبی پر تو یہ کلام باطل و واجب الرد ہے اور جسنے کہا ہے
وہ بھی وَلَا یَصِلُ الْعَبْدُ اِلٰی حَیْثُ یَسْقُطُ عَنْہُ الْاَمْرُ وَالنَّہْیُ اور بندہ ایسے درجے کو نہین
پہونچ سکتا کہ شرع کی تکلیفین اُس سے ساقط ہو جاوین جیسا کہ اہل الحاد و اباحت
کہتے ہین کہ جب بندہ محبت کی انتہا کو پہونچ جاتا ہے اور اُسکو قلب کی صفائی حاصل ہو جاتی ہے

ف۱ اور ولی گناہ سے معصوم نہین ہے اور ممکن ہے کہ کسی سبب سے وہ ولایت کے درجے سے گر جاوے اور
اُسکو بُرے خاتمے کا بھی خوف ہے اور نہ اُسپر وحی آتی ہے ان سب کمالون مین سے جو نبوت کے لئے خاص مین اُسکو
ایک بھی نصیب نہین ہے اور ولی کو جو معرفت الٰہی اور اُسکا قرب حاصل ہے نبی کو اُس سے بہت زیادہ حاصل
ہے پس ولی کیونکر نبی کی برابر ہو سکتا ہے ۱۲ ف۲ اسی طرح سے تصریح اور شرح اس مسئلے کی علماء نے کی ہے ۱۲ ف۳
نبی کی ولایت اُسکی نبوت سے افضل ہے شرح عقائد کے حاشئے مین ہے کہ ولایت عرفان اور قرب الٰہی سے
عبارت ہے اور نبوت احکام پہونچانی خلق اللہ کو پس خالق سے جو معاملہ ہے وہ اُس معاملے سے افضل ہے
جو مخلوق کے ساتھ ہے سوائے اسکے نبوت مصلحت وقت سے متعلق ہے اور ولایت کو وقت سے کچھ بھی
تعلق نہین ہے اور ولایت کے مرتبے اور درجے متفاوت و مختلف ہین پس انبیاء علیہم السلام کا ولایت
مین بھی درجہ عالی ہوتا ہے اور جب نبوت کے مراتب اُسکے ساتھ ملجاتے ہین تو اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے ۱۲

اور اُسکا ایمان راسخ ہو جاتا ہے احکام شرعی اُس سے ساقط ہو جاتی ہین اور پھر اللہ تعالیٰ
اُسکو کبیرہ گناہ پر بھی نہین پکڑتا یہ کلام محض کفر و گمراہی ہے اور حق تعالی سے بے خبری ہے
اسلئے کہ جب بندے پر محبت غالب آتی ہے اور اُسکا دل صاف ہو جاتا ہے اور ایمان راسخ
تو وہ طاعت و عبادت مین بڑھ جاتا ہے اور کامل ہو جاتا ہے نہ یہ کہ تکلیفین اُسکی ناقص
ہو جاوین اور ساقط ہو جاوین اور گناہ پر پکڑنا یا نہ پکڑنا یہ اللہ تعالی کی مشیت پر موقوف
ہے چاہے پکڑے چاہے نہ پکڑے مختار ہے لیکن تکلیف کا ساقط ہونا صورت نہین رکھتا انبیا
علیہم الصلوٰۃ والسلام سے محبت و ایمان مین کون زیادہ ہے اُنکے حق مین تو تکلیف پوری
اور کامل ہے اسکے جواب مین بعضے کہا کرتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام کے اقوال احکام الٰہی
کے جاری کرنے کے واسطے ہوتے ہین اور شریعت کے وضع کرنے کے لیے اسلئے اُنکا ترک کرنا
اُنکو لایق نہین ہے یہ لوگ شرع جاری کرنے کے معنے بھی نہین سمجھتے اور اتنا بھی نہین جانتے
کرتے کہ شرع اسلئے ہے کہ لوگ اُسپر عمل کرین اور پیغمبرون کے اقوال کا اتباع کرین پس
لوگون کو عمل کرنا چاہیئے کہ شرع جاری کرنے کی مصلحت باطل ہو جاوے اور سقوط تکالیف کسی
صورت جائز نہین ہے وَالنُّصُوصُ تُحْمَلُ عَلٰی ظَوَاهِرِهَا آیات و احادیث کو اُنکے ظاہر
پر چھوڑ دینا چاہیئے اور بے ضرورت اُنکی تاویل نہ کرنی چاہیئے اس مقام کی تحقیق اور تاویل

[1] اور یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اذا احب اللہ عبداً لم یضرہ ذنب۔ جب اللہ تعالے نے کسی بندے کو دوست پکڑتا ہے تو اُس بندے کو گناہ ضرر نہین کرتا اسکے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالے اپنے دوستون کو گناہ سے بچاتا ہے اور اُنکی حفاظت کرتا ہے پس گناہ نہین کرتے اور جو اُن سے گناہ ہو بھی جاوین تو اللہ تعالی اُنکو توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اپنی رحمت سے اُنکے گناہ معاف کر دیتا ہے پس وہ اُنکو نہین ضرر کرتے نہ یہ کہ اُنپر سے تکلیف ساقط ہو جاتی ہے ۱۲

[2] شرح عقاید نسفی مین ہے کہ نص کو اُسکے ظاہر پر جبتک چھوڑا جاتا ہے کہ اُسکا ظاہر دلیل قطعی کے مخالف نہو ورنہ اُسمین تاویل کیجاتی ہے ۱۲ جیسے وہ آیتین کہ اُنکا ظاہر اللہ تعالے کی جسمیت اور اُسکی جہت مین ہونے وغیرہ پر دلالت کرتا ہے سورہ فتح مین فرمایا۔ ید اللہ فوق ایدیہم۔ اللہ کا ہاتھ تمہارے ہاتھون پر ہے اور سورہ روم مین فرمایا ہے۔ یریدون وجہ اللہ۔ وہ اللہ کے مُنھ کا ارادہ کرتے ہین پس ظاہر اً منھ اور ہاتھ جسم پر دلالت کرتے ہین اور سورہ یونس مین فرمایا ہے۔ ثم استوی علی العرش پھر اللہ تعالے برابر ہوا عرش پر یہ جہت و جسم پر دال ہے اور دلائل قطعی سے ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالے ایسی صفات سے پاک ہے اسلئے اُنکی تاویل ضرور ہوئی پھر اُسی مین لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ یہ آیتین نصوص مین سے نہین بلکہ متشابہات مین سے ہین تو اسکے جواب مین ہم یہ کہتے ہین کہ یہان نصوص سے وہ سب آیتین مراد ہین

کی شرطین اور اُسکا جائز ہونا یا نہ جائز ہونا کتاب التفرقہ بین الکفر والزندقہ سے کہ امام محمد غزالی کی تصنیفات سے ہے طلب کرنی چاہیے وَالْعُدُولُ عَنْهَا اِلٰی مَعَانٍ یَدَّعِیْهَا اَهْلُ الْبَاطِنِ اِلْحَادٌ اور آیات و احادیث کے ظاہری معنی سے عدول کرنا ایسے معنی کی طرف کہ نفا کے باطن کی طرف پھیرنے والے اُنکا دعوےٰ کرتے ہین الحاد ہے اور یہ فرقہ باطنیہ و ملاحدہ کہتے ہین کہ قرآن و حدیث کے ظاہر معنی مراد نہین ہین بلکہ اُن سے رمزین اور اشارے باطن کی مراد ہین کہ بجز معلم کی اُن تک کوئی نہین پہونچ سکتا ہے اور یہ لوگ امام معصوم کو معلم کہتے ہین کہ حق کی معرفت بغیر اُسکی تعلیم کے انکے نزدیک حاصل نہین ہوسکتی پس یہ کلام انکا زندقہ و الحاد ہے اگر ظاہر کے معنی مراد نہین ہین تو نماز و روزہ اور طاعات و عبادات اور شریعتین اور احکام کہان سے ثابت ہوئے اور کیونکر معلوم ہوئے اور جو کسی کو انکے وصول کا رستا نہ معلوم ہو تو کتابون کا نازل کرنا اور شریعتون کا بیان کرنا بے فائدہ ہوا اور انکے معلم پیغمبرون اور اصحاب اور اُنکے تابعدارون سے بڑھ کر ٹھیرے اسلئے کہ یہ سب نصوص کے ظاہری معنے لیتے تھے اور اُنکے ظاہرون پر عمل کرتے تھے اور اسی پر حکم کرتے تھے اور حقیقت مین ان ملحدون کو دین کا بگاڑنا اور اُسکا باطل کرنا مقصود ہے خذلہم اللہ ولعنہم اور اہل تحقیق جو رموز و اشارات کا علم رکھتے ہین کہتے ہین کہ نصوص سے اُنکے ظاہری معنی مراد ہین اور باوجود اسکے قرآن مجید مین رمزین و اشارے بھی ہین کہ اُنکے ظاہری معنون سے مخالفت نہین رکھتے مثلاً فرعون و موسیٰ ظاہر مین موجود ہین اور ان مین جو واقعات ہوئے وہ سب ظاہر مین ہوئے اور باوجود اسکے اگر کوئی

بقیہ صفحہ ۱۴۴) ہ نہین تو ظاہر کہلاتا ہے اور جو مراد ایسی مخفی ہو کہ اُسے عقل دریافت کرسکے وہ مشکل ہے اور جو اُسکو نقل سے دریافت کرسکین تو وہ مجمل کہلاتا ہے اور دونون سے بالکل دریافت نہو سکے وہ متشابہ ہے اس تقسیم سے ثابت ہوا کہ ظاہر و محکم و مفسر سب نص مین داخل ہین اور تفسیر اتقان فی علوم القرآن مین محکم و متشابہ و ناسخ و منسوخ کے معنی بہت تفصیل سے لکھے ہین اُنکی اس مختصر مین گنجایش نہین ہے غرض اس مقام پر آیات متشابہات بھی نصوص مین داخل ہین ۱۲ واللہ اعلم ۱۲ سے غیاث مین اصول اکبری کی شرح سے نقل کیا ہے کہ ملاحدہ میم کے زیر اور حے بے نقطہ کی زیر سے ملحد کی جمع ہے اور یہ ملاحد تھا تاکید جمع کیلئے زیادہ کی ہے جیسے ملایک و ملائکہ اور منتخب سے یون نقل کیا ہے کہ ملحد میم کی پیش سے حق سے [illegible] کو کہتے ہین ۱۲ سے اللہ تعالیٰ انکی قوت کو توڑے اور اُنکو ذلیل کرے

روح ونفس کے قصے کی طرف اشارہ کرے ہو سکتا ہے نہ یہ کہ کہے یہان نہ موسے ہے
نہ فرعون ہے فقط روح ونفس ہی مراد ہے اور فاخلع نعلیک موسے علیہ السلام کو حکم
ہے کہ جوتیان اُتار ڈالے اور وادی مقدس مین ننگے پاؤن ادب سے آوے اور باوجود
اسکے عاشقون نے اشارت کی ہے کہ دونون جہان کا دل مین سے نکال ڈالنا مراد ہے
کہ اللہ تعالے کی محبت وقربت کے مقام قدس مین اتنا آداب ضرور ہے نہ یہ کہ یہان
نہ وادی قدس ہے نہ موسے نہ نعلین اس سے زیادہ یاوہ گوئی اور کفر اور کیا ہوگا۔
وَفِي دُعَاءِ الْاَحْيَاءِ لِلْاَمْوَاتِ وَصَدَقَتِهِمْ عَنْهُمْ نَفْعٌ لَهُمْ اور زندون
کی دعا اور صدقہ دینے مین مُردون کے لئے اُنکو نفع ہے[له] اس باب مین حدیثین اور آثار
بہت ہین اور نماز جنازے کی بھی اسی قسم سے ہے[ٰ]حدیث شریف مین آیا ہے جسکے جنازے
پر سو مسلمان نماز پڑھین اور اُسکے لئے بخشش کی دعا مانگین بیشک وہ بخشا جاتا ہے[ٰ]
سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہم کے والدہ فوت ہو گئے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا
اسباب مین کیا صدقہ بہتر ہے فرمایا کہ پیاسون کو پانی پلانا۔ پس سعد رضی اللہ عنہ نے
کنوان کھُدوایا اور کہا ھذہ لام سعد اور دوسری حدیث مین آیا ہے الدعاء ترد البلاء وا
لصدقة تطفی غضب الرب دعاء بلاء کو دور کرتی ہے اور صدقہ اللہ تعالے کے

[له] عافیت مانگتے ہین ہم اللہ سے ایسی بُری سمجھ اور ایسی بُری باریک بینی سے ۱۲ [له] شرح عقائد مین ہے
کہ معتزلہ کہتے ہین کہ میت کو ثواب نہین پہونچتا اور وہ یہ دلیل لاتے ہین کہ قضاے الٰہی نہین بدلتی اور ہر شخص اپنے
عملون کی سزا مین گرفتار ہے اور آدمی اپنے عملون کی جزا دیا جاتا ہے نہ غیر کے عملون کی اور ہماری دلیل وہ حدیثین ہین
جو کثرت سے حدیث کی صحیح کتابون مین وارد ہوئی ہین کہ اس مختصر مین اُنکی گنجایش نہین ہے اور ایک حدیث
متن مین نقل کی گئی ہے اور ان خدشون کے جواب یہی اہل سنت نے اُنکو دیئے ہین ۱۲ [له] ابوداؤد مین
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا
له الدعاء۔ جب تم میت پر نماز پڑھو پس خالص کرو اُسکے لئے دعاء یعنی اُسکے واسطے دل سے دعاء کرو اور خالص
اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے ۱۲ [له] ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسلم نے روایت کی ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ما من میت تصلی علیہ اُمۃ من المسلمین یبلغون مائۃ کلھم یشفعون له الا
شفعوا فیہ۔ نہین کوئی میت کہ اُسپر نماز پڑھے ایک جماعت مسلمانون کی کہ پہونچین سو کو اور وہ سب شفاعت کرین
اُسکی مگر قبول کیجاتی ہے اُنکی شفاعت میت کے حق مین اور ابوداؤد مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویھم۔ یاد کرو اپنے مردون کی نیکیان اور انکی برائیان

غضب کی آگ کو بجھاتا ہے یعنی زندون اور مردون سے دین و دنیا مین اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ جب عالم و طالب علم کسی گاؤن مین جاتے ہین تو اُس گاؤن کے مقبرے سے چالیس روز تک عذاب اٹھایا جاتا ہے یہان سے بزرگی علم اور پڑھنے پڑھانے کی معلوم ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حافظون اور مدرسون کا مقبرون مین مقرر کرنا کتنا بہتر اور کسقدر ثواب کا کام ہے وَاللهُ مُجِیْبُ الدَّعْوٰتِ وَقَاضِیُ الْحَاجَاتِ اور اللہ تعالےٰ اپنے کرم و فضل سے دعاؤن کا قبول کرنے والا اور حاجتون کا روا کرنے والا ہے اگر سچی توجہ اور دل کے حضور اور عاجزی سے رو کر دعا کی جاوے بیشک قبول ہوتی ہے دنیا یا آخرت مین اور دعا کے قبول ہونے کی شرطین ہین اور اُسکے موانع بھی ہین سب شرطون مین بڑی دل کا حضور اور حلال کا کھانا ہے اور سب منع کرنے والون مین بڑا مانع استبطاء[1] و استعجال ہے یعنی یون کہے کہ بہت دعا کی مین نے اور قبول نہین ہوئی اور باوجودیکہ قبولیت کی شرطین نہون اور موانع بھی موجود ہون جب بھی اللہ تعالی کا فضل و کرم و رحمت باقی ہے حاصل یہ کہ دعا عبادت ہے[2] اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ اور جیسا اور عبادتین اپنے اپنے وقتون اور سببون خاص مین واجب ہوتی ہین اسی طرح بلا اور مصیبت کے وقت دعا بھی لازم ہوتی ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ **ابیات** ای اخی ہست از دعا کردن مدار + با اجابت یا رد اویت چہ کار + بس دعا با کان زبان ہست و وبال + از کرم می نشنود شان ذوالجلال **ابیات**۔ کر دعا ہر وقت تا ہووے قبول + گر نہو تو بھی نہو دل مین ملول + حق مین تیرے جو بہتر ہووے گا فضل سے اپنے نہین سنتا خدا + مثلاً ایک کسان بادشاہ کی درگاہ مین حاضر ہو کر ایک گھوڑا عربی

---

[1] غیاث مین ہے کہ استبطاء الف کی زیر سے دیر کرنی ہے اور یہان یہ معنی ہین کہ جب دعا کے قبول ہونے مین دیر لگے نا امید ہو کر دعا کرنی چھوڑ دے ۱۲ [2] یہ حدیث ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دعا عبادت کا گودا ہے اسلیے کہ حقیقت عبادت کی عاجزی اور اپنے تئین ذلیل سمجھنا ہے اور یہ دعا مین حاصل ہے اور ترمذی و ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لا یرد القضاء الا الدعاء و لا یزید فی العمر الا البر۔ نہین پھیرتی تقدیر کو مگر دعا اور نہین بڑھاتی عمر کو مگر نیکی۔ تقدیر سے مراد یہان وہ مکروہ ہے کہ بندے پر اُترتا ہے اور اللہ تعالی اُسکو دعا سے دور کر دیتا ہے اور تقدیر دو طرح کی ہے ایک مبرم اور دوسری معلق پس مبرم نہین بدلتی اور معلق دعا اور بعضے سببون سے ٹلجاتی ہے اور کمی و زیادتی عمر کی بھی بسبب تقدیر معلق کے ہوتی ہے کہ لکھا جاتا ہے کہ اگر نیکی کریگا

مانگے اور سلطان اُسکے بدلے مین ایک جوڑی بیلون کی عطا کرے تو ظاہر مین بادشاہ نے اُسکی درخواست قبول نہ کی اور جیسا گھوڑا وہ چاہتا تھا اُسکو نہ دیا لیکن باطن مین اُسکی درخواست نہایت اچھی طور سے قبول کرے کہ اُسکو وہ چیز دی جو اُسکے حق مین گھوڑے سے زیادہ مفید تھی بیلون سے اُسکی کھیتی کو جو نفع پہونچے گا وہ گھوڑے سے کب پہونچتا بلکہ اُسکی خدمت اُسکی جان کا وبال ہو جاتی اور اُس پر سے گر کر اُسکی گردن ٹوٹتی پس دُنیا کی فضول چیزون کی درخواست کا قبول نہ کرنا یا اُس مین توقف کرنا کہ نفس کی لذتون مین مصروف ہو کر خدائے تعالے سے دور نہ پڑے اور آخرت کے عذاب مین مبتلا نہو اسی قسم سے ہے جسکو اللہ سمجھ دے اور اُسکو اللہ تعالے پر حُسنِ ظن حاصل ہو اُسکے حق مین منع اور عطا دونون برابر ہو جاتے ہین اسی لئے کہا ہے - ٢ العطاء من الخلق حرمانٌ والمنع من اللہ احسانٌ ٢ اور کافر کی دعا قبول نہین ہوتی وما دعاء الکافرین الا فی ضلال ٢ مگر دنیا کے کامون مین قبول ہوتی ہے اور مظلوم کی بھی قبول ہوتی ہے اگرچہ کافر ہو واللہ اعلم ویجوز الصلوٰۃ خلف کل برٍّ و فاجرٍ ٢ اور ہر نیک و بد کے پیچھے نماز جائز ہے نماز مین جماعت نہ چھوڑنی چاہئے اور امام متقی و پرہیزگار کا مقید ہونا چاہئے کہ جماعت کی فضیلت بہت بڑی ہے اور وہ سُنت موکدہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے التزام کی نہایت تاکید فرمائی ہے ہان اگر مرد صالح متقی امامت کے لئے پیدا ہو بہتر ہے نہین تو ہر مسلمان کے پیچھے روا ہے یہانتک کہ فاسق کے پیچھے بھی پڑھ لے اگر اُسکا فسق کفر تک نہ پہونچا ہو پر جماعت

(بقیہ صفحہ ١٤٧) دعا نہ مانگے تو حق تعالیٰ اُس سے ناراض ہوتا ہے اور یہ اُسکی رحمت کے سبب سے ہے کہ ہم سے مانگے اور ہم اُسکی حاجت روا کرین اور خدا تعالیٰ سے دعا نہ مانگنی نہایت غفلت ہے اور جو تکبر اور عار سے نہ مانگے تو کفر ہے اسی لئے اُسکی جزا جہنم فرمائی ولنعم ما قیل - شعر - اللہ یغضب ان ترکت سوالہ ؛ و بنی آدم یغضب حین یُسأل اللہ غصے ہوتا ہے اگر اُس سے سوال کرنا چھوڑ دے اور آدمی غصے ہوتا ہے جب اُس سے کوئی سوال کرے ١٢ سـه اس تقریر سے کھُل گیا کہ بیشک اللہ تعالے مومن کی دعا قبول کرتا پر کبھی کسی حکمت کے سبب جو اسکے لئے عین مناسب ہوتی ہے قبولیت مین دیر لگاتا ہے اور کبھی یہ کوئی چیز دنیا کی مانگتا ہے اور وہ اسکے لئے بہتر نہین ہوتی اسلئے اُسکے بدلے آخرت مین کچھ دیدیتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میری دعا قبول نہین ہوئی پس ایسا گمان نہ کرے ١٢ سـه خلقت کے دینے مین بھی حرمان ہے کہ خدا تعالیٰ سے مانگتا تو کیا کچھ دیتا اور اُسکے دعا قبول نہ کرنے مین بھی احسان ہے کہ اگر قبول کر لیتا تو سخت مضر ہوتا ١٢ سـه یہ آیہ سورہ مومن مین ہے اور نہین ہے دعا کافرون کی مگر گمراہی مین

ترک نہ کرے لیکن یہ ضرور ہے کہ امام کو نماز کے ارکان و احکام کا علم ہو اور اس قدر قرآن اُسکو یاد ہو کہ جس سے نماز جائز ہو سکے۔ وَنَرَی الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ اور موزون پر مسح کرنا مقام اور سفر مین درست جانتا حضر مین ایک رات دن اور سفر مین تین رات دن یہ اعتقاد اہل سنت و جماعت کا نشان ہے اور کہا ہے کہ علامت سنت و جماعت کی تین چیزون ہین تفضیل الشیخین و محبت الختنین و المسح علی الخفین ابوبکر اور عمر کو سب سے بہتر جاننا عثمان اور علی سے محبت رکھنی رضی اللہ عنہم اور موزون پر مسح جائز ہونے کا اعتقاد کرنا یہ تینون چیزین اہل سنت و جماعت کی علامت ہین اور اہل بدعت انکے قائل نہین ہین امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مین نے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے خفین کا مسح سب درست کہتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ سے اُسکا حکم پوچھا فرمایا مسافر کو تین رات دن اور مقیم کو ایک رات دن ایسا ہی سُنا ہی مینے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ اگر اس شریعت مین عقل کے قیاس پر حکم ہوتا تو موزون کے تلے پر مسح کرنا بہتر ہوتا لیکن مدار شرع کے حکم پر ہے اور شرع مین موزون کا منہ آیا ہے اور جاننا چاہیئے کہ اگرچہ عظمت پاؤن کے دھونے ہی مین ہے اور مسح کرنے کی رخصت ہے لیکن اُسکے جواز کا معتقد ہونا چاہیئے اور جو تہمت کے مقام پر رخصت کو اختیار کرین مصلحت سے بہت قریب ہے۔ وَاسْتِحْلَالُ الْمَعْصِیَةِ صَغِیْرَۃً کانت اَوْ کَبِیْرَۃً وَاسْتِخْفَافُهَا کُفْرٌ گناہ کو حلال جاننا اور ہلکا سمجھنا چھوٹا ہو یا بڑا کفر ہے اگرچہ

ف اس لئے کہ خبر مشہور سے ثابت ہوا ہے ۱۲ ف یہ حدیث صحیح مسلم مین ہانی کے بیٹے شریح سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ مینے علی رضی اللہ عنہ سے موزون پر مسح کرنے کا حال پوچھا انھون نے فرمایا کہ۔ جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ ثلٰثۃ ایام ولیالیهن للمسافر ویومًا ولیلۃ للمقیم۔ مقرر کیئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کیلئے تین رات دن اور مقیم کے لئے ایک رات دن ۱۲ ف یہ حدیث ابوداؤد اور دارمی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے فرمایا۔ لو کان الدین بالرأی لکان اسفل الخف اولی بالمسح من اعلاہ وقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ظاہر الخفین۔ اگر دین عقل پر موقوف ہوتا تو بہتر ہوتا موزون کے تلے پر مسح کرنا اُسکے اوپر سے اور بیشک مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ مسح کرتے تھے موزون کے اوپر ۱۲ ف جبکہ وہ گناہ دلیل قطعی سے ثابت ہوا ہو اور اسی طرح سے حلال جاننا حرام کا کفر ہے جبکہ حرمت اُسکی قطعی ہو جیسے محرمات سے نکاح کرنا اور شراب سے اور مردار اور خون اور سور کا گوشت کھانا بے ضرورت پس ان سب کا حلال جاننا کفر ہے اور انکا کرنا باوجود حرام جاننے کے فسق ہے اور جو عقل کرسے کہ کیا اچھا ہوتا جو شراب حلال ہوتی یا رمضان شریف کے روزے فرض

شہوت کے غلبے اور بشریت کے حکم سے اُسکو کرے اور اُس مین مبتلا ہو جاوے پر چاہیئے کہ اُسکو گناہ جانتا رہے اور اپنے قصور کا اقرار کرتا رہے اور صغیرہ کا ہلکا جاننا یہ ہے کہ اُسکو بے حقیقت سمجھے اور سبب عذاب کا نہ جانے ورنہ ظاہر ہے کہ صغیرہ کبیرہ سے ہلکا ہے اور اُسکا کرنے والا کبیرہ گناہ کرنے والے سے عذاب مین کم ہے وَالْاِسْتِهْزَاءُ عَلَى الشَّرِيْعَةِ وَالْاِسْتِهَانَةُ بِهَا كُفْرٌ ہنسی اور اہانت کرنی شریعت کی کفر ہے اسلئے کہ جھٹلانے اور انکار کرنے کا نشان ہے[1] وَالْهَزْلُ بِالْكُفْرِ كُفْرٌ بولنا کلمہ کفر کا بطریق ہزل کے بھی کفر ہے اگرچہ اُسکے معنی دل مین مراد نہ لیتا ہو اور اُنپر اعتقاد نہ رکھتا ہو اسلئے کہ ہزل استخفاف کا سبب ہے اور جب کہ گناہ کا استخفاف کفر ہے تو کفر کا استخفاف بطریق اولی کفر ہے اگرچہ نہ جانتا ہو کہ یہ کلمہ کفر کا ہے اسلئے کہ جہل اسباب مین عذر نہین ہوسکتا اور بعضے علمار کے نزدیک اگر اُسکا کفر ہونا نہین جانتا تو معذور ہے اور بھولے سے یا خطا کے طور پر بولا یا بے اختیار زبان سے نکل گیا کفر نہین ہے اجماعًا وَلَا يُحْكَمُ بِكُفْرِ السَّكْرَانِ جو نشے مین مست ہو کہ اُسکی عقل زائل ہوگئی ہو اور بے اختیار منہ سے بکتا ہو اگرچہ اُسکی زبان پر کفر کا کلمہ آوے اعتبار نہین رکھتا اور اُسکے کفر پر حکم نہ کرنا چاہیئے اگرچہ اُسکے اور تصرفات جیسے طلاق دینے غلام کو آزاد کر دینا خریدنا بیچنا کسی چیز کا اقرار کرنا جائز ہون فرق یہ ہے کہ کفر ایک امر مذموم اور بُرا ہے اپنی ذات مین اور جہان تک ہوسکے اُسکا دفع کرنا ضرور ہے اسلئے زوال عقل اُسکا دافع ہو سکتا ہے بخلاف اسلام کے کہ وہ مطلوب و مرغوب ہے جسطرح سے ہوسکے اُسکا اثبات واجب ہے اور شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک اور ایک روایت مین ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نشے والے کا کفر بھی کفر ہے۔ وَتَصْدِيْقُ الْكَاهِنِ بِمَا يُخْبِرُهٗ عَنِ الْغَيْبِ كُفْرٌ اور کاہن[2] کہ غیب کا دعوی کرتا ہے اُسکو سچا جاننا کفر ہے حدیث شریف[3] مین آیا ہے کہ جو کوئی

---

[1] پس اگر ہنسا کفر کے کلمات کہنے یا سننے پر دل کی خوشی و رضامندی سے تو کفر ہے اور جو اس سبب سے نہین ہنسا بلکہ عجیب و غریب کلام ہونے کے سبب سے اُسکو ہنسی آگئی تو کافر نہین ہوا اور اونچے مکان پر کھڑا ہے اور اُسکے گرد ایک جماعت ہے کہ اُس سے مسائل پوچھتے ہین اور ٹھٹھا کرتے ہین اور اُسکو مارتے ہین تو سب نے کفر کیا اور اسی طرح اگر شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم یا جان کر عمدًا بے طہارت یا سوائے قبلے کے اور طرف نماز پڑھی کفر کیا ۱۲ شرح عقائد نسفی ۱۲

[2] غیاث مین لطائف و منتخب سے نقل کیا ہے کہ کاہن ہے کی زیر سے جانورون کی آواز سے فال و شگون لینے والا اور جادوگر اور غیب کی باتین بتانے والا ۱۲

[3] یہ حدیث ابوداؤد مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آئے کاہن کے پاس پس تصدیق کی اُسکی بیشک بیزار ہوا اس چیز سے جو نازل کی گئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ... یعنی قرآن شریف ... اور سحر کی برائی بیان مین سورہ بقرہ مین فرمایا ہے وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ اور لیکن شیطانون نے کفر کیا سکھاتے ہین آدمیون کو جادو

کاہن کے پاس جاوے اور اُسکے کلام کو سچا کہے بیشک وہ کافر ہوجاتا ہے اُس دین سے
کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم لائے ہین اور عرب مین بہت کاہن تھے جو علم غیب کا
دعویٰ کرتے تھے اور جن وشیطان اُنکو خبرین پہونچاتے تھے اور نجومی بھی کاہن کے
حکم مین ہے جو کوئی نجومی کی تصدیق کرے اور اُسکی بات کو سچا جانے کافر ہے۔ حاصل یہ
کہ کواکب کی تاثیر اور آسمانون کی گردش کا گرمی وسردی اور مینہ برسنے کی زیادتی وکمی اور
میوون اور پھلون کے پکنے اور انکی مانند اور کامون مین دخل ظاہری اسمین کلام نہین
اور سعادت ونحوست اور انکی مانند اور چیزون مین کچھ دخل نہین ہے اور جو ہو بھی تو
ہماری شریعت مین اُسپر یقین کرنا منع ہے بالفرض اگر اور شریعتون مین درست تھا تو بھی
اس شریعت روشن مین منسوخ ہوگیا منع کرنے کو اسیقدر کافی ہے[۵۲] نسال اللہ عافیۃ والیاس
من ۲ اللہ کفر[۵۳] اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے ولا ییاس من ۲ اللہ ۲ الا
القوم الکافرون مسلمان اگرچہ کیساہی گناہگار ہو پر اُسکو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نااُمید ہونا
نہ چاہیئے امید رکھے توبہ کرنے سے بخشدیگا اور چاہے توبے توبہ بھی اپنے فضل وکرم سے
بخشدے و۲ لا ۲من من اللہ کفر[۵۴] اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بیخوف ہونا بھی کفر
ہے فلا یامن مکر ۲ اللہ ۲ الا القوم الخسرون مکر کے معنی لغت مین ڈھانکنے یا فریب دینے کے ہین
اور بندے کے ساتھ خدا تعالیٰ کا مکر یہ ہے کہ بندے کو گناہ مین چھوڑ دیتا ہے اور ناز و
نعمت کے دروازے اُسپر کھول دیتا ہے تاکہ وہ مغرور اور غافل ہوجائے پھر دفعتاً اُسکو

(بقیہ صفحہ ۱۵۰) جنون کو نذر بھینٹ دیکر اور اُن سے خبرین معلوم کرکے لوگون کو بتاتے تھے اور جادوگر جن اور شیاطین سے سیکھتے تھے سو قرار دیا کہ یہ سیکھنا اور سکھانا سب کفر ہے ۱۲ [۵۱] ابوداؤد مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ من اقتبس علمًا من النجوم اقتبس من السحر یعنی جس نے سیکھا ایک ٹکڑا نجوم کا اُس نے حاصل کی ایک شاخ جادو کی اس سے معلوم ہوا کہ نجوم بھی بُرائی مین جادو کی برابر ہے ۱۲ [۵۲] اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہین ہم کہ ہمین ایسی چیزون سے دُور ہی رکھے + [۵۳] یہ آیہ سورہ یوسف مین ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہین ہوتے مگر کافرون کی قوم ۱۲ [۵۴] یہ آیہ سورہ اعراف مین ہے یعنی پس نہین بیخوف ہوتے اللہ تعالیٰ کے مکرون سے مگر ٹوٹا پانے والی قوم یعنی کافر اور شرح عقائد مین ہے کہ جزم ویقین کرنا کہ عاصی ضرور آگ مین ہوگا یہ یاس ہے اللہ تعالیٰ سے اور اسیطرح اعتقاد کرنا کہ مطیع ضرور جنت مین ہوگا یہ امن ہے اللہ تعالیٰ سے اور ان دونون کے معتزلہ معتقد ہین تو اس سے اُنکا کافر ہونا لازم آیا اور اہل سنت وجماعت کا یہ مذہب[۵۵]

اس طرح پکڑتا ہے کہ اسکو گمان بھی نہین ہوتا- وَالْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ اور ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے کہتے ہین کہ امید ایسی چاہیئے کہ اگر سُنے کہ فقط ایک آدمی بہشت مین جاویگا تو امید رکھے کہ وہ شخص مین ہون اور جو معلوم کرے کہ سوائے ایک آدمی کے کوئی دوزخ مین نہین جانیکا تو ڈرے کہ وہ ایک شخص مین ہی ہون + للمولفہ قطعہ- آنہا کہ خواص درگہ تکریم اند + وہشت زدگان عالم تسلیم اند + نومید مشو کہ رحمت حق عامست + مغرور مشو کہ خاندگان دربیم اند + للمترجمہ قطعہ- جتنی کہ ہو درگاہ مین اللہ کی قربت + اُتنی ہی زیادہ ہو خدا پاک سے ہیبت + نومید نہو رحمت حق سے کہ وہ ہے عام + مغرور نہو تو کہ ہے خاصون کو بھی دہشت + + کہتے ہین کہ اگر حیات کی حالت مین خوف غالب رہے اور موت کے وقت رجا پیش آوے یہ نشانی سعادت و امنیّت کی ہے اور الایمان بین الخوف و الرجا مین رجا کی تاخیر یا تو اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ گزرا یا رجا پر خوف غالب ہونیکی طرف اعلموا ان اللہ شدید العقاب و ان اللہ غفور الرحیم جان لو کہ بیشک اللہ تعالی سخت عذاب کرنے والا ہے اور تحقیق اللہ تعالی بخشنے والا ہے مہربان الحمد للہ کہ رجا و مغفرت و رحمت پر یہ رسالہ ختم ہوا اور خدا تعالے خاتمہ بالخیر کرے- ثم الحمد للہ کہ خاتمہ بالخیر کی دعا پر یہ ترجمہ ختم ہوا آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالے علے خیر خلقہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین

بقلم عاصی رحیم بخش دہلوی- بمقام قصبہ بڑوت ۱۸- ذی الحجہ ۱۳۱۳ ہجری

(بقیہ صفحہ ۱۵۱) سب پر اشکال لازم نہین آیا اور جواب کی حاجت نہ رہی ۱۲ ملہ عذاب کی شدت خوف پر دلالت کرتی ہے اور بخشش و رحمت کا جمع ہونا امید پر پس یہ اُسی الایمان بین الخوف والرجاء کی تاکید ہے المحشیہ وہو المترجم قطعہ ڈر خدا کے غضب سے تو ہر آن + اُسکی رحمت کا دل مین رکھ تو دھیان + دو ترازو دل میں تیرے یہ برابر ہون + تیرا ہووے صحیح تا ایمان + ایمان کی صحت کے بیان پر یہ حاشیہ ختم ہوا اللہ تعالے ہمارا سب کا خاتمہ بالخیر کرے- والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم المرسلین وعلے آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین + +

بسم الله الرحمن الرحيم حقائق الاشياء ثابتة والعالم حادث وهو قابل للفناء وله صانع قديم واجب الوجود واحد حي عالم قادر مريد متكلم سميع بصير صفاته قديمة باقية ولا يقوم به حادث وليس بجسم ولا جوهر ولا عرض ولا مصور ولا مركب ولا معدود ولا محدود ولا في جهة ولا في مكان ولا في زمان ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کس سے ادا خدا کی ہو — کس سے توصیف مصطفا کی ہو
پایا اس بحر کی نہ تہ کا وجود — عجز کو سمجھا گوہر مقصود
پڑھ کے ناچار مصطفا پہ درود — آل و اصحاب رض باصفا پہ درود
اہل سنت کے سب عقائد کو — دین اسلام کے عقائد کو
نظم اردو زبان مین کرتا ہون — مختصر سے بیان مین کرتا ہون
یاد کرنے مین تا ہو آسانی — ہو نہ تفہیم مین پریشانی
اصل سب کی یہی عقیدت ہی — ثابت ہر چیز کی حقیقت ہے
سارا عالم نرا خیال نہین — یعنی بے معنی یہ جمال نہین
اور حادث تمام ہے عالم — آسمان و زمین و جن آدم
پیدا یہ سب ہوا فنا کے لئے — ذات حق خاص ہے بقا کے لئے
اسکا صانع قدیم و واجب ہے — سب ہین عاجز وہ سب پہ غالب ہے
ہے اکیلا وہ ذات مین اپنی — ہے وہ یکتا صفات مین اپنی
وہ ہی زندہ ہے اور دانا ہے — قادر مطلق و توانا ہے
چاہے جو کچھ ارادہ کرتا ہے — ہر ارادہ بھی اسکا پورا ہے
بے زبان وہ کلام کرتا ہے — اور بے گوش سب کی سنتا ہے
دیکھتا ہے سبھون کو وہ ذرات — آنکھ سے ہے منزہ اسکی ذات
اسکی صفتین قدیم ہین ساری — باقی ہین اور عظیم ہین ساری
اسکی قائم نہین ہی ذات کی ساتھ — کوئی حادث نہ اور صفات کے ساتھ
ہے نہ وہ جسم اور نہ جوہر ہے — ہے نہ وہ عرض نے مصور ہے
ہے مرکب نہ وہ نہ ہے معدود — ہے نہ محدود وہ میرا معبود
سمت مین ہے نہ وہ مکان مین ہے — کب زمین مین وہ اور زمان مین ہے

مثل ہے اسکی اور شبیہ کہان
ضد و ند کا غلط ہے گر ہے گمان

جنس مین ہو مخالفت ہے ند
ہو اگر غیر جنس مین ہے ضد

کوئی یاور نہین نہ اسکا یار
کون بٹوا سکے ہے اسکا کار

متحد غیر سے نہین ہوتا
کبھی اور دیر سے نہین ہوتا

وہ کسی مین نہین سماتا ہے
کیسے اوتار بن کے آتا ہے

متصف وہ ہر ایک کمال سے ہے
پاک ہر نقص اور زوال سے ہے

دن قیامت کے باہزار جلال
مومنون کو دکھائیگا وہ جمال

آنکھین ہوینگی اسطرف مائل
پردہ کچھ بھی نہوگا وہان حائل

ہے ہر ایک چیز کا وہی خالق
حال ہر شے کا اپنے ہی ناطق

سارے کامون کا وہ مدبر ہے
وہ ہی ہر چیز کا مقدر ہے

جانتا ہے ہر ایک کا انجام
کرتا اندازے سے ہی وہ ہر کام

اسپے سارا جہان ہے اظہر
ایک ذرہ نہین چھپا اسپر

اسپے واجب نہین ہی کوئی چیز
نقش کر اسکو دل مین گر ہے تمیز

لطف ہو یا کہ قہر دنیا کا
یا عذاب و ثواب عقبا کا

کام وہ جس قدر کہ ہے کرتا
ان سے کوئی غرض نہین رکھتا

کوئی حاکم نہین سوا اسکے
حکم جسکو کرے وہ جو چاہے

نیک ہے جسکو شرع نیک بتائے
ہے برا وہ جسے برا بتلائے

عقل کو کچھ بھی اسمین دخل نہین
جو نمانے کچھ اسکو عقل نہین

ہین فرشتے جو اسکے پر انوار
جانتا ہے خدا ہی انکا شمار

نور سے حق نے وہ بنائے ہین
انکے بازو عجب لگائے ہین

دو کسیکے کسیکے بازو تین
چار بھی ہین کسیکے لاؤ یقین

انمین جبریل اور میکائیل
عزرائیل و چہارم اسرافیل

ہین یہ چارون جہان مین مشہور
سب کتابون مین انکا ہی مذکور

لَا مِثْلَ لَهُ وَ شِبْهَ وَ لَا ضِدَّ
وَلَا نِدَّ وَلَا ظَهِيرَ وَلَا مُعِينَ
وَلَا يَتَّحِدُ بِغَيْرِهِ وَلَا يَحِلُّ
فِيهِ مُتَّصِفٌ بِجَمِيعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ
مُنَزَّهٌ عَنْ سِمَاتِ النَّقْصِ
وَالزَّوَالِ وَهُوَ مَرْئِيٌّ لِلْمُؤْ
مِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خَالِقٌ
لِجَمِيعِ الْأَشْيَاءِ وَمُدَبِّرُهَا
وَمُقَدِّرُهَا عَالِمٌ بِجَمِيعِ الْمَعْلُو
مَاتِ وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْءٌ
وَلَا غَرَضَ لِفِعْلِهِ وَلَا حَاكِمَ
سِوَاهُ فَالْحَسَنُ مَا حَسَّنَهُ
الشَّرْعُ وَالْقَبِيحُ مَا قَبَّحَهُ
الشَّرْعُ وَلِلّٰهِ مَلَائِكَةٌ ذُو
أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ
مِنْهُمْ جِبْرَئِيلُ وَمِيكَائِيلُ
وَعِزْرَائِيلُ وَإِسْرَافِيلُ

وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مَقَامٍ مَعْلُوْمٍ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ وَلَهُ كُتُبٌ اَنْزَلَهَا عَلٰى رُسُلِهٖ مِنْهَا التَّوْرَاتُ وَالزَّبُوْرُ وَالْاِنْجِيْلُ وَالْفُرْقَانُ الْعَظِيْمُ وَاَسْمَائُهٗ تَوْقِيْفِيَّةٌ وَهُوَ خَالِقُ الْاَفْعَالِ الْعِبَادِ فَالْكُفْرُ وَالْمَعْصِيَةُ بِاِرَادَتِهٖ وَتَقْدِيْرِهٖ وَلَا بِرِضَاهُ وَلِلْعِبَادِ اَفْعَالٌ اِخْتِيَارِيَّةٌ يُثَابُوْنَ بِهَا وَيُعَاقَبُوْنَ عَلَيْهَا وَاللّٰهُ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْكَافِرِ وَالْفَاسِقِ وَتَنْعِيْمُ اَهْلِ الطَّاعَةِ بِمَا يَعْلَمُهُ اللّٰهُ وَيُرِيْدُهٗ ‌+

اور مقرر مقام سب کا ہے — قرب حاصل ہر اک کو رب کا ہے
حکم حق سب بجا وہ لاتے ہین — پر نہ عصیاں کے پاس جاتے ہین
اور کتابون سے دین کیا کامل — اپنے پیغمبرون پہ کین نازل
سب کلام خدا ہے وہ سارے یار — انکی گنتی ہے ایکسو اور چار
چار انمین بڑی ہین اک توراة — اتری موسیٰ پہ ہی برائے نجات
دوسری بھی کتاب ہی مشہور — یعنے داؤد کو ملی ہے زبور
وہی ہے عیسیٰ کو تیسری انجیل — انکی امت پہ اسکی ہے تعمیل
چوتھی قرآن مجید اور فرقان — جس سے کامل ہو دین و ایمان
خاتم المرسلین پر بھیجا — رحمت العالمین پر بھیجا
نام اللہ کے ہین یہ توقیفی — جیسے خالق ہے اور ہے شافی
یعنی ثابت ہین وہ شریعت سے — ہین کسیکی نہ وہ طبیعت سے
بندے کرتے ہین جسقدر یہان کام — ابتدا سے وہ لیکے تا انجام
سب کا خالق خدائے اکرم ہے — ہی بہت سا وہ کام یا کم ہے
الغرض کفر اور عصیان ہو — یا کہ طاعت ہو اور ایمان ہو
سب ارادے سے اس خدا کے ہے — اور تقدیر کبریا سے ہے
لیک راضی نہین وہ عصیان سے — ظلم سے اور کفر و طغیان سے
فعل بندون کے اختیاری ہین — ہین نہ جبری نہ اضطراری ہین
یہ ارادے سے کرتے ہین سب کام — خواہشون کو ہی انکی دخل تمام
اس ارادے پہ ہوگا انکو ثواب — اور اسی اختیار پر ہے عذاب
جسکو چاہے کرے خدا گمراہ — جسکو چاہے کرے وہ خوار و تباہ
جسکو چاہے کرے ہدایت وہ — جسے چاہے کرے عنایت وہ
قبر کا یہ عذاب کافر پر — حق ہی اور اسے کم ہے فاجر پر
اہل طاعت کو قبر مین عشرت — ہوگی اور ہوگی بارش رحمت

آئینگے منکر و نکیر وہاں ۔
رب سے ہوگا سوال اور دین سے
اٹھ کے قبرون سے جانا محشر مین
اور ترازو مین تولنے اعمال
اور دینے وہ نامۂ اعمال
نیک مردون کے داہنے ہاتھون مین
ذرہ ذرہ کا پھر حساب کتاب
سب یہ جو کچھ بیان ہوا حق ہے
روز محشر وہ حوض کوثر حق
حق ہے وہ پلصراط دوزخ پر
بلکہ گزرینگے سب بنی آدم
بال سے بھی زیادہ وہ باریک
اور شفاعت گناہگارون کی
انبیاء و صالحان کرادینگے
سب سے پہلے خدا کا محشر مین
حکم ہوگا ہمارے حضرتؐ کو
ہونگے اُس سے قرب مین حق کے
حق ہی جنت بھی اور حق ہی نار
دونون مخلوق اور ہین موجود
اُسمین جینگے اور ہون داخل
جو نبیؐ نے نشان ساعت کے
ہمکو بتلائے ہین وہ سب حق ہین
چاہیئے ہمکو سب پہ ایمان ہو

کام آئیگا اُس جگہ ایمان
تیرے خاتم النبیینؐ سے
سامنے حق کے آنا محشر مین
تاکہ کھل جائے نیک و بد کا حال
جن مین لکھا ہی من و عن سب حال
اور بدون کے وہ بائین ہاتھون مین
اور ہر چیز کا سوال و جواب
لاؤ ایمان یہ جو کہا حق ہے
اُسپے گذرے یہان اختر حق
جیسے گزرینگے سارے پیغمبر
آگے پیچھے چلینگے اور یہ ہم
تیز تلوار سے ہے اور تاریک
شرم عصیان سے شرمسارون کی
اُنکو دوزخ سے وہ بچا دینگے
خالق دوسرا کا محشر مین
وا کرینگے در شفاعت کو
سب سے آگے وہ پیشوا سب کے
اُسمین گلزار اور اسمین خار
ہونگے ہرگز نہ وہ کبھی نابود
موت کے تیر سے ہون گھائل
ہول و احوال سب قیامت کے
مجھے فرمائے ہین وہ سب حق ہین
دل مین پکا ہمارے ایقان ہو

وَسُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ حَقٌّ
وَالْبَعْثُ حَقٌّ وَالْوَزْنُ
حَقٌّ وَالْكِتَابُ حَقٌّ
وَالْحِسَابُ حَقٌّ
وَالسُّؤَالُ حَقٌّ وَالْحَوْضُ
حَقٌّ وَالصِّرَاطُ حَقٌّ
وَالشَّفَاعَةُ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ
حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَ
هُمَا مَخْلُوقَتَانِ
مَوْجُودَتَانِ الْآنَ
بَاقِيَتَانِ وَلَا يَفْنَيَانِ
وَلَا يَفْنَى أَهْلُهُمَا
وَكُلُّ مَا أَخْبَرَ بِهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ
السَّاعَةِ وَأَحْوَالِ الْآ
خِرَةِ حَقٌّ ۔

والایمان تصدیق
بالقلب واقرار باللسان
وهو لا یزید ولا ینقص
والایمان والاسلام
واحد ولا ینبغی لاحد
ان یقول انا مومن
ان شاء الله تعالی وایمان
المبعث غیر مقبول و
الکبیرة لا تخرج
العبد المومن من
الایمان واهل الکبائر
من المومنین لا یخلدون
فی النار وان ماتوا من
غیر توبة ویجوز العقاب
علی الصغیرة والله تعالی
ارسل رسولا من البشر
الی البشر مبشرین ومنذ
رین ومبینین للناس
ما یحتاجون الیه من
امور الدنیا والدین ۰

اب سنتا ہوں معنیٔ ایمان — اسطرف کو لگاؤ گوش جان
دل میں تصدیق ہو عقائد کی — خوب تحقیق ہو عقائد کی -
اور زبان سے بھی صاف ہو اقرار — ایک عقیدے کا بھی نہو انکار
ادنے اعلےٰ کا ہے یہی ایمان — اسمیں زیادہ نہ اور نہو نقصان
وہ ہی ایمان ہے وہی اسلام — ایک ہی شے کے ہیں یہ دونوں نام
کب ہے شایان یہ اہل ایمان کو — ہے نہ لایق کسی مسلمان کو -
منھ سے اپنے جو یوں کہے گا ہے — میں ہوں مومن اگر خدا چاہے
جب قیامت کی ہوں نشان ظاہر — موت کی یا ہوں سختیاں ظاہر
لاوے ایمان اگر قبول نہو — ہو مسلمان تو کچھ حصول نہو
ہووے چھوٹا و یا بڑا عصیان — اس سے جاتا نہیں مگر ایمان
گرچہ نقصان گنہ سے لازم ہے — اصل ایمان و لیک قائم ہے
اور جو مومن بہت گناہ کرے — ہو نہ شرمندہ اور نہ آہ کرے
یوں ہی بے توبہ پھر وہ مرجائے — عین عصیان میں وہ گزر جاوے
جب بھی دائم وہ نار میں نرہے — دوزخ پر شرار میں نہ رہے
نکلے ایمان کی وہ برکت سے — جائے جنت میں حق کی رحمت سے
شرک جو یہاں کرے خدا کے ساتھ — یا کرے کفر مصطفا کے ساتھ
اسکی بخشش ہو اور نہ اسپے کرم — آگ میں وہ رہیگا وہاں دایم
اور سوا اسکے جسقدر ہیں قصور — بخشنے چاہے جسے خدائے غفور
چاہے پکڑے وہ ایک صغیرہ پر — چاہے پھیرے قلم کبیرہ پر
اور بھیجے ہیں یہاں خدا نے رسول — ہیں بشر پر خدا کے ہیں مقبول
مژدہ جنت کا وہ سناتے تھے — اور دوزخ سے وہ ڈراتے تھے
دین و دنیا کے سارے ہی وہ کام — سب کو حاجت ہو جنکی تا انجام
صاف وہ کر دیئے بیان سارے — حکم حق سے کئے عیان سارے

معجزے وہ عطا کیے اُن کو
جن سے ایمان ہو نبوت پر
سب سے پہلے رسول آدم ہیں۔
یعنی حضرت محمد عربی
سب سے پہلے بنا تھا نور اُنکا
سب رسولوں پہ لاؤ تم ایمان
اُنکو بھیجے خدا نے جو پیغام
سب نے پہونچائے خلق کو کامل
دین کے وہ سب احکام سچے تھے
یہ عقیدہ بھی کرلو تم معلوم
تھے نہ معزول وہ نبوت سے
سب سے افضل محمد عربی
مصطفےٰ مجتبا حبیب خدا
اُنپہ نازل ہوں بیشمار درود
شرق سے غرب تک جو خلقت ہے
اور جو پیدا یہاں ہوں تا ساعت
اور معراج مصطفا حق ہے
جاگتے میں گئے مع بدن کے ساتھ
جو دکھایا خدا نے سب دیکھا
جلوۂ حق وہ بے حساب ہوا
تاب جسکی نہ لا سکا موسا
قرب میں انکو وہ کمال ہوا
سب سے بہتر ہے آپکی اُمت
سب سے ہے شرع آپکی اکمل۔

وہ اثر اور نشان دیئے اُنکو
اور یقین اُنکی اُس رسالت پر
سب سے پچھلے شہ مکرم ہیں
مکی و ہاشمی و مطلبی
بعد سب کے ہوا ظہور اُنکا
اُنکی گنتی کا کچھ کرو نہ بیان
اُنپہ اُترے جو شرع کے احکام
اُن میں کچھ کم کیا نہ کچھ شامل
اُنکے سارے کلام سچے تھے
سب گناہوں سے تھے نبی معصوم
اور نہ موقوف وہ رسالت سے
کل سے اکمل محمد عربی
خاتم الانبیا رسول خدا
آل پر آپکی سو ہزار درود
کل پہ یہان آپکی رسالت ہے
سارے میں اُس جناب کی اُمت
اُسکا سارا یہ ماجرا حق ہے
آسمان پر گئے وہ تن کے ساتھ
دن سے بہتر بوقت شب دیکھا
سر کی آنکھوں سے بیحجابانہ
لن ترانی ملا جواب اُسکا
حقتعالی کا بس وصال ہوا
حقتعالی کی اسپہ ہے رحمت
سارے دینوں سے دین ہی افضل

وَاَيَّدَهُم بِالمُعجِزَاتِ
البَاهِرَةِ وَالاٰيَاتِ
السَّاطِعَةِ المُفِيدَةِ
لِليَقِينِ وَاَوَّلُ الاَنبِيَاءِ
اٰدَمُ عَلَيهِ السَّلَامُ وَ
اٰخِرُهُم مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
وَالاَولٰى اَن لَا يُعَيَّنَ
عَدَدُهُم وَكُلُّهُم
كَانُوا مُبَلِّغِينَ عَنِ اللّٰهِ
صَادِقِينَ غَيرَ مَعزُولِينَ
وَاَفضَلُ الاَنبِيَاءِ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
وَهُوَ مَبعُوثٌ اِلٰى
كَافَّةِ الخَلقِ اَجمَعِينَ
وَمِعرَاجُهٗ فِي اليَقظَةِ
بِشَخصِهٖ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ
اِلٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حَقٌّ وَاُمَّتُهٗ خَيرُ الاُ
مَمِ وَشَرِيعَتُهٗ اَكمَلُ
الشَّرَائِعِ ۰

وَدِيْنُهٗ نَاسِخُ الْاَدْيَانِ وَاَصْحَابُهٗ خِيَارُ الْاُمَّةِ وَالْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ اَفْضَلُ الْاَصْحَابِ وَاَفْضَلُهُمْ عَلٰى تَرْتِيْبِ الْخِلَافَةِ وَالْمُرَادُ بِالْاَفْضَلِيَّةِ اَكْثَرِيَّةُ الثَّوَابِ فَبَاقِي الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ فَاَهْلُ بَدْرٍ فَاُحُدٍ فَاَهْلُ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ النِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالْخِلَافَةُ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ بَعْدَهَا مُلْكٌ وَاِمَارَةٌ وَنَكُفُّ عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ اِلَّا بِخَيْرٍ وَالْمُجْتَهِدُ يُخْطِئُ وَيُصِيْبُ وَلَا نُكَفِّرُ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ۔

بلکہ اس دین سے یاد رکھ پیارے — دین منسوخ ہو گئے سارے
ساری امت سے آپکے اصحاب — خیر و بہتر ہین اور کل احباب
شرف صحبت جب انکو حاصل ہے — رتبہ کیونکر نہ انکا فاضل ہو
اور خلیفہ جو آپکے ہین چار — آپکے یار و مونس و غمخوار
سارے اصحاب سے وہ بہتر ہین — دین و دنیا مین سبکے افسر ہین
بوبکرؓ ہین عمرؓ ہین عثمانؓ ہین — مرتضیٰؓ ہین یہ دین کے ارکان ہین
یہ ہی ترتیب ہے خلافت کی — اور یہی انکی افضلیت کی
افضلیت کے معنی اے حضرت — یاد رکھئے ثواب کی کثرت۔
بعد ان چار کے فضیلت ہے — دس کی باقی کو جنکو جنت ہے
غزوۂ بدر مین تھے جو شامل — بعد انکے وہ سب ہین فاضل
پھر اُحد مین شریک تھے جو جو — بعد ان کے بزرگی ہے اُن کو
بعد انکے اُنہین فضیلت ہے — کی نبیؐ سے جنہوں نے بیعت ہے
ایک شجر کے تلے بصد ایقان — نام جسکا ہے بیعت الرضوان
خلد مین عورتین جو جائینگی — رتبے عالی وہان وہ پائینگی
سب کی سردار فاطمہؓ ہونگی — اُنکی مختار فاطمہ ہون گی
ہونگے جتنے جوان جنت مین — پائینگے جو مکان جنت مین
ہونگے حسنین سبکے وہان آ — دوش پیغمبر خدا کے سوار
بعد حضرتؐ کے جو خلافت تھی — تیس ہی سال اُسکی مدت تھی
بعد پھر اُسکے بادشاہت ہے — یا حکومت ہے یا امارت ہے
سب صحابہؓ کو خیر سے کر یاد — کہہ کے بد اپنا دین نہ کر برباد
مجتہد ہے صواب پر آتا — پر ہے ممکن خطا کا ہو جانا
ہر خطا مین وہ اپنی ہے معذور — بلکہ ہوتا ہے اُسمین وہ ماجور
سمت کعبے کی پڑھتا ہو جو نماز — سجدہ کرتا ہو با ہزار نیاز
کہنا اُسکو نہ چاہیئے کافر — کفر جبتک نہ اُس سے ہو ظاہر

انبیاء ہین بشر کے سب بہتر ان فرشتون سے جو ہین پیغمبر
ہین پیمبر ملائکہ فاضل عام انسان سے جو ہین کامل
اور مومن ہین جو کہ عام بشر عام کروبیون سے ہین برتر
ہین کرامات اولیاء کی حق خرق عادات انبیاء کی حق
گرچہ کوئی ولی اکبر ہو انبیاء کے نہ وہ برابر ہو
امر و نہی خدا و کل احکام سب پہ جاری ہین ایک سے مدام
کوئی کیسا ہی ہو نبی و رسول یا خدا کا ولی کوئی مقبول
پر نہ ساقط ہو اس سے امر و نہی ہیگی طاعت مین آدمی کے بھی
ہین جو قرآن کی آیتین ظاہر انکے معنی ہین صاف و ظاہر
ہے ضرورت نہ انکی ہو تاویل رہے ملحوظ موقع تنزیل
اور ظاہر کے چھوڑ دین معنے ق صرف باطن کے ان سے لین معنے
ہے سراسر یہ کفر اور الحاد اس سے ہوتا ہے دین سب برباد
ہو جو مردون کے واسطے خیرات یا ہو انکے لئے دعائے نجات
انکو ملتا ہے نیکیون کا ثواب اس سے ہوتا ہے دور انکا عذاب
درجے انکے بلند ہوتے ہین اس سے وہ ارجمند ہوتے ہین
حقتعالی ہے قاضی الحاجات دور رکھتا ہے سب سے وہ آفات
سب دعائین قبول کرتا ہے سب کے مطلب حصول کرتا ہے
ہو گنا ہگار یا کہ ہو فاجر نیک یا بد ہو پر نہ ہو کافر
سب کے پیچھے نماز پڑھنا تم پر جماعت نہ ترک کرنا تم
مسح موزون کا ہے سفر مین روا تین دن اور ایک حضر مین روا
اسکا بھی اعتقاد ہو دل مین مسئلہ خوب یاد ہو دل مین
ہو بڑا اگر گناہ یا چھوٹا اسکو جانے حلال یا ہلکا
اور شریعت کی بات پر ہنسنا یا حقارت زبان پہ لانا —

وَرُسُلُ الْبَشَرِ أَفْضَلُ مِنْ
رُسُلِ الْمَلٰئِكَةِ
وَرُسُلُ الْمَلٰئِكَةِ
أَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الْبَشَرِ
وَعَامَّةُ الْبَشَرِ أَفْضَلُ
مِنْ عَامَّةِ الْمَلٰئِكَةِ
وَكَرَامَاتُ الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ
وَلَا يَبْلُغُ وَلِيٌّ دَرَجَةَ الْأَنْبِيَاءِ
وَلَا يَصِلُ الْعَبْدُ إِلَى حَيْثُ
يَسْقُطُ عَنْهُ الْأَمْرُ وَالنَّهْيُ
وَالنُّصُوصُ تُحْمَلُ عَلَى ظَوَاهِرِ
هَا وَالْعُدُولُ عَنْهَا إِلَى
مَعَانٍ يَدَّعِيهَا أَهْلُ الْبَاطِنِ
إِلْحَادٌ وَفِي دُعَاءِ الْأَحْيَاءِ
لِلْأَمْوَاتِ وَصَدَقَتِهِمْ
عَنْهُمْ نَفْعٌ لَهُمْ وَاللّٰهُ مُجِيبُ
الدَّعَوَاتِ وَقَاضِي الْحَاجَاتِ
وَيَجُوزُ الصَّلٰوةُ خَلْفَ بَرٍّ وَ
فَاجِرٍ وَنَرَى الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ
فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَاسْتِحْلَالُ
الْمَعْصِيَةِ صَغِيرَةً أَوْ كَبِيرَةً
وَاسْتِخْفَافُهَا كُفْرٌ

وَالاِسْتِهزاءُ علی الشَّرِیعَةِ
وَالاِسْتِهَانَةُ بِهَا کُفرٌ
وَالهَزْلُ بِالکُفرِ کُفرٌ
وَلَا یُحکَمُ بِکُفرِ السَّکرَانِ
وَتَصدِیقُ الکَاهِنِ بِمَا
یُخبِرُهُ عَنِ الغَیبِ
کُفرٌ وَالیَأسُ مِنَ
اللّٰهِ کُفرٌ وَالاَمنُ
مِنَ اللّٰهِ کُفرٌ وَالاِیمَانُ
بَینَ الخَوفِ وَالرَّجَاءِ
اِعلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیدُ
العِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ
غَفُورُ الرَّحِیمِ
تمت بالخیر

ہے طرح کی یہ سب ہزل ہی کفر — کلمہ کفر سے ہزل ہے کفر
گر نشے میں بکا ہے کلمہ کفر — ہے نہ ہوش اور کہا ہے کلمہ کفر
اسکو کہنا نہ چاہیئے کافر — منہ پہ لانا نہ چاہیئے کافر
ہووے کاہن و یا نجومی ہو — دیوے خبریں جو غیب کی اسکو
ہووے جفار یا کہ ہو رمال — فالنامے سے یا کہ کھولے فال
اسکو سچا کہے وہ کافر ہے — اور جو اچھا کہے وہ کافر ہے
حقکی رحمت سے جسکو دی ہو یاس — ہو وہ کافر نہ توڑیو تو آس
اور جو اسکے عذاب سے ہو نڈر — ہے وہ کافر ہے دیکھ کفر نہ کر
ہے رجا اور خوف میں ایمان — ہوں برابر یہ دونو میری جان
کیونکہ حق کا عذاب بھی ہے سخت — اس پہ غالب کرم ہے اور رحمت
شکر حق کا کہ یہ تمام ہوا — سب عقائد کا اختتام ہوا
کر طفیل رسول و آل رسول — یا الٰہی میری دعا مقبول
میرا اور سارے مومنوں کا یہاں — مرتے دم تک بنا رہے ایمان
موت آوے طرحکے جنیا گاہ — لب پہ ہو لا الٰہ الا اللہ
نور ایمان سے دل منور ہو — حب احمد سے جسم و جاں تر ہو
دل میں آوے نہ نام کو بھی غیر — خاتمہ اسطرح سے ہو بالخیر
برسے رحمت مدام حضرت پر — آل و اصحاب ساری امت پر

تمت بالخیر

تاریخ طبع طبعزاد اخویصاحب صاحب مکرم و معظم جناب منشی محمد ابراہیم خان صاحب دام ظلہ — قطعہ

رسالہ عقائد یہ جب چھپ چکا
خرد نے کہا فی البدیہ یہہ لکھہ
مجھے بھی ہوا فکر تاریخ کا
کہا شرح تصدیق الایقان بجا
۱۳۱۱ ہجری

تاریخ از نتایج افکار عالیہ ناظم بے مثل ناثر شیرین مقال فاضل بے نظیر محاسب اقلیدس تصویر

جناب منشی محمد نظیر علی صاحب نظیری تخلص مدرس اول مدرسہ قصبہ بڑوت ضلع میرٹھ مصنف - قطعہ

معدن فضل و کرم عالی جناب
منبع حکمت طبیب لاجواب
مخزن حلم و حیا فاضل اجل
مصدر جود و سخائے بے حساب
کامل اکمل و عالم باعمل
عارف باللہ عرفان را آب
مولوی حاجی حکیم بے بدل
شاعر و در ہر ہنر اہل انتخاب
آن رحیم الدین احمد شاہ دین
ہادی گم گشتہ از راہ صواب
ترجمہ تکمیل ایمان را نمود
در حواشی داد آن را آب و تاب
منقذ العرفان نام نامیش
زانکہ عرفان یافت زو ہر شیخ و شاب
داد اُردوے معلے داد تا
تمام خلق اللہ شود زان فیضیاب
ہر مسلمانے کہ خواندش یا شنید
از عقائد فاسدہ کرد اجتناب
شیخ عبد الحق محدث دہلوی
ساختہ شاہد ولیکن در حجاب
بر ہمہ از اہل ایمان اہل دین
جلوہ گر آنرا نمود این جناب
بعد زان محمود مرزا خان نمود
جلوہ اش را با ہزاران آب و تاب
طبع فرمود آن نگار دین را
ز اہتمامش کرد حاصل صد ثواب
خادم الاسلام دہلی مطبعے
کرد وا از روے این شاہد نقاب
سال طبع آن نظیری زد رقم
در عقیدہ ہست زیبائی کتاب
۱۳۱۱ سنہ ہجری

تاریخ طبعزاد جناب منشی محمد علی خان - صاحب رئیس قصبہ بڑوت ضلع میرٹھ - قطعہ

چھپا جبکہ تکمیل الایماں ہوا
مجھے فکر تاریخ اے جان مسلم
کہا میرے دل نے محمد علی خان
کہ ہے شرح تکمیل الایمان مسلم
۱۳۱۱ھ

تاریخ از افکار ناقص عاصی مترجم عفی اللہ عنہ - قطعہ

یوں تو مدت سے سنا کرتے تھے ہم بھی الطریب
کا تکے اس پردۂ حائل میں نقش کالعجم
لیک چھاپے کی بدولت جب یہ شرح چھپ چکی
آنکھ کے آیا نظر اس تل میں نقش کالعجم

سال اسکی طبع کے ہاتف سے جب میں نے کہا	کرلے یہ باب عقائد دل میں نقش کالحجر ۱۳۱۴ ہجری

ایضاً ولہ

ہٰذہ العقائد الایمان	زبدۃ نور القلوب لاریب
سن حسن طبعہ طریب	قال قد یومنون بالغیب ۱۳۱۴ ہجری

عبارت - سراسر ہدایت جناب کرامت مآب قبلہ عقیدت مندان وکعبہ فدویت کیشان قدوہ اہل فضل وکمال وزبدہ کملائے ماضی وحال امام الفقہا مقتدا العلما فخر المحدثین نائب خیر المرسلین حضرت مولانا مولوی قاری حاجی محمد عبد الرحمٰن صاحب انصاری پانی پتی دام برکاتہم وکراماتہم واجلالہم وافضالہم نے بعد ملاحظہ واصلاح زیب رقم جواہر القلم معجز رقم فرمائی

ترجمہ خوض کرکے دیکھا مخالف اہل سنت کے بالکل نہین پایا موافق کتب عقائد کے دیکھا خدائے تعالیٰ خلق کو اس سے منتفع کرے آمین - اور حاشیہ پر کا بسبب ضعف بصر کے دیکھا نہین گیا نظر نے کام نہین دیا اور بعض جگہ حاشیہ پر تین نقطہ کر دیئے ہین وہان نظر ثانی چاہیئے حرف پڑھے نہین گئے آٹھ دس جگہ کے نقطون کو دیکھ کر بنا کر قابل پڑھنے وسمجھنے کے کردین فقط

عبد الرحمٰن عفی اللہ عنہ - ۱۹ - شعبان ۱۳۰۸ ہجری دوشنبہ

جہان جہان حضرت قبلہ وکعبہ نے نشان فرمایا تھا تو نظر ثانی میں وہ سب درست کر دیئے ہیں حکیم رحیم الدین احمد عفی عنہ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کتاب مستطاب منقذ العرفان ترجمہ تکمیل الایمان مؤلفہ افضل علماء شریعت وطریقت اکمل کملاء حقیقت حکیم رحیم الدین احمد قادری دہلوی دامت برکاتہ مطبع خادم الاسلام دہلی میں طبع ہوکر مستفیض خاص وعام ہوئی - فی الواقع متانت عبارت وصحت ترجمہ وتحقیق وتصحیح وتوثیق مذہب اہل سنت وجماعت حضرت مصنف کے کمال ورفعت شان پر دال ہے ‌٭

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

[illegible]

اشتہار

مین نے اس کتاب کا حق کاپی رائٹ دوام کے لئے بنام مکرمی مشفقی منشی احمد مرزا خانصاحب مالک مطبع خادم الاسلام دہلی ہبہ کر دیا ہے لہذا ہر کہ و مہ کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ بدون اجازت منشی صاحب کے قصد طبع نکرین کیونکہ یہ کتاب داخل رجسٹر سرکار ہوچکی ہے۔ ہان جسقدر جلدین مطلوب ہون مطبع خادم الاسلام دہلی سے طلب فرمائین

العبد

رحیم الدین احمد قادری دہلی

صحت نامہ اغلاط حاشیہ منقذ العرفان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
108	7	ہتوتی	ہوتی
〃	15	مین نقل	نقل
111	11	نفے کے زیر	نفے کے زیر
112	4	سوا گو	سوا کو
〃	〃	سوا گو	سوا کو
〃	3	الاباذنہ	الا باذنہٖ
〃	10	کہ	کو
〃	11	یاخی	باطنی
〃	13	گتاہوت	گناہون
113	4	جیم کے زیر	جیم کے زیر
〃	8	ازین	زرین
〃	9	فامن	فاین
〃	14	رفیقی	رفیق
〃	19	رفیق	رفیق جنت مین
114	14	لاتی	لانی
〃	24	لے سنا ہے	سے سنا ہے
115	17	نہین ہتی	نہین کرتی ہتی
116	12	اہتدیہم	اہتدیتم
〃	36	کسی باتین	کہی ہین
119	1	بمشافہ	مشافہ
120	12	الم یکن	الم تکن
123	6	لے	لئے
〃	19	زوجیک	زوجتک
〃	39	بنی	ہی
〃	45	امت	رایت
124	1	مین	مین تھا
125	9	باشتم	باشتم
126	2	دولرے	لی
〃	4	بیے	دوسرے بیے
〃	12	حصہ	حفصہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
129	2	بصبغۃ	بصبغۃ
〃	3	بیرسے	بیربینی
〃	4	تو	یوذیبنی
130	7	تابعد	بعد
〃	42	دین ہے	دلیل ہے
131	8	اسعد الدین	سعد الدین
〃	9	مبتۃ	میتۃ
132	24	ئے	ایذا دے
136	7	مین	ہین
〃	〃	وعایت	رعایت
〃	11	اغفاری	غفاری
137	9	صاحب	صامت
〃	24	آنلی	آنخی
138	2	لاخسیہ	لاخسیہ
〃	〃	پہرسے	پہرسے
〃	5	مالصوق	بالفوق
141	10	افترفت	افترقت
〃	27	رعصا	عصا
142	3	آدمی	آدمی کے
〃	6	اوراونکا	اور جو کافرسے ہوتی ہین اونکا
146	31	الحاء	امناء
147	4	لے	لئے
〃	5	یربد	یزید
〃	6	وہ گمرہے	وہ گروہ ہے
149	5	من اعلاہٗ	من اعلاہٗ
〃	6	علے	مسح علی
150	18	نصدیق	تصدیق
〃	33	وآلہ	وآلہ
151	10	ہے اہل	ہی کو اہل
〃	25	خیال مین	خیالی مین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
153	9	بِجَنّٰتِہِم	بِجَنّٰتِہِم
〃	13	جِہٰتِ	جِہٰتُ
154	2	مَعِیْنٍ	مُعِیْنٍ
〃	11	وَلَا عَرَضَ	وَلَا عَرَضٌ
〃	12	حَسَنَۃً	حَسَنَۃٌ
〃	15	مَثْنٰی	مَثْنٰی
155	2	مقامٍ معلومٍ	مقامٌ معلومٌ
〃	5	رسولہ	رُسُلَہ
〃	10	والمعصیۃِ	وَالمعصیۃُ
〃	18	وُیُرِیْدُہٗ	وَیُرِیْدُہٗ
156	1	وسوا	وسوال
157	12	لا یخلدون	لا یخلدون
〃	17	منذرین	منذرین
〃	20	من امورُ	من امورِ
158	6	اَخَرُہُمْ	اٰخِرُہُمْ
〃	9	عَدَدُہُمْ	عَدَدَہُمْ
〃	〃	کُلُّہُمْ	سُکّلہم
〃	11	غَیْرَ	غَیْرُ
159	5	افضلہم	قضلہم
〃	13	والحسنِ	والحسنُ
〃	14	والحسینِ	والحسینُ
〃	〃	سَیِّدِیُ	سیّدی
〃	17	والخلافۃُ	والخلافۃَ
160	14	الحادَ	الحادٌ
〃	17	قاضیَ	قاضیٌ
〃	18	خلف بر	خلف کل بر
161	2	کفر	کفرہ
〃	5	نصدیق	تصدیق
〃	8	کفر	کفرہ

تمام شد